For more visit (exponovels.com)

تو قدر نہ جانے

از عائزہ دی

مکمل ناول

exponovels

صبح کا وقت تھا گھر میں ابھی ناشتے کی تیاری چل رہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ اہلخانہ پریشانی سے ایک دوسرے کو تکنے لگ پڑے۔ سب ہی جانتے تھے کہ کون ہو سکتا ہے صبح صبح دروازے پر۔ آخر کار صدیق صاحب دروازے کی طرف بڑھے۔

رامین کی اماں تم اندر جاو کو رامین کو لے کر میں دیکھتا ہوں۔ وہ دونوں ماں بیٹی اندر کی طرف بڑھ گئیں۔ ان کے چہرے پر پریشانی واضح تھی۔

صدیق صاحب نے جونہی دروازہ کھولا۔ سامنے موجودہ شخص کو سلام کیا۔ مگر وہ بنا سلام کا جواب دیئے لعن طعن کرنا شروع ہو گیا۔ اگر دو دن کے اندر مجھے کرایہ نہی ادا کیا تو اپنا انتظام کر لو بھائی۔ پچھلے دو ماہ سے کرایہ نہی دیا تم نے۔ ہر روز کوئی نا کوئی بہانہ بنا دیتے ہو۔

مگر اب میں مزید برداشت نہی کروں گا۔ کان کھول کر سن لو تم کل شام کو آوں گا میں دوبارہ کرایہ وصول کرنے۔ اگر کرایہ نہی ملا تو کل شام سے پہلے پہلے اپنا انتظام کر لینا تم۔ مالک مکان غصے سے چلا رہا تھا۔

بھائی صاحب میں نے بات کی ہے مینیجر سے ایک دو دن تک ایڈوانس مل جائے گا مجھے۔ میں خود آپ کو کرایہ پہنچا جاوں گا آپ بے فکر ہو جائیں۔ رامین کے ابا سر جھکائے کھڑے بول رہے تھے۔ مگر مالک مکان نے ان کی ایک نہی سنی۔

بس کر دو صدیق احمد روز یہی کہتے ہو تم۔۔ پچھلے تین ہفتوں سے یہی کہتے چلے آ رہے ہو تم۔ بس اب اور نہی۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔

کل مجھے ہر حال میں کرایہ چاہیے۔ اگر کل کرایہ نا ملا تو خود ہی اپنا سامان اٹھوا لینا تم۔ نہی تو میں اٹھوا کر خود باہر پھینکوں گا۔ مالک مکان اپنی بات مکمل کرتے ہوئے بنا کوئی بات سنے وہاں سے چل پڑا۔

exponovels

رامین کے ابا سر جھکائے اندر چلے آئے۔وہ اندر آ کر پریشانی کی حالت میں چارپائی پر آ بیٹھے۔ دروازہ بند ہونے کی آواز پر دونوں ماں بیٹی باہر آ گئیں۔

رامین کی اماں روٹی بنانے لگ پڑیں چپ چاپ باہر سے مالک مکان کی چلاتی ہوئیں آوازیں سن چکی تھیں وہ اسی لیے بنا کچھ پوچھے آ کر روٹی بنانے لگ گئیں۔

رامین اپنے ابا کے پاس جا بیٹھی چارپائی پر۔ابا پریشان مت ہو آپ انتظام ہو جائے گا پیسوں کا آپ فکر نا کریں رامین تسلی دینے کے انداز میں بولی۔

ارے کہاں سے ہو جائے گا انتظام میں فیکٹری میں چپڑاسی ہوں مالک نہی۔رامین کے ابا مایوسی سے بولے۔

رامین کے چہرے پر اداسی چھا گئی۔ آپ ایسے کیوں بول رہے ہیں ابا اللہ سب بہتر کرے گا۔میرے ٹیوشن والے بچوں کی فیس بھی مل جائے گی آج شام۔

اور جو میں نے اور اماں نے پچھلے ہفتے جو کپڑے سلائی کیے تھے ان کے پیسے بھی مل جائیں گے ایک دو دن تک۔اور آپ کی تنخواہ بھی تو مل جائے گی تب تک۔

سب مل ملا کر دے دیں گے کرایہ مالک مکان کو۔رامین نے ان کو تسلی دینا چاہی مگر ناکام رہی۔

بس کر دو تم یہ تسلیاں مجھے مت دو۔ تنخواہ آنے میں ابھی پانچ دن باقی ہیں۔اور کرایہ کل مانگ رہا ہے مالک مکان۔ دو مہینوں کا کرایہ ہے۔بارہ ہزار تنخواہ ہے۔دو ہزار بچے گا۔اس میں سے بجلی کا بل بھی ادا کرنا ہے گیس کا بھی اور پانی کا بھی۔

سمجھ نہی آ رہا کیسے ٹھیک ہو گا سب کچھ۔اچھا میں چلتا ہوں اب دیر ہو رہی ہے مجھے گیٹ بند ہو گیا تو چوکیدار اندر نہی جانے دے گا۔وہ بنا ناشتہ کیے تیزی سے باہر کی طرف بڑھ گئے۔رامین آوازیں دیتی رہ گئی ابا ناشتہ تو کرتے جائیں مگر وہ نہی رکے۔

exponovels

رامین کی ابا چلے گئے تو رامین نے آگے بڑھ کر دروازے کی کنڈی لگائی اور واپس آکر اماں کے پاس بیٹھ گئی۔ وہ چپ چاپ آنسو بہا رہیں تھیں۔ رامین کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا ماں باپ کی پریشانی دیکھ کر۔

مگر وہ خود کو مظبوط بنانے کی کوشش میں لگی تھی۔ اماں کیوں رو رہی ہو۔ ہم کچھ نا کچھ کر لیں گے۔ میری دوست ہے نا ثوبیہ اس سے کچھ پیسے ادھار لیے ہیں میں نے۔

رامین اندر کی طرف بڑھی۔ واپس آکر چند نوٹ اپنے کے سامنے رکھ دیئے۔

اماں یہ دیکھو۔ ثوبیہ نے چھوٹی سی کمیٹی ڈالی ہوئی تھی۔ جو اسے کل ہی ملی ہے۔ میں نے اس سے پانچ ہزار ادھار مانگ لیے اور اس نے دے دیئے۔

اماں تم تو جانتی ہو نا میری دوست کو کتنی اچھی ہے وہ۔ فکر نہی کرو تم شام تک مزید پیسوں کا انتظام ہو جائے گا۔ رامین ان کو تسلی دینے کی کوشش کرنے لگی۔

پہلے تو رامین کی اماں کو تھوڑی تسلی ہوئی پیسے دیکھ کر لیکن اگلے ہی پل وہ پریشان ہو گئیں۔ لیکن رامین اتنے سارے پیسے تم واپس کیسے کرو گی۔ وہ پریشانی سے بولیں۔

رامین ان کی پریشانی بھانپ چکی تھی اماں کے سوال پر مسکرا دی۔ اماں تم فکر مت کرو۔ ثوبیہ نے کہا ہے کہ میں اسے پانچ سو ہر مہینے دے دیا کروں۔ پریشانی والی کوئی بات نہی ہے اماں۔

میں ابا کو یہی تو بتانے والی تھی مگر وہ رکے ہی نہی بنا کچھ کھائے پیئے ہی چلے گئے۔ اب تم ہی بتاو اماں بھلا کھانے سے کیسی دشمنی۔ کاش میں آپ دونوں کے لیے کچھ کر سکتی۔ کاش میں آپ کی بیٹی نہی بیٹا ہوتی۔ رامین رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

رامین کی اماں نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگا لیا۔ نا میری بچی ایسے نہی کہتے۔ تو بیٹوں سے کم تھوڑی ہے۔ تو میرا بیٹا بھی ہے اور بیٹی بھی۔ دکھ تو یہ ہے کہ میں اور تیرے ابا کچھ نہی کر سکے تیرے لیے۔

exponovels

ایسا کیوں بول رہی ہو اماں۔ ابا صبح سے لے کر شام تک فیکٹری میں نوکری کرتے ہیں۔ تم آدھی رات تک کپڑے سلائی کرتی ہو۔ کس کے لیے کرتے ہو تم دونوں میرے لیے ہی نا؟؟؟

تو پھر ایسا مت کہنا دوبارہ۔ میری لیے دنیا کی سب سے بڑی دولت ابا اور تم ہو اماں۔ میں بس تم دونوں کے چہروں پر خوشیاں دیکھنا چاہتی ہوں ہمیشہ۔ چاہے اس کے لیے مجھے کچھ بھی کرنا پڑا۔

میں نے بات کی ہے ثوبیہ سے جس سکول میں وہ پڑھا رہی ہے۔ میرے لیے بھی بات کرے وہ میڈم سے۔ امید ہے جلدی جواب آجائے گا ان کی طرف سے۔ تم بس دعا کرو اماں۔ رامین ایک امید لگاتے ہوئے بولی۔

میری دعائیں تو ہمیشہ میری بیٹی کے ساتھ ہیں۔ اللہ سب بہتر کرے گا۔ انشااللہ

اچھا اب تم یہ روٹی کھالو ٹھنڈی ہو رہی ہے۔ میں ہاتھ دھو کر آتی ہوں۔ پھر اپنے ابا کو بھی دے آنا روٹی جا کر کہ کر وہ نلکے کی طرف بڑھ گئیں۔ جبکہ رامین ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئی۔

رامین سیڑھیوں میں بیٹھی اس تین مرلے کے کرایے کے گھر کو دیکھ رہی تھی۔ دو کمروں پر مشتمل یہ چھوٹا سا کچا مکان، جب بارش ہوتی تو چھتیں ٹپک پڑتیں ہیں۔ اور اگر کبھی رات کو بارش ہو جاتی تو ساری رات ان تینوں کو جاگ کر گزارنی پڑتیں۔

مالک مکان کرایہ تو وقت پر وصول کرنے آجاتا تھا۔ مگر مجال ہے کہ کبھی اس نے چھتیں ٹھیک کروانے بارے سوچا ہو۔ جب بھی ان سے اس بارے میں بات کرتے رامین کے ابا تو وہ کوئی نا بہانہ بنا کر ٹال دیتا۔

اور ایک دفعہ تو اس نے یہ بھی کہ دیا کہ اگر نہی گزارا ہو سکتا تمہارا تو گھر خالی کر دو۔ اس بات پر رامین کے ابا چپ ہو گئے۔ اور دوبارہ کبھی انہوں نے ذکر نہی کیا اس بات کا مالک مکان سے۔

بارہ ہزار کی تنخواہ میں گھر کا کرایہ، بل بہ مشکل ادا ہوتے۔ اور کچھ دونوں ماں بیٹی مل کر کپڑے سلائی کر کے اور رامین چند بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر کما لیتی۔ بہ مشکل گزارا ہو رہا تھا۔

exponovels

اتنے پیسوں سے ان کا گزارا بہت مشکل سے ہوتا تھا۔ دن بدن بڑھتی مہنگائی نے کمر توڑ کر رکھ دی ہے کمانے والے کی۔ سب مل کر کما رہے ہیں پھر بھی حالات ٹھیک نہی ہو رہے۔

ہر مہینے رامین کے ابا کو ایڈوانس اٹھانا پڑتا، نتیجہ مینجر کی سو باتیں اور نوکری سے فارغ کر دیئے جانے کی دھمکیاں۔ پچھلے مہینے مینیجر نے ایڈوانس دینے سے انکار کر دیا کہ پہلے پرانا حساب کلئیر کرو پھر اور ملے گا۔

پھر رامین کی اماں کی اچانک طبیعت خراب ہو گئی۔ دوائیوں کے خرچے وہ الگ۔ ایسے میں ان کے سر پر دو ماہ کا کرایہ چڑھ گیا۔ اب اس سے بھی زیادہ پریشانی اماں کی فکر لگی رہتی ہے رامین کو ان کی طبیعت خراب ہی رہتی ہے آجکل۔ اب ان کی دوائیوں کا خرچہ بھی بڑھ چکا ہے۔ اسی لیے رامین نے اب سکول میں نوکری کرنے کا سوچا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ ابا اس کو نوکری کرنے کی اجازت نہی دیں گے۔ پھر بھی وہ یہ نوکری کرنا چاہتی ہے اپنے ماں باپ کی خاطر۔

لیکن نوکری ملے بھی تو تب۔ سب سے بڑی رکاوٹ رامین کی تعلیم ہے۔ رامین بس میٹرک تک ہی پڑھ سکی۔ گھر کے حالات ہی ایسے تھے کہ وہ مزید نا پڑھ سکی۔

وہ گھر میں ہی رہ کر بچوں کو ٹیوشن پڑھاتی اور اماں کے ساتھ کپڑے سلائی کروانے لگی۔ تاکہ اماں کی تھوڑی مدد ہو سکے۔ آہستہ آہستہ وہ اچھی طرح کپڑے سلائی کرنا سیکھ گئی۔ اور اماں کی مدد کے بغیر ہی اب اچھی طرح کپڑے سلائی کرنے لگ گئی۔

سورج غروب ہونے والا تھا۔ آسمان پر ہلکے بادل چھائے تھے۔ بچے کھیلنے میں مصروف تھے۔ جب کہ وہ بس دور بیٹھا غور سے ان بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ دن بھر کی تھکان اتارنے وہ کچھ دیر پارک میں چلا آیا۔ گھر جانے کو

exponovels

دل نہی کر رہا تھا اس کا اسی لیے پارک میں تنہا، سب سے الگ ایک بینچ پر آ کر بیٹھ گیا۔ماتھے پر پریشانی واضح دکھائی دے رہی تھی۔وہ اپنی ہی سوچوں میں گم بیٹھا تھا۔اچانک اسے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایکسکیوز می" اس آواز پر وہ پلٹا تو سامنے ایک لڑکی ٹریکنگ سوٹ پہنے، اونچی پونی باندھے، ہاتھ میں پانی کی بوتل تھامے تھکی تھکی سی اس کے جواب کی منتظر کھڑی تھی۔اس نے اس لڑکی کی بات کا کوئی جواب نہی دیا۔نظریں جھکائے جیب سے فون نکال کر اس میں مصروف ہو گیا۔

"او مسٹر میں تم سے بات کر رہی ہوں" اس لڑکی نے اس کے سامنے چٹکی بجائی۔کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟؟

اس لڑکی کے دوبارہ متوجہ کرنے پر اس نے فون سے نظریں ہٹا کر اس لڑکی کی طرف دیکھا۔اگر میں نے جواب نہی دیا تو اس کا مطلب ہے کہ میں آپ آپ سے بات نہی کرنا چاہتا۔برائے مہربانی آپ یہاں سے کہی اور تشریف لے جائیں۔اپنی بات مکمل کرتے ہوئے وہ دوبارہ فون میں متوجہ ہو گیا۔

اس لڑکی نے ہنستے ہوئے کندھے اچکا دیئے اور بینچ پر اس لڑکے کے ساتھ بیٹھ گئی۔اور پانی پینے لگی۔ایسے ظاہر کیا جیسے اس نے کوئی بات سنی ہی نہی۔وہ اس لڑکے کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے بڑے آرام سے اس کے ساتھ ایسے بیٹھ گئی جیسے اس کو بہت اچھی طرح جانتی ہو۔

اس لڑکی کے اس طرح اس کے ساتھ بیٹھنے پر لڑکے نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ایسے جیسے اسے یقین نہ آیا ہو اس کی اس حرکت پر۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ محترمہ"

وہ تقریباً چلایا۔

میں نے آپ سے کہا ہے کہ کہی اور چلی جائیں مگر آپ زبردستی یہاں بیٹھ گئیں ہیں۔وہ حقارت سے اس لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

exponovels

وہ پانی کی بوتل سائیڈ پر رکھتے ہوئے مسکرا دی۔ کمال ہے ویسے جتنے شریف تم بن رہے ہو اتنے لگتے نہی۔ چپ کر کے بیٹھو یہ بینچ تمہارے باپ کی جاگیر نہی ہے۔ جو تم یہاں کسی اور کو بیٹھنے نہی دے رہے۔

جاگیر تو یہ آپ کی بھی نہی میڈم۔ برائے مہربانی آپ یہاں سے تشریف لے جائیں لوگ دیکھ رہے ہیں۔ وہ ایک آخری نظر اس بولڈ لڑکی پر ڈالتے ہوئے بولا۔

نہایت ہی بدتمیز انسان ہو تم۔ لڑکیوں کی عزت نہی کرنی آتی تمہیں۔ شکر کرو کہ کوئی لڑکی تمہارے پاس خود آ کر بیٹھی ہے۔ اور کیا چاہیے تمہیں۔ تمہں تو خوش ہونا چاہیے۔ وہ پھر سے بول پڑی۔

ایم سوری میڈم۔۔ مجھے زرا خوشی نہی ہوئی اس بات سے۔ میرے گھر میں بھی دو بہنیں ہیں۔ اگر آج میں کسی کی بہن، بیٹی کو اپنے پہلو میں بٹھا کر خوش ہوا۔ تو کل کو کوئی میری بہن کو بھی پہلو میں بٹھا کر خوش ہو گا۔

دنیا مکافاتِ عمل ہے۔ اور مجھ میں ابھی خوفِ خدا باقی ہے۔

اگر آپ یہاں سے نہی جا سکتیں تو میں چلا جاتا ہوں۔ آپ آرام سے بیٹھیں یہاں۔۔ وہ اٹھا اور بنا اس لڑکی کی طرف دیکھے وہاں سے چلا گیا۔ اس نے مڑ کر پیچھے نہی دیکھا۔

صلہ وہی بیٹھی حیرتوں کے سمندر میں ڈوب گئی۔ اتنا غیرت مند مرد پہلی بار دیکھا ہے اس نے۔ وہ اسے جاتے دیکھ مسکرا دی۔ پانی کی بوتل اٹھاتے ہوئے اس کی طرف بڑھی۔

مگر وہ اپنی بائیک سٹارٹ کر کے وہاں سے جا چکا تھا۔ صلہ افسوس سے اسے جاتے دیکھ رہی تھی۔ آئی وِش کے ہم دوبارہ ملیں۔ کہتے ہوئے اپنی گھر کی طرف بڑھ گئی۔

رامین یونہی سیڑھیوں میں گم بیٹھی تھی۔ جب اماں نے اسے آواز دی۔ تو وہ پریشانیوں کے سمندر سے باہر نکلی۔ اور کپڑے سلائی کرنے بیٹھ گئی۔ اب جو بھی ہو اسے ہمت نہی ہارنی تھی۔

exponovels

دوپہر تک کپڑے سلائی کرتی رہی۔اور پھر اپنی چادر اوڑھ کر ابا کے لیے کھانے کا ٹفن اٹھائے باہر گھر سے باہر نکل پڑی۔ فیکٹری کے گیٹ کے پاس رکی۔چوکیدار کو سلام کیا۔

"اسلام وعلیکم"۔۔۔رحیم چچا کیسے ہیں آپ؟

"وعلیکم اسلام"میں ٹھیک ہوں بیٹا۔تم سناو کیسی ہو۔روٹی لائی ہو صدیق بھائی کے لیے؟

جی رحیم چچا۔یہ کھانے ابا تک پہنچا دیجئے گا آپ۔میں چلتی ہوں۔خدا حافظ۔وہ الوداع کہتے ہوئے وہاں سے چل پڑی۔

تیز تیز قدم اٹھاتی اپنی چادر سے چہرہ چھپائے وہ چلتی جا رہی تھی۔اچانک سامنے پھر سے وہی دو لڑکے اس کے سامنے آرکے۔وہ روز اسی طرح اس کے راستہ روک لیتے تھے۔

"ہٹو سامنے سے"

رامین غصے سے ان کو گھورتے ہوئے بولی۔

لیکن وہ دونوں سامنے سے نہی ہٹے۔اور بے باقی سے ہنسنے لگے۔ہم چھوڑ آتے ہیں گھر تک میڈم۔آپ اکیلی جا رہی ہیں۔

ان کی بات پر رامین کے ماتھے پر بل پڑے۔ان کو کچھ کہنے کی بجائے رامین الٹے پاوں دوڑی۔گرمیوں کے دن تھے۔دوپہر کا وقت۔تپتی دھوپ۔ایسے میں گلیاں خالی تھیں۔ان دو آوارہ لڑکوں کے علاوہ کوئی نظر نہی آیا اسے باہر۔

وہ متبادل راستے سے بھاگتی جا رہی تھی۔اسے بھاگتے ہوئے ان دونوں آوارہ لڑکوں کے قہقہے سنائی دے رہے تھے۔وہ رکی نہی۔گھر کے پاس پہنچی تو رک کر اپنا سانس بحال کیا اور اندر کی طرف بڑھ گئی۔

exponovels

پچھلے کئی دنوں سے یہی ہو رہا تھا اس کے ساتھ۔ وہ دروازہ بند کرتے ہوئے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ نہی چاہتی تھی کہ اماں اس کی یہ گھبراہٹ دیکھیں۔

اگر وہ اسے اس حال میں دیکھ لیتی تو وہ پریشان ہو جاتیں۔ جب وہ گھر پہنچی تو اماں چارپائی پر لیٹی سو رہی تھی۔ تبھی تو وہ جلدی سے اوپر آ گئی۔ چادر اتار کر سائیڈ پر رکھی اور گلاس میں پانی لے کر چہرے پر پانی چھڑکا۔

اور پھر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے۔ اب تک جو ظبط کیے خود کو مظبوط ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رو دی۔ خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی۔

پچھلے کئی دنوں سے یہی ہو رہا تھا اس کے ساتھ۔ مگر وہ کسی کو بتا نہی سکتی تھی۔ اماں اور ابا پہلے ہی گھر کے حالات کی وجہ سے پریشان رہتے تھے۔ اور اب وہ ان کو یہ بات بتا کر پریشان نہی کر سکتی تھی۔

پچھلے چند دنوں سے اس کے ساتھ جو ہو رہا تھا۔ اس کو بھائی کی شدید کمی محسوس ہوئی۔ کاش میرا بھی کوئی بھائی ہوتا۔ جو میری حفاظت کرتا۔ بھائی بہنوں کے لیے کتنا بڑا سہارا ہوتے ہیں۔ یہ بات پچھلے چند دنوں میں اس کی سمجھ میں آ گئی تھی۔

کتنی خوش قسمت ہوتی ہیں وہ لڑکیاں جن کے بھائی ہوتے ہیں۔ ان کے محافظ۔ جب کبھی اماں اس کے سامنے تذکرہ کرتیں کہ کاش تمہارا بھی بھائی ہوتا۔ جو ہم سب کا سہارا بنتا۔

وہ اماں کی بات کا برا مان جاتی۔ اماں ایسا کیوں کہتی ہو۔ میں تمہارا بیٹا بھی ہوں۔ اور بیٹی بھی۔ میں بنوں گی نا سہارا۔ اس کی بات پر اماں بس مسکرا دیتیں۔

ظہر کی اذان کی آواز کانوں میں پڑی۔ آنسو پونچھتے ہوئے اٹھی۔ وضو کر کے نماز ادا کی۔ رو رو کر اللہ سے دعا مانگ رہی تھی۔

"میرے اللہ میری حفاظت فرما"۔ میں مشکل میں ہوں۔

exponovels

"تیرے سوا کوئی میری مشکل حل نہی کر سکتا۔"

جب رو رو کر آنسو خشک ہو گئے۔ تو چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ رونے کی وجہ سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ کچھ دیر آرام کرنے لیٹ گئی۔

صلہ گھر جا کر فریش ہو کر آفس کے لیے تیار ہونے لگی۔ وہ بے دلی سے آفس کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ نا جانے کیوں اسے بار بار اسی لڑکے کا خیال آ رہا تھا۔ کتنی اچھی سوچ تھی اس کی۔

"اگر دنیا کے سارے مردوں کی سوچ اس کے جیسی ہو جائے تو کوئی بھی لڑکی زمانے میں ذلیل و رسوا نا ہو"

جب سے گھر آئی تھی اسی کے خیالوں میں کھوئی تھی۔ تیار ہو کر باہر کی طرف بڑھی۔ بے دلی سے گاڑی سٹارٹ کی۔ اور اپنے آفس کی طرف بڑھ گئی۔

بہت ازیت دیتے تھے اسے یہ لمحے۔ کسی کی زندگی میں شام خوشیوں کا پیغام لاتی ہے۔ تو کسی کی زندگی میں غموں کا۔ کچھ ایسا ہی حال صلہ کا تھا۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ ہر طرف اندھیرا چھا چکا تھا۔ اور صلہ کی زندگی پر بھی۔

وہ ان اندھیروں میں گم ہو چکی تھی۔ کوئی نہی تھا اس کے پاس جو اسے ان اندھیروں سے نکال سکے۔

"کاش میری زندگی میں بھی کوئی میجر احمد ہوتا۔ جو مجھے ان اندھیروں سے باہر نکال سکتا"۔

لیکن میں حیا نہی ہوں نا صلہ ہوں۔ اور "میجر احمد تو حیا کو ہی مل سکتا تھا"۔

اور میں اندھیروں کی اس نگری میں کھو چکی ہوں۔ چاہ کر بھی یہاں سے باہر نہی نکل سکوں گی میں۔

ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ اکثر یہی باتیں سوچتی تھی۔ سمجھتی تھی کہ شاید میری زندگی میں بھی کوئی معجزہ ہو گا۔ مجھے بھی "میجر احمد ملے گا"۔ جو مجھے ان اندھیروں بھری زندگی سے باہر نکال کر لے جائے گا۔

exponovels

پھر خود ہی اپنی سوچوں پر مسکرا دیتی۔"زندگی معجزوں کی محتاج نہی ہوتی"۔زندگی رکتی نہی۔بس چلتی جاتی ہے۔اپنی زندگی میں مشکلات کا سامنا خود ہی کرنا پڑتا ہے۔

مگر ہم انسان پھر بھی دعا کرتے ہیں کہ کاش زندگی میں کوئی معجزہ ہو جائے۔ایک دم زندگی بدل جائے۔سب ٹھیک ہو جائے۔ہمیں آزمائیشوں سے نجات مل جائے۔بس یہیں تک محدود ہو کر رہ گئی ہے ہماری سوچ۔ہم بس معجزوں کے انتظار میں رہتے ہیں۔

"اور پھر ایک دن معجزہ ہوتا ہے۔جب سب کہتے ہیں۔ان للہ وانا الیہ راجعون"

صلہ نے بریک پر پاوں رکھا۔گاڑی رکی۔گیٹ کھلا۔اور گاڑی اندر چلی گئی۔بس یہی تھی اس کی منزل۔ یہی تھی اس کی زندگی۔۔سٹیرنگ وہیل پر چند لمحے سر گرائے بیٹھی رہی۔اور پھر گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے۔چہرے پر پھیکی سی مسکراہٹ سجائے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

احتسام گھر پہنچا۔بائیک سے اترا اور سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔کمرے میں جا کر شرٹ کے بازو فولڈ کرتے ہوئے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔چہرے پر پانی ڈالا۔تاکہ غصہ ٹھنڈا ہو سکے۔یہ غصہ تھا یا درد وہ سمجھ نہی پا رہا تھا۔وہ تو بس ضبط کی انتہاوں پر تھا۔

باہر آیا تو اس رانیہ پانی کا گلاس لیے کھڑی تھی۔احتسام کو باہر آتے دیکھا تو پانی کا گلاس لے کر اس کی طرف بڑھی۔

"بھائی کیا ہوا۔آپ پریشان ہیں۔کچھ ہوا ہے کیا۔باس باس نے کچھ بول دیا کیا"۔۔؟؟؟

بکھرے بال،سرخ آنکھیں،مرجھایا سا چہرہ،رانیہ بھائی کی حالت دیکھ کر تڑپ اٹھی۔

احتسام نے اس کی بات کا کوئی جواب نہی دیا۔اس کا دماغ تو کہی اور الجھا ہوا تھا۔پانی کا گلاس تھاما۔اور ایک ہی سانس میں پورا گلاس پی کر گلاس رانیہ کی طرف بڑھایا۔

exponovels

رانیہ تھوڑا حیران ہوئی۔ بھائی میں نے کچھ پوچھا ہے آپ سے۔ رانیہ پھر سے بولی۔ مگر احتسام نے اس کی بات کا کوئی جواب نہی دیا۔ رانیہ نے اسے کندھے سے جھنجوڑا۔

"احتسام بھائی" کیا ہوا ہے آپ کو؟

ہاں۔۔ رانیہ کے جھنجوڑنے پر احتسام جیسے ہوش میں آیا۔

بھائی کب سے بلا رہی ہوں آپ کو۔ اور آپ کچھ بول ہی نہی رہے۔ رانیہ فکر مندی سے بولی۔

احتسام کو اپنی غلطی کا اندازہ ہوا۔ رانیہ کچھ بول رہی تھی مگر اس نے دھیان نہی دیا۔ بس پانی کا گلاس اٹھایا اور پی کر رانیہ کی طرف بڑھا دیا۔

"کچھ نہی ہوا مجھے رانیہ"۔۔ میں ٹھیک ہوں۔ بس تھوڑی سی پریشانی تھی۔ بائیک خراب ہو گئی ہے۔ احتسام خود کو کمپوز کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولا۔

نہی بھائی۔ کوئی اور بات ہے آپ مجھ سے جھوٹ بول رہے ہیں۔ رانیہ کو اس کی بات پر یقین نہی ہوا۔ وہ سچ میں پریشان ہو چکی تھی۔

رانیہ میں نے کہا تھا نا بس یہی بات ہے۔ جاو تم جا کر کھانا لگاو۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ میں کپڑے چینج کر لوں۔ پھر آتا ہوں نیچے۔

رانیہ کو اس کی بات پر یقین تو نہی آیا۔ مگر سر جھٹکتے ہوئے باہر نکل گئی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ سچ نہی بتائے گا اسے۔ وہ ایسا ہی تھا۔

پچھلے تین سال سے اس نے خود کو زمہ داریوں کے بوجھ تلے دبا لیا تھا۔ ابا کی وفات ہوئی تین سال پہلے تو گھر کا اکلوتا بیٹا ہونے کی وجہ سے ساری زمہ داریاں اس کے سر پر آ گئیں۔ اپنی پڑھائی کا خرچہ، بہنوں کی پڑھائی کا خرچہ، اور سب سے بڑھ کر ان کے لیے جہیز کی رقم اکھٹی کرنا۔ ان سب زمہ داریوں میں وہ خود کو بھول سا گیا تھا۔

exponovels

باپ کی شفقت، باپ کا سایہ، جب سر سے اٹھتا ہے تو زندگی بہت تنگ ہو جاتی ہے بچوں کے لیے۔ بہنوں کی پڑھائی کا خرچہ اور ان کے جہیز کی فکر میں اس نے دن رات ایک کر دیئے تھے۔

رانیہ کے جانے کے بعد وہ سر دونوں ہاتھوں میں تھامتے کرسی پر گر سا گیا۔ ایسا کیسے کر سکتیں ہے آج کل کی لڑکیاں، اس کے کپڑے، اور وہ کیسے کسی غیر مرد کے ساتھ ایسے ہی بیٹھ سکتی ہے۔

اففف۔۔۔ یہ میرا سر تو لگتا ہے پھٹ جائے گا آج۔ میں کیوں ٹینشن لے رہا ہوں۔ اس کی زندگی ہے جیسے مرضی جئیے۔ احتشام خود کو کوستے ہوئے۔ کپڑے اٹھائے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

رامین کی آنکھ بچوں کے شور پر کھلی۔ جو بچے اس کے پاس ٹیوشن پڑھنے آتے تھے۔ اوہ۔۔ کتنی دیر تک سوئی رہی میں۔ وہ جلدی سے اٹھ کر نیچے کی طرف بھاگی۔ اماں نے اسے نیچے آتے دیکھا تو مسکرا دیں۔

"کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے نہ میری بیٹی کی"

وہ فکرمندی سے رامین کا ماتھا چھوتے ہوئے بولیں۔

"جی اماں میں بلکل ٹھیک ہوں"

فکر کیوں کرتی ہو۔ بس زرا سی آنکھ لگ گئی تھی میری۔ رامین مسکراتے ہوئے بچوں کے پاس جا بیٹھی۔ اور ان کو پڑھانے میں مصروف ہو گئی۔ جبکہ اماں وہیں اس کے پاس کپڑے سلائی کرنے میں مصروف ہو گئیں۔

دروازہ بجنے کی آواز آئی۔ رامین کی اماں نے دروازہ کھولا تو باہر ثوبیہ کھڑی تھی۔ وہ ان کو سلام کرتے ہوئے اندر آ گئی۔

ثوبیہ کو اندر آتے دیکھ رامین مسکرا دی۔ ثوبیہ مسکراتے ہوئے وہیں زمین پر بچھی چٹائی پر رامین کے پاس آ بیٹھی۔

"خوشخبری ہے تمہارے لیے"

ثوبیہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"کیسی خوشخبری؟؟"۔۔رامین نے حیرانگی سے ثوبیہ کی طرف دیکھا۔

لو کر لو بات۔ تمہیں یاد نہی ہے کیا؟ آج میں نے بات کرنی تھی سکول پرنسپل سے تمہیں جاب دینے کے بارے میں۔ثوبیہ اسے یاد دلانے کے انداز میں بولی۔

ہاں ہاں مجھے یاد تھا۔بس ذہن سے نکل گیا۔پریشانی میں رامین بھول چکی تھی کہ ثوبیہ آنے والی ہے آج گھر۔تو کیا کہتی ہیں وہ؟۔مجھے جاب مل جائے گی کیا۔رامین فکر مند ہوتے ہوئے بولی۔

ہاں رامین۔یہی بتانے تو آئی ہوں میں تمہیں۔پیر کو تم میرے ساتھ چلنا سکول تمہارا چھوٹا سا انٹرویو لیں گی میڈم صاحبہ۔تیار رہنا پیر کو۔اچھا اب میں چلتی ہوں۔اماں نے جلدی آنے کا کہا تھا۔بہت کام پڑے ہیں گھر میں۔

ایسے کیسے چلی جاو گی۔یہ چائے پی کر جاو۔ثوبیہ کی طرف چائے کا کپ بڑھاتے ہوئے بولیں رامین کی اماں۔

خالہ اس کی کیا ضرورت تھی۔میں مہمان تھوڑی ہوں۔ثوبیہ ہمیشہ کی طرح بولی۔اور نا چاہتے ہوئے بھی چائے کا کپ تھامنا پڑا اسے۔

تم مہمان نہی ہو بیٹی ہو میری۔بلکل ویسے ہی جیسے رامین ہے میرے لیے۔اللہ تم دونوں کے نصیب اچھے کرے۔آمین وہ مسکراتی ہوئیں باورچی خانے کی طرف بڑھ گئیں۔

ایک ٹفن لا کر ثوبیہ کی طرف بڑھایا۔یہ آلو کے پراٹھے بنائے ہیں۔لیتی جاو۔کیونکہ تم یہاں تو کھاو گی نہی جلدی میں ہو۔گھر جا کر کھا لینا۔

ثوبیہ مسکرا دی۔اور ٹفن تھام لیا۔کیونکہ جانتی تھی انکار کی کوئی صورت نہی۔ٹھیک ہے رامین میں چلتی ہوں پھر۔تیار رہنا تم پیر کو میں تمہیں لینے آوں گی۔

ٹھیک ہے۔دھیان سے جاو تم گھر۔گھر پہنچ کر اماں کے فون پر میسج کر دینا۔رامین فکر مندی سے بولی۔

ثوبیہ مسکراتے ہوئے۔خدا حافظ کہ کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔

exponovels

ثوبیہ کا گھر ساتھ والی گلی میں تھا۔ پھر بھی رامین فکر مند تھی۔ وہ ڈر چکی تھی آج کل جو اس کے ساتھ ہو رہا تھا۔ بس اسی لیے فکر مند تھی ثوبیہ کے لیے۔

کہاں جانے کی بات کر رہی تھی ثوبیہ۔ رامین کی اماں نے ثوبیہ کے جاتے ہی رامین سے پوچھا۔

وہی اماں سکول جانے کی بات کر رہی تھی وہ۔ نوکری کی بات کی ہے اس نے میرے لیے میڈم سے۔ پیر کو انٹرویو لینا ہے انہوں نے میرا۔ اس کے بعد ہی بتائیں گی۔ کہ نوکری ملے گی یا نہی۔

وہ تو ٹھیک ہے رامین مگر اپنے ابا کو کیسے سمجھاؤ گی تم۔ رامین کی اماں فکر مندی سے بولیں۔ تم تو جانتی ہو نہ وہ اجازت نہی دیں گے تمہیں۔

فکر مت کریں اماں۔ میں ابا سے خود ہی بات کر لوں گی۔ دیکھ لوں گی اگر وہ مان گئے۔ نہی تو پھر ان کو بتائے بغیر کر لوں گی۔ نوکری تو کرنی ہی پڑے گی مجھے۔ اب یوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے تو نہی بیٹھ سکتی ناں میں۔

اچھا جیسے تمہاری مرضی"۔۔ یہ لو پیسے تمہارے بچوں کی فیس آ گئی ہے۔

رامین نے مسکراتے ہوئے پیسے تھام لیے۔ ابا کی تھوڑی سی پریشانی تو کم ہو ہی جائے گی اماں ان پیسوں سے۔

تھوڑی نہی بہت زیادہ۔ وہ مسکراتے ہوئے رات کے لیے کھانا بنانے کچن کی طرف بڑھ گئیں۔ اور رامین بچوں کو پڑھانے میں مصروف ہو گئی۔

احتشام فریش ہو کر نیچے آیا۔ تو رانیہ، ہانیہ، اور اس کی امی اسی کے انتظار میں ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگائے بیٹھی تھیں۔ احتشام سلام کرتے ہوئے کرسی کھینچتے ہوئے بیٹھ گیا۔ اور سب نے کھانا شروع کر دیا۔

"کیا ہوا ہے بیٹا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا" احتشام کی امی فکر مندی سے بولیں۔ رانیہ بتا رہی تھی تم کسی بات کو لے کر پریشان ہو۔

exponovels

جی امی میں بلکل ٹھیک ہوں۔ آفس میں آج کل کام بہت زیادہ رہتا ہے۔ بس اسی وجہ سے تھوڑی پریشانی رہتی ہے۔ آپ کھانا کھائیں آرام سے۔

احتسام نے ایک تیکھی نگاہ رانیہ پر ڈالی۔ رانیہ نے کندھے اچکا دیئے۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہو کہ میں نے کیا کہا ہے۔

ایک تو یہ رانیہ بھی نا۔ خوامخواہ امی کو پریشان کر دیا۔ اس کے پیٹ میں کوئی بات نہی ٹکتی۔ احتسام رانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے دل ہی دل میں بولا۔

رانیہ اور ہانیہ دونوں احتسام سے چھوٹی تھیں۔ دونوں جڑواں بہنیں ہیں۔ دونوں ماں باپ، اور بھائی کی لاڈلیاں ہیں۔ مگر باپ کی وفات کے بعد دونوں بدل سی گئیں ہیں۔

احتسام ہر طرح سے ان کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا ہے کہ ان کو بابا کی کمی محسوس نہ ہو۔ لیکن پھر بھی وہ ان دونوں کو اور امی کو چھپ چھپ کر روتے دیکھ چکا ہے۔

باپ کی کمی تو اسے بھی محسوس ہوتی ہے مگر وہ رو نہی سکتا۔ کیونکہ اسے اپنی ماں اور بہنوں کا سہارا بننا ہے۔ اگر اس نے ہمت ہار دی تو وہ خود کو سنبھال نہی سکے گا۔

ایسے ہی دن گزرتے جا رہے تھے۔ دن بھر آفس میں مصروف رہتا۔ جہاں کام تو اس سے ڈبل لیا جاتا۔ مگر سیلری بس اتنی ہی جتنی سے بہ مشکل گزارا ہو سکے۔

سارا دن بھی جی بھر کر کام کروایا جاتا۔ اور واپسی پر بھی باس ایک دو فائلز اس کے ہاتھ میں تھما دیتا۔ کہ یہ گھر سے کر کے لانا۔ جیسے کسی سکول کے بچے کو ہوم ورک دیا جائے۔ جو اسے اگلے دن لازمی کر کے لانا ہو۔ اگر نا کیا تو سزا ملے گی۔

exponovels

ہانیہ کا رشتہ اس کی پھوپھو کے گھر طے ہو چکا تھا۔ وہ لوگ جلدی شادی پر زور ڈال رہے تھے۔ اور اسی کے لیے احتسام مینیجر سے لان کے لیے کئی دفعہ بات کر چکا تھا۔ مگر مینیجر اس کی روداد ایک کان سے سنتا تھا اور دوسرے کان سے نکال دیتا تھا۔

اور آخر کار اس نے کہہ دیا کہ خود ہی بات کر لو باس سے میں کچھ نہی کر سکتا۔ احتسام نے آخر کار آج ہمت کر کے باس سے بات کر ہی لی۔ جس کا نتیجہ باس کا غصہ۔ اور صاف صاف لفظوں میں منع کر دیا گیا کہ کوئی لان نہی ملے گا۔ جاب کرنی ہے تو کرے نہی تو باہر جانے کا دروازہ اس طرف ہے۔

احتسام چپ چاپ وہاں سے واپس آ گیا۔ جاب کھونے کا رِسک نہی لے سکتا تھا وہ۔ پہلے ہی بہت مشکلات تھیں زندگی میں۔ مزید پریشانی میں نہی پڑنا چاہتا تھا وہ۔ اسی لیے "اوکے سر" کہتے ہوئے وہاں سے نکل آیا۔ اور واپسی پر کچھ دیر پارک میں بیٹھ گیا۔

جہاں اس کی ملاقات اس لڑکی سے ہوئی۔ اس لڑکی کا بولڈ پن اسے بلکل پسند نہی آیا۔ وہاں اسی لیے بیٹھا تھا تا کہ کچھ دیر ریلیکس ہو سکے۔ مگر ہمیشہ وہی نہی ہوتا جو ہم چاہتے ہیں۔ عجیب سی بے چینی لیے وہ وہاں سے گھر آ گیا۔

امی اور ہانیہ کھانا کھانے کے بعد برتن سمیٹ کر کچن میں چلی گئیں چائے بنانے۔ تو احتسام نے رانیہ کو ڈانٹا۔

"یہ سب کیا تھا رانیہ"؟؟؟

کیا؟؟؟ رانیہ نے کندھے اچکا دیئے۔ کیا ہوا بھائی میں نے کیا کر دیا اب۔؟

اس کے جواب پر احتسام نے اسے گھورا۔ تم اچھی طرح جانتی ہو میں کیا بات کر رہا ہوں۔

رانیہ مسکرا دی۔ بھائی آپ کچھ بول نہی رہے تھے نہ تو میں پریشان ہو گئی تھی۔ اسی لیے امی کو بتا دیا۔ بڑے آرام سے اپنی بات مکمل کی رانیہ نے۔

exponovels

آئندہ ایسی بات برداشت نہی کروں گا میں۔مائینڈ اٹ۔امی پہلے ہی پریشان رہتی ہیں۔اور تم نے ان کی پریشانی بڑھا دی ہے۔

ٹھیک ہے بھائی میں آئندہ دھیان رکھوں گی۔رانیہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔

احتسام مسکرا دیا۔رانیہ بھی مسکرا دی۔چائے پینے کے بعد احتسام اپنے کمرے میں چلا گیا۔فائلز اور لیپ ٹاپ اٹھائے بیڈ پر بیٹھ گیا۔آفس کا کام ختم ہوا تو سونے کے لیے لیٹ گیا۔

مگر نینداس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔پھر سے وہی باتیں اس کے ذہن میں رقص کرنے لگیں۔اس کا سر درد سے پھٹنے لگ پڑا۔آخر کار اس نے سائیڈ ٹیبل کے دراز میں سے ایک نیند کی گولی نکالی۔اور پانی کے ساتھ نگل کر سونے کے لیے لیٹ گیا۔

رامین کے ابا نے پھر سے مینیجر سے بات کی ایڈوانس کے لیے۔کیونکہ اگلے دن اتوار تھا۔اور مالک مکان کو اگر کرایہ نہ دیا تو وہ پھر سے شور مچائے گا۔اسی لیے انہوں نے دوبارہ مینیجر سے بات کرنا کا سوچا۔

مینیجر نے ایڈوانس دینے سے صاف انکار کر دیا۔یہ کہتے ہوئے کہ ابھی پہلے والا ایڈوانس تو واپس کرے۔

رامین کے ابا پریشانی کے عالم میں گھر واپس آ گئے۔ان کو پریشان دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا کہ ایڈوانس پیسے نہی ملے ہوگے۔اسی لیے پریشان ہیں ابا۔وہ پیسے لے کر ابا کے پاس آئی۔

ابا یہ لیں آٹھ ہزار روپے۔یہ جا کر مالک مکان کو دے دیں۔باقی دو ہزار کل صبح مل جائیں گے۔

وہ حیرانگی سے رامین کی طرف دیکھنے لگے۔یہ پیسے کہاں سے تمہارے پیسے۔؟؟

ابا یہ ٹیوشن والے بچوں کی فیس ہے اور باقی پیسے میں نے ثوبیہ سے ادھار لیے ہیں۔تھوڑے تھوڑے کر کے اس کا قرضہ اتار دوں گی۔

exponovels

وہ حیرانگی سے رامین کی طرف دیکھنے لگے۔ان کی سمجھ میں نہی آیا کہ کیا بولیں اپنی بیٹی کو۔ کتنی بڑی پریشانی حل کر دی تھی اس نے۔ ابا کیا سوچ رہے ہیں۔ یہ لیں پیسے اور دے کر آئیں مالک مکان کو۔ رامین مسکراتے ہوئے بولی تو وہ بھی مسکرا دیئے اور پیسے تھام کر باہر کی طرف بڑھ گئے۔

مالک مکان نے خوش دلی سے کرایہ وصول کیا۔ باقی دو ہزار صبح لینے پر راضی ہو گیا وہ۔ اسے تو اتنے پیسوں کی بھی امید نہی تھی۔

اگلے دن اتوار تھا۔ رامین کے ابا گھر پر ہی تھے۔ رامین نے خدا کا شکر ادا کیا کہ کم از کم آج تو اس کی جان بچی ان لفنگے لڑکوں سے۔ سارا دن تو رامین ٹھیک رہی۔

مگر جیسے ہی رات آئی اس کی پریشانی بڑھنے لگی۔ صبح پھر وہ آوارہ لڑکے میرا راستہ روکیں گے۔ یہ سوچ سوچ کر ہی رامین کا برا حال تھا۔ یونہی سوچتے سوچتے رو رو کر آخر کار تھک کر وہ سو گئی۔

باقی کے دو ہزار بھی رامین نے ابا کو دے دیئے۔ وہ جا کر مالک مکان دے آئے۔ کچھ دن کے لیے بلا ٹلی تھی۔ مگر بس کچھ دن کے لیے۔ اگلا مہینہ شروع ہونے میں تین دن رہ گئے تھے۔ اور پانچ تاریخ کو مالک مکان پھر سے کرایہ لینے آ جائے گا۔

صبح ابا کے جاتے ہی ثوبیہ آ گئی رامین کو ساتھ لے جانے سکول انٹرویو کے لیے۔ رامین تو پہلے ہی تیار بیٹھی تھی۔ اپنی چادر اوڑھی اور ثوبیہ کے ساتھ چل پڑی۔

خالہ آپ پریشان مت ہو نا رامین اب میرے ساتھ ہی آئے گی واپس ساڑھے بارہ بجے۔ کیونکہ آج کا دن یہ پڑھائے گی میرے ساتھ۔ تب ہی میڈم جی بتائیں گی کہ رامین کو نوکری ملے گی یا نہی۔ ثوبیہ جاتے جاتے دروازے سے پلٹ کر بولی۔

ٹھیک ہے بھئی۔ جلدی آ جانا رامین۔ فیکٹری بھی جانا ہے تم نے آ کر اپنے ابا کو روٹی دینے۔

exponovels

"جی اماں" رامین نے وہی کھڑے جواب دیا۔ اور دونوں سکول کی طرف بڑھ گئیں۔

ساڑھے بارہ بجے کے بعد رامین کو ثوبیہ گھر چھوڑ کر اپنے گھر چلی گئی۔ رامین کو جاب مل گئی تھی۔ وہ بہت خوش لگ رہی تھی۔ اماں کو جب بتایا رامین نے کہ مجھے نوکری مل گئی ہے تو وہ بھی بہت خوش ہوئیں۔

اچھا ہو گیا یہ تو بیٹا۔ اب جلدی سے روٹی دے آو اپنے ابا کی۔ میں بہت دیر سے انتظار کر رہی ہوں تمہارا۔ کھانے کا ٹائم ہونے والا ہے۔ تیرے ابا انتظار کر رہے ہو گے۔

اب اسے ابا کے لیے کھانا لے کر جانا تھا۔ اور اسے پھر سے خوف نے آگھیرا تھا۔ جی اماں وہ بس اتنا ہی بول سکی۔

رامین ہمت کرتے ہوئے کھانا کا شاپر اٹھائے باہر کی طرف بڑھ گئی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے چلی جا رہی تھی۔ فیکٹری گھر سے زیادہ دور نہی تھی۔ چار گلیاں چھوڑ کر تھی فیکٹری۔ رامین کے گھر سے۔

مسلہ تھا سخت گرمی کے دن، کڑھی دھوپ، ایسے میں ہر طرف سناٹا چھایا ہوتا تھا اس وقت۔ اور وہ لڑکے شاید بھانپ چکے تھے کہ رامین روز اسی راستے سے گزرتی ہے۔ اسی لیے مسلسل کئی دنوں سے وہ اس کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔

رامین نے فیکٹری پہنچ کر گیٹ کیپر رحیم چچا کو کھانے والا شاپر تھمایا۔ اور بوجھل دل کے ساتھ واپسی کے لیے قدم بڑھا دیئے۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بڑی جلدی جلدی میں چلتی جا رہی تھی۔

مگر سامنے وہ دونوں لڑکے پھر سے اسی کے انتظار میں کھڑے تھے۔ رامین کو دیکھتے ہی بے باقی سے مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھے۔

ان دونوں کو اپنی طرف آتے دیکھ رامین نے چلنے کی رفتار مزید بڑھا دی۔ مگر وہ دونوں اس کا راستہ روک چکے تھے۔ رامین نے جس گلی میں مڑنا تھا۔ وہ دونوں وہیں آر کے۔

رامین نے سائیڈ سے نکلنا چاہا مگر نہ نکل سکی۔ وہ مدد کن نگاہوں سے آس پاس دیکھنے لگی کہ شاید کوئی اسے بچا لے۔

exponovels

ڈرتی کیوں ہو ہم سے اتنا ہم تمہارے اپنے ہیں کوئی غیر تو نہی ہے۔ایک لڑکا مسکراتے ہوئے رامین کی طرف بڑھا۔رامین نے پیچھے مڑنا چاہا۔تو دوسرا لڑکا وہاں آرکا۔

ککککیا مسلہ ہے تم دونوں کو راستہ چھوڑو میر اور نہ اچھا نہی ہو گا۔رامین خود کو بہادر ظاہر کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے ہکلاتے ہوئے بولی۔

اچھا کیا کر لو گی تم ایک لڑکا تیزی سے رامین کی طرف بڑھا۔اور پھر وہ ہوا جو رامین کبھی سوچ بھی نہی سکتی تھی۔اس نے رامین کی چادر ایک جھٹکے میں اس کے سر سے اتار پھینکی۔رامین وہی زمین پر بیٹھ گئی۔اور اپنے گلے میں موجود ہلکے سے ڈوپٹے سے جلدی سے خود پر اوڑھنے لگی۔

وہ دونوں لڑکے بے باقی سے ہنس دیئے۔رامین کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔مگر اس میں ہمت ہی نہی تھی کہ وہ اٹھ کر ان کا مقابلہ کرے۔وہ بے بس سی زمین پر سر جھکائے آنسو بہانے لگی۔

اب دوسرا لڑکا رامین کی طرف بڑھا۔اس نے رامین کے ڈوپٹے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک سے سامنے والی گلی سے ایک ہیوی بائیک رامین کے اور اس لڑکے کے درمیان آکر رکی۔

بائیک سے کوئی تیزی سے اترا اور اندھا دھند ان دونوں کو مارنا شروع کر دیا۔رامین اتنا تو سمجھ چکی تھی کہ کوئی اسے بچانے آگیا ہے مگر وہ سر اٹھا کر اوپر نا دیکھ سکی۔اسے بہت گہرا صدمہ پہنچا تھا۔

وہ یونہی زمین پر نظریں جمائے آنسو بہاتی رہی۔ایک نظر سامنے دیکھا تک نہی کہ کون ہے اس کے سامنے۔جو اس کے لیے لڑ رہا ہے۔وہ سامنے نہ دیکھ سکی۔اس میں ہمت ہی نہی رہی تھی کہ نظریں اٹھا سکے۔

خوف سے اس کے ہاتھ، پاوں سُن ہو چکے تھے۔وہ تو جیسے ہوش میں ہی نہی رہی۔ہوش میں تب آئی جب کسی نے اس کے سر پر چادر اوڑھائی۔

exponovels

اس کے سر پر کسی نے اس کی چادر اوڑھائی۔تب بھی رامین نے سر اٹھا کر نہی دیکھا۔جیسے ہی چادر اس کے سر پر آئی اسے ایک تحفظ سا احساس ہوا۔وہ تیزی سے اپنی چادر سنبھالتے ہوئے اٹھی اور بھاگتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ اس نے مڑ کر نہی دیکھا کہ سامنے اس کا مسیحا، جسے اللہ نے اس کی مدد کے لیے بھیجا ہے۔وہ کون ہے۔اس نے تو اس کی طرف دیکھا تک نہی۔بس اندھا دھند بھاگتی گئی۔

گھر پہنچی تو روز کی طرح آج بھی اماں سو رہیں تھیں۔وہ دروازہ بند کرتے ہوئے تیزی سے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔اندر سے دروازہ بند کیا اور وہیں زمین پر بیٹھ کر چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رو دی۔

یااللہ۔۔میں تیرا کیسے شکر ادا کروں۔میرے اللہ تو رحیم ہے، کریم ہے، میرے اللہ میری عزت کو تار تار ہونے سے بچالیا۔میرے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔جو تو نے اس شخص کو فرشتہ بنا کر میرے لیے بھیجا۔یااللہ تیرا شکر ہے۔

رامین رو رو کر اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی۔اٹھ کر وضو کیا۔اور ظہر کی نماز ادا کی۔اور لاکھوں دعائیں کی اس شخص کے لیے جو اس کے لیے فرشتہ بن کر نا جانے کیسے وہاں آ پہنچا تھا۔

آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہی لے رہے تھے۔بہت دیر تک جائے نماز پر بیٹھی دعائیں مانگتی رہی۔اماں کی آواز پر جائے نماز تہہ کر کے الماری میں رکھی۔اور آنسو صاف کرتے ہوئے نیچے کی طرف بڑھ گئی۔

ٹیوشن والے بچے آچکے تھے۔اسی لیے اماں اسے آوازیں دے رہی تھیں۔مسلسل رونے کی وجہ سے رامین کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔اماں کی نظر اس پر پڑی تو وہ پریشانی سے اس کی طرف بڑھیں۔رامین کیا ہوا؟؟ تیرا چہرہ کیسے پھیکا پڑا ہوا ہے۔اور تیری آنکھیں کیوں سرخ ہو رہی ہیں۔

رامین گھبرا گئی۔اب اماں کو کیا جواب دے گی وہ۔ننھی اماں کچھ بھی تو نہی ہوا۔شاید طبیعت ٹھیک نہی ہے۔رامین گھبراتے ہوئے بولی۔

exponovels

اماں نے اس کا ماتھا چھوا تو اسے تیز بخار تھا۔ تمہیں تو بخار ہے رامین۔ مجھے بتایا کیوں نہی تو نے۔ آو ڈاکٹر پاس لے کر چلو تمہیں۔

نہی اماں میں ٹھیک ہوں۔ ڈاکٹر پاس جانے کی کوئی ضرورت نہی ہے۔ گھر میں پیناڈول پڑی ہے ابھی ٹھیک ہو جاوں گی۔ رامین کچن کی طرف بڑھی اور جلدی سے دو پیناڈول ٹیبلیٹس نکال کر کھا لیں۔

اور آکر بچوں کو پڑھانے بیٹھ گئی۔ اماں حیران تھیں اس کی اس حرکت پر۔ پہلے تو وہ دوائی کے نام پر بھی بھاگ جاتی تھی۔ مگر آج خود ہی دوائی کھالی۔ وہ جانچتی نظروں سے رامین کو دیکھتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

احتسام صبح جلدی اٹھ گیا۔ نماز پڑھ کر کچھ دیر قریبی پارک میں چلا گیا۔ اور واپس آکر آفس کے لیے تیار ہو کر نیچے آگیا ناشتہ کرنے۔ رانیہ، اور ہانیہ دونوں بھائی کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ رانیہ نے رات کو بتا دیا تھا ہانیہ کو احتسام کے بارے میں کہ کل جب بھائی آفس سے آئے تو بہت پریشان تھے۔ ہانیہ کو مسلسل اپنی طرف دیکھتے پایا تو احتسام نے ان دونوں کی طرف دیکھا۔

"کیا ہوا۔۔ سب خیریت ہے ایسے کیا دیکھ رہی ہو تم دونوں مجھے۔۔؟؟؟

کچھ نہی بھائی وہ ہمیں آج شاپنگ کے لیے جانا تھا۔ ہم بس یہ پوچھنا چاہتی تھیں کہ آپ کی بائیک تو ٹھیک ہے نا؟۔۔۔ ہانیہ کو جب اور کوئی بات نہ سوجھی تو جلدی سے یہ بہانہ بنا دیا۔

سیریسلی۔۔۔ یہی بات تھی۔۔؟؟؟

احتسام مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔۔

"جی بھائی بس یہی بات تھی" رانیہ بولی۔

اچھا مجھے یہ بتاو تم دونوں پہلے کیا کبھی میں تم دونوں کو بائیک پر لے کر گیا ہوں باہر؟؟

For more visit (exponovels.com)

احتسام کے سوال پر دونوں سوچ پڑ گئیں۔۔ نہنی بھائی۔ ہمارا مطلب تھا کہ آپ کی بائیک ٹھیک ہو گی۔ تو ہی آپ آفس سے جلدی گھر آئیں گے۔ اور ہمیں گاڑی میں شاپنگ کروانے لے کر جائیں گے۔ کہی کل کی طرح آج بھی آپ کی بائیک خراب ہو گئی تو۔ رانیہ بولی۔

احتسام مسکرا دیا۔ میں بلکل ٹھیک ہوں۔ مجھے کوئی پریشانی نہی ہے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ تم دونوں کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہی ہے۔ احتسام نے رانیہ کو گھورا تو دونوں مسکرا دیں۔

شام کو تیار رہنا سب شاپنگ پر چلیں گے۔ احتسام مسکراتے ہوئے جوس کا گلاس ختم کرتے ہوئے آفس جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

لیکن بھائی ابھی تو آپ کی سیلری بھی نہی آئی۔ ہم دونوں تو بس ایسے ہی کہہ رہی تھیں۔ ہانیہ اور رانیہ دونوں بھائی کی طرف بڑھیں۔

احتسام نے ایک نظر دونوں پر ڈالی اور مسکرا دیا۔ "اب اتنا بھی غریب نہی ہے تم دونوں کا بھائی کہ شاپنگ نہ کروا سکے"۔ شام کو تیار رہنا دونوں۔ میں امی سے مل لوں۔ لیٹ ہو رہا ہو آفس کے لیے۔ وہ مسکراتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گیا۔ اور امی کو خدا حافظ کہتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

صلہ کی آنکھ کھلی تو صبح کے دس بج رہے تھے۔ الارم کی آواز پر اس کی آنکھ کھلی تو اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔ ملازمہ نے اس کو کمرے سے باہر آتے دیکھا تو جلدی سے اس کے لیے جوس کا گلاس لے آئی۔

"ہائے مام"۔۔ سامنے صوفے پر اپنی ماما کو بیٹھے دیکھا تو وہیں چلی آئی۔ ان کے گلے میں بانہیں ڈال دیں پیار سے۔ انہوں نے بھی پیار سے صلہ کا ماتھا چوما۔ اٹھ گئی میری بیٹی۔ یہ کیا انگریزوں کی طرح مام۔ مام۔ کرتی رہتی ہو ماما کہا کرو۔ وہ ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے بولی۔

exponovels

صلہ نے ملازمہ سے جوس واپس لے جانے کو کہا۔ میرا دل نہی کر رہا صبح صبح کچھ بھی کھانے پینے کو۔ واپس لے جاو۔ صلہ جمائی لیتے ہوئے بولی۔

صلہ آپی اگر میں نہ لے کر آتی تو بھی آپ نے بولنا تھا۔ اور اب لے کر آئی ہوں تو بھی آپ بول رہی ہیں۔ ملازمہ برا سا منہ بناتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

روشنی تم کچھ زیادہ ہی نہی بولنے لگ گئی۔ جتنا کہوں اتنا کام کیا کرو۔ فضول مت بولا کرو۔ صلہ نے وہی بیٹھے بیٹھے اسے آواز لگائی۔ اور مسکرا دی۔

سہی تو کہ رہی ہے روشنی۔۔ ایسے ہی تو کرتی ہو تم۔ اگر وہ جوس نہ لاتی تب بھی تم نے شور مچانا تھا اور اب لائی ہے تو بھی تم شور مچا رہی ہو۔ صلہ کی ماما بھی روشنی کے حق میں بول پڑیں۔

نہی ماما ایسی کوئی بات نہی ہے دراصل میری نیند پوری نہی ہو رہی آجکل بس اسی وجہ سے طبیعت چڑچڑی سی رہتی ہے میری۔

کتنا مرتبہ کہا ہے تم سے کہ کوئی اور جاب ڈھونڈ لو۔ یہ کیسی جاب ہے جو رات کو شروع ہوتی ہے۔ اور کوئی نوکری ڈھونڈ لو جو دن کی ہو۔ مگر تم کہاں سنتی ہو۔ اٹھو اب ناشتہ کرو۔ جاو منہ ہاتھ دھو کر آو۔ روشنی ناشتہ لے کر آو صلہ کے لیے۔ وہ روشنی کو آواز دیتے ہوئے بولیں۔

نہی مجھے ابھی نہی کھانا کچھ بھی صلہ نے بہانہ بنایا اور اپنے کمرے میں آ گئی۔ روز کی یہی روٹین تھی اس کی۔

شام کو رامین کے ابا گھر آئے تو کھانا کھانے کے بعد رامین ان کے پاس جا بیٹھی۔ ابا آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ وہ ہچکچاتے ہوئے ان کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔ ڈر رہی تھی کہ پتہ نہی ابا کیا کہیں گے سکول کی نوکری کا سن کر۔

exponovels

ہاں ہاں بولو بیٹا کیا کہنا ہے۔وہ رامین کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔

ابا وہ۔۔میری دوست ہے نا ثوبیہ۔وہ جس سکول میں پڑھاتی ہے وہاں ان کو ٹیچر کی ضرورت ہے۔تو میں نے ثوبیہ سے کہا تھا کہ میرے لیے بات کرے پرنسپل صاحبہ سے۔اس نے بات کی تو وہ راضی ہو گئیں مجھے نوکری دینے کے لیے۔ابا اگر آپ کی اجازت ہو تو میں کل سے چلی جاوں سکول۔بچوں کو پڑھانے۔فکر مندی والی کوئی بات نہی ہے ابا۔سکول نزدیک ہی ہے اور ثوبیہ روز مجھے گھر سے لے کر بھی جائے گی۔اور چھوڑ کر بھی جائے گی۔بس آپ کی اجازت چاہیے۔۔

رامین کے ابا مسکرا دیئے۔ٹھیک ہے بیٹا جیسے تمہاری مرضی۔مجھے کوئی اعتراض نہی۔وہ رامین کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

رامین کو تو جیسے یقین ہی نہی آیا اپنے کانوں پر۔سچ ابا۔میں جا سکتی ہوں سکول۔؟؟؟پھر سے پوچھ بیٹھی۔۔

ارے ہاں بھئی چلی جانا۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولے تو رامین بھی مسکرا دی۔شکریہ ابا کہتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔صبح کے لیے اپنے کپڑے پریس کر کے سونے کے لیے لیٹ گئی۔

دوپہر والا واقعہ پھر سے اسے یاد آنے لگ گیا۔کمرے میں ہلکی روشنی تھی۔کچھ دیر یونہی سوچتی رہی کہ اگر وہ شخص نہ آتا تو پتہ نہی کیا بنتا میرا۔سوچ کر ہی اس کا دل کانپ گیا۔پتہ نہی کون تھا وہ۔میں اسے دیکھ بھی نہی سکی۔اور شکریہ بھی نہی ادا کر سکی۔پتہ نہی کیا سوچے گا وہ میرے بارے میں کتنی خود غرض لڑکی ہوں میں۔آخر کار سوچوں کے سمندر میں ڈوبی وہ کب نیند کی آغوش میں چلی گئی۔اسے پتہ ہی نہی چلا۔

کمرے میں اسے کسی کے ہونے کا احساس سا ہوا۔اس کی آنکھ کھلی تو چہرہ پسینے سے بھرا ہوا تھا اس کا۔کمرے میں ہلکی سی روشنی تھی۔جب اس کی نظر سامنے کرسی پر بیٹھے وجود پر پڑی تو خوف سے اس کے ہاتھ پاوں پھول گئے۔

exponovels

رامین اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکی۔ اس پر تو جیسے خوف ساطاری ہو گیا۔ سمجھ میں نہی آ رہا تھا کیا کرے۔ کرسی کا رخ کھڑکی کی جانب تھا۔

وہ جو کوئی بھی تھا۔ رامین کی طرف اس کی پُشت تھی۔ رامین اسے دیکھ کر اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی تھی کہ یہ کون ہے۔ مگر اس کا چہرہ کھڑکی کی طرف تھا۔ اور سر پر اس نے کیپ پہن رکھی تھی۔

آخر کار رامین ہمت کرکے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی۔ ابھی اس نے دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس کا ہاتھ کسی نے روک دیا۔ رامین جیسے ہی پیچھے مڑی اسے لگا اب وہ مزید سانس نہی لے سکے گی۔

رامین ابھی چلانے ہی لگی تھی کہ اس کے منہ پر ٹیپ لگا کر اسے اس شخص نے کرسی پر بٹھا دیا۔ رامین مکمل طور پر اس کی قید میں تھی۔ اس کے ہاتھ اور پیر بھی باندھ دیئے اس نے۔ یہ سب اتنی جلدی جلدی میں ہوا کہ رامین کچھ سمجھ ہی نہ سکی۔

رامین کو کرسی سے باندھنے کے بعد وہ دوسری کرسی جو کھڑکی کے پاس رکھی تھی جس پر وہ بیٹھا تھا۔ اسے رامین کے سامنے رکھتے ہوئے اس پر بیٹھ گیا۔ چند پل وہ رامین کی طرف دیکھتا رہا۔

رامین کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔ اور وہ اپنا سر مسلسل نہ میں ہلا رہی تھی۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہو مجھے چھوڑ دو۔ وہ بہت محفوظ ہو رہا تھا رامین کی بے بسی دیکھ کر۔

اس نے کرسی سے اٹھ کر سوئچ بورڈ ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ اور چند سیکینڈز بعد اس نے لائٹ آن کر دی کمرے میں اب مکمل روشنی تھی۔ لائٹ آن کرتے ہی وہ واپس رامین کی طرف پلٹا۔

اس نے اپنے چہرے پر رومال باندھ کر چہرے کو چھپا رکھا تھا۔ اور سر پر کیپ پہن رکھی تھی۔ وہ کھڑکی اور کمرے کا دروازہ اچھی طرح بند کرتے ہوئے دوبارہ رامین کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔

exponovels

رامین خالی خالی سی نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔ مگر بہت کوشش کے باوجود بھی رامین اسے پہچان نہی سکی۔

میں ٹیپ ہٹانے لگا ہوں۔ تم چیخوں گی تو نہی۔؟؟؟ وہ رامین کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

اس کی آواز جیسے ہی رامین کے کانوں میں پڑی۔ وہ دھنگ رہ گئی۔ اتنی خوبصورت آواز، اور اتنا مدھم لہجہ اس نے پہلے کبھی نہی سنا تھا۔ وہ جلدی سے سر کو نفی میں ہلانے لگی۔

اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے رامین کے ہونٹوں سے ٹیپ الگ کر دی۔ رامین دم سادھے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ ککککون ہیں آپ۔۔؟؟؟؟

رامین آہستہ آواز میں گھبراتے ہوئے بولی۔ اس کے ہاتھ پاوں ٹھنڈے ہو رہے تھے۔ میں نے کیا بگاڑا ہے آپ کا۔ کیوں کر رہے ہیں آپ یہ سب۔ پلیز مجھے چھوڑ دیں۔ رامین ایک ساتھ بہت کچھ بول گئی۔

وہ کچھ نہی بولا۔ رامین نے محسوس کیا کہ وہ مسکرا رہا ہے۔ رامین نقاب کے پیچھے سے اس کے مسکراتے چہرے کو محسوس کر رہی تھی۔ وہ ایک ہاتھ تھوڑی کے نیچے ٹکائے بڑے آرام سے بیٹھا تھا۔ ایسے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ رامین پھر سے آنسو بہانا شروع ہو گئی۔ دیکھیں آپ پلیز یہاں سے چلے جائیں۔ مجھے چھوڑ دیں۔ میں نے کیا بگاڑا ہے آپ کا۔؟؟

ششششش۔۔۔ رامین کو روتے دیکھ کر اس نے رامین کو چپ رہنے کو کہا۔ اگر تم چپ چاپ بیٹھوں گی تو کچھ نہی کہوں گا۔ مگر اگر تم نے زرا سا بھی شور شرابہ کرنے کی کوشش کی تو ابھی گلا دبا دوں گا تمہارا۔۔۔ وہ کرسی سے اٹھتے ہوئے بولا۔

اور آگے بڑھ کر رامین کے ہاتھ پاوں کھول دیئے۔ رامین جلدی سے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ حیران بھی ہوئی اس کے اس ردِ عمل پر کہ اتنی آسانی سے اس نے چھوڑ کیسے دیا اسے۔

exponovels

مگر یہ اس کی غلط فہمی تھی۔اس سے پہلے کہ رامین آگے بڑھتی۔وہ رامین کے سامنے آگیا۔

"بیٹھ جاو"ہاتھ کے اشارے سے اس نے رامین کو کرسی پر بیٹھنے کو کہا۔

رامین کے پاس اور کوئی چارہ بھی نہی تھا۔وہ چپ چاپ واپس کرسی پر بیٹھ گئی۔اسے سمجھ نہی آرہا تھا اس کے ساتھ آخر ہو کیا رہا ہے۔اس کی نظر گھڑی پر پڑی تو رات کے دو بج رہے تھے۔

کیا نام ہے تمہارا؟؟؟مدھم لہجے میں سوال پوچھا گیا۔

راراراراممیییین۔۔۔رامین نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔

یہ کیسا نام ہے۔۔رررررااممیین۔۔۔وہ بھی اسی کے انداز میں آنکھیں سکوڑتے ہوئے بولا۔

ممیرا مطلب ہے۔رامین۔۔۔رامین نام ہے میرا۔رامین اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے پھر سے اپنا نام دہرانے لگی۔

ہمممم۔۔رامین۔۔۔"اچھا نام ہے"۔۔۔مطلب پتہ ہے اپنے نام کا؟؟

نہی۔۔رامین نے سر نا میں ہلا دیا۔

رامین۔۔۔مطلب "کامیاب عورت"۔۔یہ معنی ہیں تمہارے نام کے۔۔۔لیکن تم اپنے نام جیسی تو بلکل بھی نہی ہو۔

"کامیاب عورت"وہ ہوتی ہے جو خود کو معاشرے میں ثابت کرے۔مشکلات کا سامنہ کرے،رکاوٹوں کا ڈٹ کر سامنا کرے۔اور کبھی ہار نہ مانے۔

مگر ان میں سے ایک بھی خوبی مجھے نظر نہی آئی تم میں۔تم بہت ہی ڈرپوک لڑکی ہو۔جو محض دو لڑکوں کے راستہ روکنے پر گھبرا جاتی ہو۔اپنے نام جیسی تو بلکل بھی نہی ہو تم۔

exponovels

رامین نے ایک دم نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ جو ابھی تک سر جھکائے بیٹھی تھی۔ آپ کیسے جانتے ہیں یہ سب۔۔؟؟؟ الٹا اسی سے سوال کر بیٹھی۔

ہمممم۔۔۔وہ لمبی سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ میں وہی ہوں جس نے تمہیں کل ان لڑکوں سے نجات دلائی تھی۔ مسلسل کئی دنوں سے دیکھ رہا تھا میں یہ سب۔ امید کر رہا تھا کہ تم کوئی ردِ عمل ظاہر کرو گی۔ بہادری دکھاؤں گی۔ منہ توڑوں گی ان دونوں کا۔ مگر ایسا کچھ نہی ہو سکا۔

آج جب معاملہ اتنا بگڑا تو مجبوراً مجھے سامنے آنا پڑا۔۔۔ "آخر اتنی ڈرپوک کیوں ہو تم" وہ دونوں ہاتھ کرسی پر جمائے رامین کی طرف غصے سے جھکا۔ کیوں جواب نہی دیا ان لڑکوں کو۔

رامین ڈر کر پیچھے ہٹی۔ اور آنسو بہانہ شروع ہو گئی۔ سر جھکائے بس وہ بس آنسو بہائے جا رہی تھی۔ رامین نے چہرہ اوپر اٹھایا۔ وہ ابھی تک ایسے ہی دونوں ہاتھ کرسی پر جمائے اس کی طرف جھکا ہوا تھا۔

اس کی آنکھوں میں غصہ تھا یا کچھ اور رامین سمجھ نہ سکی۔ وہ پھر سے نظریں جھکا کر آنسو بہانے لگی۔

وہ رامین کو مسلسل آنسو بہاتے دیکھ پیچھے ہٹ گیا۔ یہ میرے سوال کا جواب نہی ہے۔ آخر کب تم یونہی آنسو بہاتی رہو گی۔ آنسو بہانے سے مسلے حل نہی ہوتے۔ مشکلات سے جنگ لڑنی پڑتی ہے۔

اگر تم پہلے ہی دن ایک ایک تھپڑ دونوں کے منہ پر لگا دیتی تو وہ دوبارہ تمہارے راستے میں نہی آتے۔ مگر تم نے ہمت نہی دکھائی۔۔ میں پوچھتا ہوں آخر کیوں۔۔؟؟؟

وہ پھر سے دونوں ہاتھ کرسی پر جماتے ہوئے رامین کی طرف جھکا۔ اس کا لہجہ بہت تلخ تھا۔

رامین نے دونوں ہاتھوں سے پوری قوت لگاتے ہوئے اسے پیچھے دھکیلا۔۔ وہ رامین سے اس حملے کی بلکل بھی توقع نہی کر رہا تھا۔ ایک دم لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہٹا۔

exponovels

مجھ میں بہت ہمت ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں میں بہت ڈرپوک ہوں۔ نہی۔۔ میں آپ کو غلط ثابت کروں گی۔ اور خود کو "کامیاب عورت "بن کر دکھاوں گی۔ آپ کا بہت شکریہ جو آج آپ نے میری مدد کی۔ آپ کا احسان زندگی بھر یاد رکھوں گی میں۔ لیکن ایک بات کا جواب دیں آپ مجھے۔ یہ کونسا طریقہ ہے آپ کا بات کرنے کا۔ رات کو دو بجے آپ چوروں کی طرح میرے کمرے میں گھسے ہیں۔ یہ کوئی شریفوں والا کام تو نہی کیا آپ نے۔

کیوں میں شریف انسان ہوں ہی نہی۔ وہ مسکراتے ہوئے رامین کی طرف بڑھا۔ چور ہوں میں۔ اور چوروں کی طرح ہی آوں گا نہ۔۔ وہ چلتا ہوا رامین کے پاس آکر دونوں بازوں سینے پر باندھے آکھڑا ہوا۔

نقاب کے پیچھے اس کی مسکراہٹ رامین محسوس کر سکتی تھی۔

چور۔۔ بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔ وہ ڈر کر تھوڑا پیچھے ہٹی۔

ہاں چور۔۔ رامین کا الفاظ دہرائے اس نے۔ رامین کو پیچھے ہٹتے دیکھ مسکرا دیا۔ ابھی تو تم کہہ رہی تھی کہ ڈروں گی نہی۔ اور پھر سے ڈر رہی ہو۔

میں اتنا برا چور نہی ہوں۔ مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہی ہے۔ اب میں چلتا ہوں۔ وہ لڑکے دوبارہ تنگ نہی کریں گے تمہے۔ امید ہے تم کامیاب عورت بن کر دکھاوں گی۔ بلکل اپنے نام کی طرح۔ بس اتنا کہنا تھا کہ وہ کمرے کی لائٹ بند کرتے ہوئے کھڑکی کی طرف بڑھا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

رامین جلدی سے کھڑکی کی طرف بڑھی۔ مگر وہ جا چکا تھا۔ اس نے جلدی سے کھڑکی بند کی۔ اور بیڈ پر آبیٹھی۔۔ عجیب انسان تھا۔ زیرِلب دہراتی وہ لیٹ گئی۔ گرمی کی وجہ سے اس نے کمرے کی کھڑکی کھول رکھی تھی۔ یہ کھڑکی گلی کی طرف کھلتی تھی۔ اور ساتھ ہی ایک چھوٹی سی بالکونی بنی ہوئی تھی۔ رامین کی سمجھ میں نہی آیا کہ وہ کیسے اوپر آیا۔ اور دوسری بات اس نے اپنا چہرہ کیوں چھپا رکھا تھا۔

کچھ دیر سوچتی رہی پھر سو گئی۔ صبح اسے سکول جانا تھا۔ تو وہ جاگ کر پہلے ہی دن لیٹ نہی ہونا چاہتی تھی۔ اسی لیے سو گئی۔

احتسام گھر آیا تو امی، رانیہ اور ہانیہ اسی کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ احتسام اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ چینج کر کے آیا تو امی اور ہانیہ کھانا لگا رہی تھیں۔ امی کھانا ہم لوگ باہر سے کھا لیں گے۔ آپ کھانا مت لگائیں۔ احتسام سیڑھیوں سے نیچے آتے ہوئے بولا۔

نہی بیٹا گھر کا کھانا ہی ٹھیک ہے۔ باہر کا کھانا ٹھیک نہی ہوتا۔ ایسے ہی طبیعت خراب ہو جائے گی۔ وہ مسکراتے ہوئے بولیں۔

احتسام بس ہلکا سا مسکرا دیا۔ اور کھانا کھانے بیٹھ گیا۔ وہ جانتا تھا امی ایسے اس لیے کہہ رہی تھیں کہ کہیں میرے پاس پیسے نہ کم پڑ جائیں۔ کہیں بہنوں کی شاپنگ ادھوری نہ رہ جائے۔

احتسام نے اپنے اکاونٹ سے سیونگ کی ہوئی رقم نکلوالی۔ جو دس ہزار تھی۔ کئی مہینوں سے جمع کر رہا تھا وہ۔ تاکہ ہانیہ اور رانیہ کو شاپنگ کروا سکے۔

کھانا کھانے کے بعد احتسام نے گاڑی باہر نکالی اور سب شاپنگ کے لیے نکل پڑے۔ گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ سب مال کی طرف بڑھ گئے۔

احتسام کاونٹر کے پاس رک گیا۔ اور ان سے کہہ دیا جب شاپنگ کر لیں تو یہیں آ جائیں۔ پیمنٹ کر دوں گا میں۔ وہ تینوں آگے بڑھ گئیں۔ اور احتسام وہیں فون پر مصروف ہو گیا۔

exponovels

کچھ دیر بعد وہ تینوں واپس آئیں تو احتسام نے پیمنٹ کر دی۔ بس تین ہزار بل بنا۔ احتسام نے واپس مڑ کر ان تینوں کی طرف دیکھا تو وہ مسکرا دیں۔ بھائی بس اتنی ہی شاپنگ کرنی تھیں ہمیں۔ باقی شاپنگ عید پر کر لیں گے ہم۔۔ رانیہ بولی۔

احتسام نے پیمنٹ کی۔ اور وہ سب باہر کی طرف بڑھ گئے۔ ڈرائیونگ کرتے ہوئے احتسام کا ذہن کہی اور ہی الجھا ہوا تھا۔ شاید میں اپنی بہنوں کی ضروریات کبھی پوری نہی کر پاوں گا۔ میری بہنیں ایک ایک چیز خریدنے سے پہلے یہ سوچتی ہیں کہ بھائی کے بجٹ میں آئے گی یا نہی۔ یہ احساس بہت دردناک تھا اس کے لیے۔

گاڑی اشارے پر رکی۔ اچانک اس کی نظر اپنے دائیں طرف کھڑی گاڑی پر پڑی۔ ظبط سے آنکھیں بھینچ گیا۔ اور منہ پھیر لیا۔ اشارہ کھلا تو اس نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

اچانک اس کی نظر بیک ویو مرر پر پڑی تو دھنگ رہ گیا۔ وہ گاڑی اس کی گاڑی کو فالو کر رہی تھی۔ پہلے تو اس نے سوچا کہ شاید میرا وہم ہے۔ اس نے جان بوجھ کر گاڑی دوسری طرف موڑ دی۔

وہ گاڑی بھی مڑ گئی۔ اس نے پھر اپنی گاڑی آئسکریم پارلر کے پاس روک دی۔ تو وہ گاڑی بھی رک گئی۔ احتسام نے غصے سے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبایا۔ کیا مسلہ ہے اس کے ساتھ۔ وہ دل ہی دل میں بولا۔

کیا ہوا احتسام۔ گاڑی کیوں روک دی بیٹا۔۔ احتسام کی امی بولی تو وہ حوش میں آیا۔

کچھ نہی امی۔۔ میں نے سوچا آئیسکریم کھلا دوں آپ لوگوں کو۔ وہ گاڑی سے باہر نکل گیا۔ اور ان کے لیے آئیسکریم لے آیا۔ ان سب کو آئسکریم دی۔ اور اپنی پیک کروالایا۔ وہ اس نے رانیہ کی طرف بڑھا دی۔

اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔ اس نے بیک ویو مرر پر نظر ڈالی تو گاڑی ابھی بھی وہیں کھڑی تھی۔ اس نے گاڑی گھر کی طرف بڑھا دی۔ وہ گاڑی اب بھی اسے فالو کر رہی تھی۔

exponovels

گھر پہنچ کر اس نے گاڑی گھر کے باہر روک دی۔ امی آپ لوگ چلیں مجھے ایک ضروری کام تھا۔ کچھ دیر تک آ جاوں گا۔ وہ تینوں اندر چلی گئیں۔

احتسام نے گاڑی آگے بڑھادی۔ وہ گاڑی اب بھی اسے فالو کر رہی تھی وہ جھنجلا گیا۔ اور گاڑی روک دی۔ وہ گاڑی بھی رک گئی کچھ فاصلے پر۔ احتسام گاڑی سے باہر نکلا۔ اور اس گاڑی کی طرف بڑھا۔

گاڑی کے پاس پہنچا۔ شیشہ ناک کیا۔ اب اس گاڑی والے کے پاس شیشہ نیچا کرنے کے سوا کوئی حل نہی تھا۔ گاڑی کا شیشہ نیچے ہوا۔ اور ایک مسکراتا چہرہ نظر آیا احتسام کو۔

احتسام غصے سے کھڑکی پر جھکا۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں آپ مجھے کیوں فالو کر رہی ہیں؟؟؟؟؟۔ غصے سے سوال پوچھا گیا۔

صلہ مسکرادی۔ میں کیوں کروں گی آپ کو فالو۔ شاید آپ کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں تو آپ کو جانتی تک نہی۔ ویسے اچھا لگا آپ سے دوسری دفعہ مل کر۔

مائی سیلف صلہ۔۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے احتسام کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

احتسام نے اس کا ہاتھ نہی تھاما۔ لیکن مجھے بلکل بھی اچھا نہی لگا۔ آپ سے مل کر۔ آئندہ مجھے فالو کرنے کی کوشش کی تو اچھا نہی ہو گا۔ احتسام بس اتنا کہہ کر وہاں سے چل پڑا۔

صلہ جلدی سے گاڑی سے باہر نکلی اور احتسام کی طرف بڑھی۔ اتنا ایٹیٹیوڈ کس لیے دکھاتے ہو۔ کیا ہو جائے گا اگر دو منٹ بات کر لوگے مجھ سے۔

اس کی آواز پر احتسام رکا۔ مگر پلٹ نہی۔ جا کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔ صلہ وہیں کھڑی اس کی گاڑی کو دور جاتے دیکھتی رہی۔ جب گاڑی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ بھی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

exponovels

سٹوپڈ۔۔۔ مسکراتے ہوئے اپنے ماتھے پر ہلکے سے تھپکی لگاتے ہوئے بولی۔ اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔ دیکھتی ہوں کب تک دور بھاگتے ہو مجھ سے۔

رامین جب صبح نماز پڑھنے کے بعد نیچے جانے لگی تو اس کی نظر دروازے کے پاس پڑے استری سٹینڈ پر پڑی۔ اس کی گھڑی پڑی تھی۔ اور ساتھ ایک پیپر پڑا تھا۔ رامین کو یاد آیا کہ کل جب اس لڑکے نے چادر کھینچی تھی تو اس کی گھڑی بھی ساتھ اٹک کر گر گئی تھی۔

مگر اس وقت مجھے اپنا حوش نہی تھا۔ تو گھڑی کا کہاں سے ہونا تھا۔ خود ہی اپنی سوچ پر جھنجلا دی۔ سہی کہا تھا اس نے میں اپنے نام جیسی بلکل بھی نہی ہوں۔

بہت ڈرپوک ہوں میں۔ خود ہی اپنے آپ کو کوسنے لگی۔ پھر نظر دوبارہ پڑی سامنے پڑے پیج پر تو اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔ کھولا تو اوپر کچھ لکھا تھا۔ رامین کرسی پر بیٹھ گئی۔ تاکہ آرام سے پڑھ سکے۔

اسلام و علیکم!!

یہ گھڑی کل وہیں بھول گئی تھیں محترمہ۔ بہت آوازیں دیں روکنے کی کوشش کی مگر رکی ہی نہیں۔۔ اسی لیے سوچا خود جا کر دے آوں۔ جانتا ہوں یہ سہی طریقہ نہی لگے گا محترمہ کو گھڑی پہچانے کا۔ مگر میں اسی طریقے کا عادی ہوں۔

چور جو ہوں۔ نہی نہی ڈرنے کی ضرورت نہی ہے۔ میں چور ہوں لیکن شریف چور ہوں۔ برا چور نہی ہوں۔ معزرت کرنا میں ضروری نہی سمجھتا محترمہ۔ معزرت تو آپ کو کرنی پڑے گی۔ ایک تو میں نے آپ کی مدد کی۔ اور میرا شکریہ ادا کرنے کی بجائے وہاں سے بھاگ آئیں۔ یاد رکھنا محترمہ۔ جلدی ملاقات ہو گی۔

خدا حافظ۔

exponovels

افففففف۔۔کیسا عجیب انسان ہے یہ۔ مدد بھی کرتا ہے اور تعریف بھی کروانا چاہتا ہے۔خود کو چور کہتا ہے۔اور وہ بھی "شریف چور"۔حد ہے ویسے چور بھی کبھی شریف ہوتے ہیں بھلا۔ہاں شاید۔۔سہی ہی کہہ رہا تھا وہ شریف چور ہی ہے۔غلط انسان تو نہی لگ رہا تھا ویسے۔

جب کبھی دوبارہ ملاقات ہوئی تو شکریہ ادا کردوں گی۔میں اتنی احسان فراموش نہی ہوں۔جو شکریہ بھی نہ ادا کر سکوں۔وہ تو کل میں بہت گھبرا گئی تھی۔ سمجھ میں نہی آیا کیا کروں۔

اسی لیے تیزی سے وہاں سے بھاگ آئی۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہی کہ میں احسان فراموش ہوں۔

خیر ملاقات ہو بھی گئی تو میں پہچانوں گی کیسے۔چہرہ تو چھپا رکھا تھا شریف چور نے۔رامین خود ہی اپنی کہی بات پر مسکرادی۔ چلیں جب ملیں گے۔تب کی تب دیکھی جائے گی۔

ابھی میں یہاں اپنا وقت کیوں ضائع کر رہی ہوں۔مجھے سکول جانا ہے۔رامین جلدی سے الماری کی طرف بڑھی۔اور گھڑی کے ساتھ ہی وہ پیج بھی تہہ لگا کر رکھ دیا۔اور الماری بند کرتے ہوئے نیچے کی طرف بڑھ گئی۔

نیچے گئی تو اماں ناشتہ بنانے میں مصروف تھیں۔رامین بھی ان کی ناشتہ بنانے میں مدد کرنے لگی۔ناشتہ کرنے کے بعد ابا فیکٹری کے لیے نکل گئے اور رامین اپنے کمرے میں چلی گئی۔سکول کے لیے تیار ہونے۔تیار ہو کر نیچے آئی تو ثوبیہ پہلے سے ہی موجود تھی۔

رامین کو نیچے آتے دیکھ ثوبیہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ جلدی کرو رامین ہم لیٹ نہ ہو جائیں کہی۔رامین اپنی چادر ٹھیک کرتے ہوئے بولی۔ چلو چلتے ہیں میں تو کب سے تیار تھی۔ تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔ثوبیہ مسکرادی۔اور دونوں خدا حافظ کہتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئیں۔

exponovels

رامین باہر نکلی تو ثوبیہ کا بھائی بھی تھا ساماں۔ رامین نے اسے سلام کیا۔ یہ ہمیں چھوڑنے جائے گا اور لے کر بھی آئے گا۔ ثوبیہ مسکراتے ہوئے اپنے بھائی کے ساتھ آنے کی وجہ بتانے لگی۔ یہ ہمارا باڈی گارڈ ہے۔ ثوبیہ مسکراتے ہوئے بولی۔

اسد نے اسے گھورا تو اس کی ہنسی کو بریک لگی۔ سہی تو کہا ہے میں نے اسد تم باڈی گارڈ ہو ہمارے۔ ثوبیہ پھر سے بولی۔ تو رامین بھی مسکرا دی۔ بس کرو تم ثوبیہ اب چپ چاپ چلو۔ ورنہ گھر جا کر اماں کو تمہاری شکایت لگا دوں گا۔ کہ تم بازار میں باتیں کرتی ہوئی چل رہی تھی۔

رامین مسکرا دی۔ جبکہ ثوبیہ تپ گئی۔ جاو بتا دوں جا کر اماں کو۔ جاسوسی کرنے آتے ہو میری۔ اسد مسکرا دیا۔ اب آیا نہ اونٹ پہاڑ کے نیچے۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

دفع ہو جاو تم!!۔۔ خبر دار جو کل سے میرے ساتھ آئے تو۔ کوئی ضرورت نہی میرے ساتھ آنے کی۔ میں اور رامین خود ہی چلی جایا کریں گی اب۔ تمہاری زمہ داری اب ختم۔ ثوبیہ تپ چکی تھی اسد پر۔

زمہ داری ختم نہی ہوئی میری بلکہ اب تو بڑھ گئی ہے۔ اسد رامین کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ رامین جو مسکرا رہی تھی۔ ایک دم اس کی ہنسی کو بریک لگی۔ وہ چہرہ دوسری طرف موڑ گئی۔ سکول آ چکا تھا۔ دونوں اندر کی طرف بڑھ گئیں۔

اسد وہی کھڑا رہا۔ رامین نے مڑ کر ایک نظر اسد پر ڈالی۔ وہ رامین کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ رامین کو کچھ عجیب سا لگا۔ اسد کا اس کی طرف دیکھ کر کہنا کہ زمہ داری اب بڑھ گئی ہے۔ اور مسکرانا۔ رامین تیزی سے بنا مڑے اپنی کلاس کی طرف بڑھ گئی۔

---

exponovels

احتسام گھر آیا۔ گاڑی گیراج میں پارک کی۔ اندر آیا تو رانیہ اس کی طرف بڑھی۔ بھائی آپ کی آئیسکریم میں کھا گئی۔ رانیہ معصوم سی گھبرائی ہوئی شکل بنا کر بولی۔

احتسام مسکرا دیا۔ کوئی بات نہی ویسے بھی میرا دل نہی کر رہا تھا کھانے کو۔ احتسام بس اتنا کہہ کر مسکراتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔

"وہ لڑکی کون تھی بھائی"۔؟؟ رانیہ کے سوال پر احتسام کے اوپر کی طرف بڑھتے قدم رک گئے۔ وہ تیزی سے پلٹا۔

"کون لڑکی"۔۔؟؟؟؟

رانیہ مسکرا دی۔ بھائی وہی جو ہماری گاڑی کا پیچھا کر رہی تھی۔ میں نے دیکھ لیا تھا۔ آپ اسی سے ہی ملنے گئے تھے ناں۔ وہ ہمارے گھر تک آگئی تھی۔ رانیہ بنا رکے بولی جا رہی تھی۔

احتسام کے سر پر حیرانگی کا پہاڑ گرا۔ وہ سوچ بھی نہی سکتا تھا کہ رانیہ اسے فالو کر رہی تھی۔ وہ تو اپنی ہی دھن میں گاڑی اِدھر اُدھر موڑے جا رہا تھا۔ اسے کیا خبر تھی رانیہ سب کچھ نوٹ کر رہی تھی۔

ایسا کچھ نہی ہے رانیہ۔۔ تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں کسی لڑکی کو نہی جانتا۔ کوئی لڑکی ہماری گاڑی کو فالو نہی کر رہی تھی۔ یہ سب تمہارے دماغ کا وہم ہے بس۔ احتسام نے خود کو لاتعلق ظاہر کیا۔

نہی بھائی میں نے خود دیکھا تھا۔ سگنل پر آپ نے اس لڑکی کی طرف دیکھا تھا۔ اس نے بھی آپ کی طرف دیکھا تھا۔ مگر تب آپ اس کی طرف نہی دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد وہ ہماری گاڑی کا پیچھا کرنے لگی۔

آپ نے گاڑی آئیسکریم پارلر کے پاس روکی تو اس نے بھی گاڑی روک دی۔ پھر وہ آپ کو فالو کرتے ہوئے ہمارے گھر کے پاس رک گئی۔ پھر آپ باہر گئے اس سے ملنے۔ ویسے میں نے امی اور ہانیہ کو نہی بتایا کچھ بھی۔ رانیہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی۔

exponovels

رانیہ۔۔۔احتشام اس کی طرف بڑھا۔رانیہ نے جلدی سے اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگادی اور دروازہ بند کر دیا۔احتشام اوپر کی طرف بڑھنے لگا۔جب اسے پھر سے رانیہ کی آواز سنائی دی۔

"بھائی"۔۔۔۔رانیہ نے تھوڑا سا دروازہ کھولا۔اور وہی سے بولی۔

احتشام پلٹا۔۔اور ماتھے پر شکن ڈالتے ہوئے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"بہت پیاری تھی وہ بھائی۔اگر آپ کہو تو بات کروں امی سے"۔۔رانیہ نے مسکراتے ہوئے جلدی سے دروازہ بند کر دیا۔احتشام کے بڑھتے قدم دیکھ چکی تھی وہ۔اس سے پہلے کہ اس کی شامت آتی۔جلدی سے دروازہ بند کر دیا اس نے۔

احتشام وہی سوچوں میں گم کھڑا رہا۔وہ مسکرا بھی نہی سکا۔کچھ دیر وہاں کھڑا رہا پھر اوپر کی طرف بڑھ گیا۔کمرے میں گیا۔نیند کی گولی نکالی دراز میں سے کھا کر پانی پی لیا۔اور سونے کے لیے لیٹ گیا۔

نیند کی گولی اس کی عادت بن چکی تھی۔ڈپریشن کا مریض بن چکا تھا وہ۔اسے خود کو ریلیکس کرنے کا یہی طریقہ سہی لگتا تھا۔خود کو ازیت دینا اچھا لگتا تھا اسے۔خود کو بہت تھکا ہوا،ہارا ہوا محسوس کرتا ہے۔ذہنی ٹینشن سے خود کو نجات دلانے کا یہی طریقہ ڈھونڈا تھا اس نے۔

اگر یہ لڑکی مجھے دوبارہ نظر آئی تو اس کی جان لے لوں گا میں۔۔۔پاگل بنا کر رکھ دیا ہے اس نے مجھے۔اپنی زندگی میں جو مرضی کرے۔خوش رہے۔مگر اپنی زندگی میں دخل اندازی نہی کرنے دوں گا میں اسے۔۔۔احتشام سوچوں میں ڈوبا نیند کی وادی میں اتر گیا۔

---

exponovels

رامین کا پہلا دن بہت تھکاوٹ بھرا گزرا تھا۔ بچوں کو پڑھانا جتنا آسان لگتا ہے اتنا ہوتا نہی ہے۔ پورا دن بس زور زور سے چیختے رہو۔ بیٹھنا بھی نہی۔ سر پر کیمرہ جو لگا ہے۔ زرا سا آپ بیٹھ گئے ریلیکس ہونے کے لیے۔۔ اُدھر سے میڈم جی حاظر۔

رامین اور ثوبیہ اسد کے انتظار میں بیٹھی تھکں۔ کیونکہ امی کا حکم تھا کہ بھائی کے بغیر نہی آنا۔ آنے دو آج اس کو امی کو شکایت لگاوں گی اس کی روز آدھا گھنٹہ لیٹ ہو جاتا ہے۔ ابھی ثوبیہ بات ہی کر رہی تھی کہ چوکیدار نے ثوبیہ کا نام پکارا۔

ارے واہ۔۔۔ آج تو بڑی جلدی آ گیا۔ چلو رامین چلیں۔ اس کا کچھ پتہ نہی ابھی واپس پلٹ جائے۔ اور پھر ہمیں اس کا انتظار کرنا پڑے۔ ثوبیہ نے کہا تو رامین جلدی سے اپنی چادر ٹھیک کرتے ہوئے اس کے ساتھ باہر کی طرف چل پڑی۔

رامین نے اسد کی طرف دیکھنے کی غلطی نہی کی دوبارہ۔۔۔ نا جانے کیوں اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔ اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو اسد کان سے فون لگائے۔ اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ رامین کے دیکھنے پر مسکرا دیا۔

رامین جلدی سے دوسری طرف دیکھنے لگی۔ اسے اپنی غلطی پر افسوس ہوا۔ مگر کیا کہہ سکتی تھی۔ یہ اسد پہلے تو ایسے نہی کرتا تھا۔ اب ایسی حرکتیں کیوں کر رہا ہے۔ رامین کو اسد کا اس کی طرف دیکھ کر مسکرانا زرا اچھا نہی لگا۔

رامین کا گھر آیا تو رامین خدا حافظ کہتے ہوئے اندر چلی گئی۔ اسد کی طرف دیکھنے کی غلطی اب نہی کی تھی اس نے۔ مگر اسد کی خود پر جمی نظریں محسوس کر سکتی تھی۔ وہ تیزی سے اندر چلی گئی اور دروازہ بند کر دیا۔

اماں کو سلام کرتے ہوئے فریج سے پانی نکال کر گلاس میں ڈال کر پینے لگی۔ اماں کھانے کا ٹفن تیار کیے بیٹھی تھیں۔ رامین پانی پی چکی تو اماں نے اس کی طرف شاپر بڑھا دیا۔ یہ پہلے اپنے ابا کو دے آو۔ پھر آ کر خود بھی کھانا کھا لو۔ اور آرام کر لو کچھ دیر۔

exponovels

رامین مسکرا دی۔ جی اماں۔ اپنی چادر درست کی اور کھانے والا شاپر اٹھایا۔ باہر کی طرف بڑھ گئی۔ خوف نے پھر سے آگھیرا تھا اسے۔ وہ ڈرتے ڈرتے قدم اٹھا رہی تھی۔ سہی کہا تھا اس نے مجھے ڈرنا نہی چاہیے۔ اگر اسی طرح میں ڈرتی رہی تو وہ لوگ مجھے اور ڈرائیں گے۔

مجھے ہمت پیدا کرنی پڑے گی اپنے اندر۔۔ مجھے "کامیاب عورت" بننا چاہیے۔ بلکل اپنے نام کی طرح۔ اب مزید میں کسی کی بدتمیزی برداشت نہی کروں گی۔ رامین سوچوں میں ڈوبی کب فیکٹری پہنچ گئی اسے پتہ ہی نہی چلا۔

رحیم چچا کو سلام کرتے ہوئے کھانے والا شاپر ان کی طرف بڑھایا۔ اور واپس مڑ گئی۔ اب وہ ڈر تو نہی رہی تھی۔ مگر پھر بھی اس کے لیے واپسی کے لیے چلنا مشکل ہو رہا تھا۔ رامین تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے چل رہی تھی۔

جب اس کی نظر سامنے پڑی تو دھنگ رہ گئی۔ وہ دونوں لڑکے آج بھی وہیں کھڑے تھے۔ جب رامین یہاں سے گزر کر گئی تب تو نہی تھے۔ اب اچانک سے آ گئے۔ رامین رکی نہی خود کو سنبھالتے ہوئے آگے بڑھی۔ جیسے وہ ان کے پاس پہنچی وہ دونوں اس کے راستے میں آ رکے۔

اس سے پہلے کہ رامین کچھ کہتی ان دونوں نے رامین کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔

وہ دونوں ہاتھ جوڑے معافی مانگنے لگے۔ ہمیں معاف کر دیں آپی۔

ہم سے غلطی ہو گئی۔ ہم نے آپ کو تنگ کیا۔ آج کے بعد ہم دوبارہ کبھی آپ کو تنگ نہی کریں گے۔

صرف آپ کو ہی نہی، کسی اور لڑکی کی طرف بھی کبھی آنکھ اٹھا کر نہی دیکھیں گے۔

رامین حیرانگی کے عالم میں ان دونوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔

وہ جو سمجھی تھی کہ آج بھی یہ دونوں مجھے پہلے کی طرح تنگ کریں گے۔

حیران رہ گئی ان دونوں کے اس طرح ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے پر۔

رامین سیچوایشن کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اس لڑکے کی بات چونکی۔

exponovels

اس لڑکے نے کہا، اگر ہمیں پتہ ہوتا کہ آپ پرنس بھائی کی رشتہ دار ہیں تو ہم کبھی بھی ایسا نہی کرتے۔

ہمیں معاف کر دیں۔ ورنہ پرنس بھائی ہمیں نہی چھوڑیں گے۔

انہوں نے کہا تھا کہ جب تک آپ معافی نہ دے دیں۔ وہ بھی ہمیں معاف نہی کریں گے۔

کون پرنس بھائی؟؟؟؟

رامین اس کی بات پر چونکی۔ کس کی بات کر رہے ہو تم دونوں۔ رامین تب سے لے کر اب اس بات پر بولی تھی۔

وہ دونوں لڑکوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پرنس بھائی کو نہی جانتی آپ۔۔؟؟

انہوں نے الٹا اسی سے سوال کر ڈالا۔

نہی۔۔ میں کسی پرنس کو نہی جانتی۔ جو بھی ہو خیر ہٹو تم دونوں میرے راستے سے۔

معاف کیا میں نے تم دونوں کو۔ آئیندہ کسی لڑکی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو اچھا نہی ہو گا۔

اور آج کے بعد میرا راستہ روکنے کی کوشش بھی مت کرنا تم دونوں ورنہ انجام اچھا نہی ہو گا۔

رامین بول رہی تھی۔ اور وہ دونوں اس کی بات پر سر ہلا رہے تھے۔ تب ہی ان دونوں کو کسی نے رامین کے پچھلی طرف دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے شخص نے وہاں سے جانے کا اشارہ دیا۔

وہ دونوں جلدی سے وہاں سے ہٹ گئے۔ رامین نے ان کو پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

وہ مڑی مگر وہاں کوئی نہی تھا۔

وہ جب دوبارہ آگے کی طرف مڑی تو وہ دونوں لڑکے بھی وہاں سے جا چکے تھے۔

رامین بھی سر جھٹکتے ہوئے آگے کی طرف بڑھ گئی۔

اس کی نظر سامنے پڑی تو اسد سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

یہ اسد یہاں کیا کر رہا ہے۔ رامین کو لگا اس نے سب دیکھ لیا ہے۔

exponovels

وہ جلدی سے وہاں سے نکلنے لگی۔ تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھی۔

رامین۔۔۔۔اسد نے جب اسے پاس سے گزرتے دیکھا تو بول پڑا۔

رامین جی بھر کر بدمزہ ہوئی اسد کے پکارنے پر ضبط سے آنکھیں بھینچتے ہوئے واپس پلٹی۔

جی۔۔۔بس اتنا ہی بول سکی رامین۔

کون تھے وہ لڑکے؟؟؟؟؟؟؟

اسد ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے بولا۔

کون لڑکے؟؟؟

رامین انجان بنتے ہوئے بولی۔

تم اچھی طرح جانتی ہو رامین میں کن لڑکوں کی بات کر رہا ہوں۔

وہ دونوں تمہارے سامنے ہاتھ کیوں جوڑ رہے تھے۔ کیا کوئی مسلہ ہے۔؟؟

اگر کوئی پرابلم ہے تو تم بلا جھجک مجھ سے شئیر کر سکتی ہو۔

رامین نے حیرانگی سے اسد کی طرف دیکھا۔ اوہ۔۔تو اس نے سب کچھ دیکھ لیا۔

اب کیا جواب دوں میں اس کو۔۔؟؟

اگر میں نے اس کو سب کچھ بتا دیا تو یہ ثوبیہ کو بتا دے گا گھر جا کر۔

اور اگر ثوبیہ نے امی کو بتا دیا تو وہ بہت پریشان ہو جائیں گی۔

لیکن اب اس کو کیا جواب دوں؟؟؟

رامین پریشان ہو چکی تھی۔ سمجھ میں نہی آ رہا تھا۔ کہ اسد کو کیا جواب دوں۔

رامین۔۔؟؟؟؟

exponovels

اسد نے رامین کے سامنے ہاتھ ہلایا۔ کیا ہوا کہاں کھو گئی۔ سب خیریت تو ہے نا۔۔۔؟؟

کوئی بات نہی اگر تم نہی بتانا چاہتی تو۔ آو تمہیں گھر تک چھوڑ دوں۔

اسد کی بات پر رامین نے سکھ کا سانس لیا۔ نہی میں چلی جاوں گی۔ رامین جلدی سے بولی۔

اسد مسکرا دیا۔ رامین مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو تم۔ میں جانتا ہوں۔ وہ لڑکے تمہیں پریشان کر رہے تھے۔

تم نہی بتانا چاہتی ہو تو کوئی بات نہی۔

خیر آو گھر چھوڑ دوں تمہیں۔

میں بھی گھر ہی جا رہا ہوں۔

مناسب نہی ہے ہمارا اس طرح یہاں رکنا۔ اچھا نہی لگتا۔

کسی محلے والے نے دیکھ لیا تو بات کا بھتنگڑ بنا دے گا۔

رامین سر جھکائے چل پڑی۔ ایسا نہی ہے کہ مجھے تم پر بھروسہ نہی ہے۔

بات بھروسے کی نہی ہے۔

میں بس گھر والوں کو پریشان نہی کرنا چاہتی۔

تم وعدہ کرو کہ یہ بات کسی سے نہی کرو گے۔

رامین اسد سے تھوڑے فاصلے پر چلتے ہوئے بول رہی تھی۔

دراصل یہ لڑکے پچھلے کئی دنوں سے مجھے پریشان کر رہے تھے۔

جب بھی یہاں سے گزرتی تھی تو میرا راستہ روک لیتے تھے یہ دونوں۔

مگر آج انہوں نے خود ہی معافی مانگ لی۔

شاید کسی نے دیکھ لیا تھا ان دونوں کو مجھے تنگ کرتے ہوئے۔

exponovels

کسی نے سمجھایا ہو گا ان کو شاید اسی لیے مجھ سے معافی مانگ رہے تھے اپنے رویوں کے لیے۔

رامین نے آدھی ادھوری بات اسد کو بتا دی۔ گھر کے دروازے کے پاس پہنچ کر رک گئی۔

پلٹ کر اسد کی طرف دیکھا۔ امید ہے میرا بھروسہ نہی توڑوں گے تم۔

یہ بات ہمارے درمیان ہی رکھو گے۔

شکریہ مجھ پر بھروسہ کرنے کے لیے۔ میں تمہارا بھروسہ کبھی نہی توڑوں گا۔

اسد مسکراتے ہوئے بولا۔

اسد کو مسکراتے دیکھ رامین نظریں جھکا گئی۔ خدا حافظ ۔۔ جھکی نظروں سے بولی اور اندر کی طرف بڑھ گئی۔

خدا حافظ ۔۔۔ اسد بھی مسکراتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

رامین گھر میں داخل ہوئی تو اماں اسی کا انتظار کر رہی تھیں۔

کہاں تھی تم؟؟

آج بہت دیر لگا دی۔ پہلے تو کبھی اتنی دیر نہی ہوئی کبھی تمہیں۔ اماں پریشانی سے اس کی طرف آتے ہوئے بولیں۔

کچھ نہی اماں وہ میری سکول ٹیچر مل گئیں تھیں راستے میں۔ ان کا گھر اسی طرف ہے تو مجھے کچھ دیر ان کے پاس بیٹھنا پڑا۔

وہ آنے ہی نہی دے رہی تھیں مجھے۔ جب میں نے کہا کہ اماں کو بتا کر آوں گی کسی دن۔ اماں پریشان ہو رہی ہو گی۔

تو وہ مانیں۔ اور مجھے گھر آنے دیا انہوں نے۔ رامین چہرے پر مسکراہٹ سجائے بڑی آسانی سے جھوٹ بول گئی۔

اچھا یہ بات تھی۔ اماں اس کی بات پر یقین کر گئیں تھیں۔

چلو آ جاو منہ ہاتھ دھو کر کھانا کھا لو۔

جی رامین مسکراتے ہوئے ہاتھ دھونے چلی گئی۔

exponovels

کھانا کھانے کے بعد اماں سے یہ کہتے ہوئے کہ جب بچے آجائیں پڑھنے تو مجھے آواز دے دینا۔ بولتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

کمرے میں جا کر لیٹ گئی۔ آج بہت دنوں بعد وہ پر سکون تھی۔

ان دو لڑکوں نے بہت پریشان کر رکھا تھا. آخر کار اس کی پریشانی ختم ہو ہی گئی تھی۔

پرنس۔۔یا پھر شریف چور۔۔۔وہ جو بھی تھا بہت بڑی پریشانی حل کر دی ہے. اس نے میری۔

"شریف چور" رامین زیرِلب بولتے مسکرا کر آنکھیں بند کر گئی۔

اگلی صبح احتسام نماز پڑھنے کے بعد قریبی پارک میں واک کرنے چلا گیا۔

وہی پارک جہاں اس کی صلہ سے پہلی بار ملاقات ہوئی تھی۔

وہ کچھ دیر پارک کا چکر لگانے کے بعد بینچ پر بیٹھ گیا۔

ابھی وہ بیٹھا ہی تھا۔ کہ کسی نے اس کی طرف پانی کی بوتل بڑھائی۔

تھینکس۔۔۔بے ساختہ احتسام بولا۔

پانی کی بوتل پکڑنے لگا ہی تھا۔ کہ جلدی سے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

وہی ہوا جس بات کا ڈر تھا۔

احتسام یہاں آتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ کہی اس لڑکی سے پھر سے ملاقات نہ ہو جائے۔

اور اس کی سوچ سہی ثابت ہوئی۔ سامنے صلہ کھڑی تھی۔

ٹریکنگ سوٹ میں ملبوس، اونچی پونی میں بال باندھے، پانی کی بوتل پکڑے، چہرے پر مسکراہٹ سجائے۔

ایک پل کے لیے احتسام اس کے معصوم چہرے کو دیکھتا رہ گیا۔

exponovels

مگر اگلے ہی پل خود کو سنبھال لیا۔اور ایک نفرت بھری نگاہ اس پر ڈالتے ہوئے وہاں سے چل پڑا۔

صلہ بھی اس کے پیچھے چل پڑی۔

احتسام کی نظر جب ساتھ چلتی صلہ پر پڑی۔تو اس نے پلٹ کر ایک غصیلی نظر صلہ پر ڈالی۔

صلہ نے اس کے غصے کی پرواہ کیے بغیر مسکراتے ہوئے کندھے اچکا دیئے۔

احتسام آگے بڑھ گیا۔اس نے اپنے چلنے کی رفتار تیز کر دی۔

صلہ نے بھی اپنی رفتار تیز کر دی۔

احتسام نے جب صلہ کو قریب آتے دیکھا۔تو اس نے اپنی رفتار مزید تیز کر دی۔

احتسام اب دوڑ رہا تھا۔

وہ بھاگ جانا چاہتا تھا یہاں سے۔

اس لڑکی سے دور بھاگنا چاہتا تھا۔

مگر صلہ ہار نہی مانی۔وہ بھی دوڑنے لگی احتسام کے ساتھ ساتھ۔

احتسام رک گیا۔سانس پھول چکا تھا۔دوڑ دوڑ کر۔

احتسام کے رکنے پر صلہ بھی رک گئی۔

پانِی کی بوتل کا ڈھکن کھولا۔اور پانی پینے لگی۔

خود پانی پینے کے بعد پانی احتسام کی طرف بڑھایا۔

احتسام نے بدلے میں اسے گھوری سے نوازا۔

صلہ نے کندھے اچکا دیئے۔اور بوتل بند کر دی۔

exponovels

کیوں دور بھاگ رہے تھے مجھ سے۔جب بھی میں تمہارے پاس آنے کی کوشش کرتی ہوں تو تم دور بھاگتے ہو مجھ سے۔

اب اتنی بری شکل بھی نہی ہے میری۔

وجہ پوچھ سکتی ہوں۔تمہارے اس رویے کی؟

صلہ مسکراتے ہوئے بول رہی تھی۔

وجہ جانتی ہیں آپ۔۔۔اور اگر نہی جانتیں۔یا پھر بھول چکی ہیں تو جاننے کی کوشش کریں۔

میرے اس رویے کا مطلب خود ہی پتہ چل جائے گا۔

میں نے پہلے بھی منع کیا تھا آپ کو کہ میرا پیچھا مت کرنا۔

مگر میری بات ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دی آپ نے۔

میری زندگی میں دخل اندازی کرنے کی کوشش مت کریں۔

آگ میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کریں گی تو جل جائیں گی۔

احتسام چہرہ دوسری طرف موڑے بول رہا تھا۔ایسے لگ رہا تھا۔جیسے درختوں سے بات کر رہا ہو۔

صلہ مسکرادی۔میں آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔!!!!

صلہ کی بات پر احتسام پلٹا۔اور شاک سی کیفیت میں اس کی طرف دیکھنے لگا۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں۔سا آپ ہی تو کہا ہے میں نے۔نامحرم لڑکی ہوں۔یہی وجہ ہے جو آپ دور بھاگتے ہیں مجھ سے۔

اگر آپ مجھ سے نکاح کر لیں گے۔پھر تو کوئی مسلہ نہی رہے گا۔

پھر تو آپ کی بیوی بن جاوں گی میں۔صلہ مسکراتے ہوئے بولتی جارہی تھی۔

exponovels

احتشام بس حیران سا اس کی باتیں سن رہا تھا۔جب ہوش آیا کہ وہ شادی کی بات کر رہی ہے تو احتشام بنا کچھ بولے وہاں سے چل پڑا۔

واپس پلٹ کر نہی دیکھا اس نے۔

صلہ وہیں قریبی بینچ پر بیٹھ گئی۔

کوئی بات نہی بھاگ لو جتنا بھاگ سکتے ہو۔

میں تمہارا پیچھا نہی چھوڑنے والی۔ مسکراتے ہوئے اپنے گھر کی طرف چل دی۔

رامین سو رہی تھی کہ اچانک اسے کھڑکی پر ہلکی سی دستک سنائی دی۔

رامین کو تھوڑا خوف محسوس ہوا۔

وہ ڈرتے ڈرتے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

کچھ دیر دستک ہوتی رہی۔پھر رک گئی۔

رامین نے اللہ کا شکر ادا کیا۔اور پھر سے لیٹ گئی۔شاید بلی ہو گی۔لیٹ کر سوچنے لگی۔

ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ اسے کھڑکی کھلنے کی آواز آئی۔

رامین ڈر کر اٹھ بیٹھی۔ چچچچچچوررررر۔۔۔۔بے ساختہ اس کے لبوں سے نکلا۔

چور نہی۔۔۔۔شریف چور۔۔۔وہ کھڑکی بند کرتے ہوئے رامین کی طرف پلٹتے ہوئے بولا۔

شریف چور۔۔۔رامین نے دہرایا۔

جی شریف چور۔۔۔میں ہی ہوں۔وہ سامنے پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

exponovels

وہی آواز، سر پر کیپ۔۔اور چہرہ آج بھی رومال سے چھپایے ہوئے۔وہ بڑی شان سے ٹانگ پر ٹانگ جمائے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

رامین حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

چور تو چور ہی ہوتا ہے۔چور کے ساتھ شریف لگانے سے کوئی چور شریف نہی بن جاتا۔

رامین تلخ لہجے میں بولی۔

وہ کرسی بیڈ کے قریب لا کر بیٹھ گیا۔

سہی کہا۔۔لیکن میں شریف چور ہوں۔اسی لیے شریف چور کہتا ہوں خود کو۔

آپ اندر کیسے آئے؟

کھڑکی تو اندر سے بند تھی۔رامین کو یاد آیا تو حیرانگی سے بولی۔

رامین کی بات پر وہ مسکرایا۔

بتایا تو ہے میں شریف چور ہوں۔

شریف ہوں۔مگر ہوں تو چور۔

میرے لیے کھڑکی کھولنا کوئی مشکل کام نہی۔

کھڑکی اسی لیے بند کی تھی تم نے۔کہ میں اندر نہ آسکوں۔

مگر میں تو پھر بھی آگیا۔اب کیا کریں گی آپ۔۔؟

رامین نے غصے سے اس کو گھورا۔اگر ابھی میں نے شور مچایا تو سارا محلہ اکٹھا ہو جائے گا۔

رامین تلخی سے بولی۔

اچھا۔۔۔۔تو روکا کس نے ہے مچاو شور۔

exponovels

دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے۔جب محلے والے آدھی رات کو تمہیں ایک غیر مرد کے ساتھ دیکھیں گے۔

رامین اس کی بات پر بے بسی اسے دیکھنے لگی۔اور پھر سر گھٹنوں پر رکھے رونے لگ گئی۔

رونے کی کیا ضرورت ہے۔اس بات پر مجھے تھپڑ بھی مار سکتی تھی تم۔

کوئی چیز اٹھا کر میرے سر میں مار سکتی تھی۔

مگر نہی۔تم تو بس رونا جانتی ہو۔

کہا تھا نا۔اپنے نام جیسی بلکل بھی نہی ہو تم۔

رامین نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

کیوں کر رہے ہیں آپ یہ سب؟

کیوں آئے ہیں آپ پھر سے؟

آخر آپ کیوں میرا پیچھے پڑ گئے ہیں؟

آپ کے پاس اور کوئی کام نہی کرنے کو؟

کیوں آپ آدھی رات کو میرے کمرے میں آئے ہیں۔چوروں کی طرح؟

کیا آپ کو ڈر نہی لگتا۔کہ اگر کسی نے آپ کو آتے جاتے دیکھ لیا۔تو میری زندگی پر کیا اثر پڑے گا۔رامین نے ایک ساتھ کئی سوال کر ڈالے۔

لگتا ہے ڈر۔۔۔پر میں کوئی عام چور نہی شریف چور ہوں۔کبھی تمہاری عزت پر آنچ نہی آنے دوں گا۔وہ بہت مدھم لہجے میں مسکراتے ہوئے بولا۔

رامین نے افسوس سے اس کی طرف دیکھا۔

اچھا چھوڑوں یہ سب۔۔ان دونوں نے معافی مانگی تم سے۔۔۔؟؟؟

وہ رامین کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

جی بہت شکریہ آپ کا۔ آپ نے میری بہت مدد کی۔ مسٹر پرنس۔۔!!!!!!

یہ تو میرا فرض تھا۔ پرنس جو ہوں میں۔ رامین کے پرنس کہنے پر وہ مسکرایا۔

بہت شکریہ آپ نے میری مدد کی۔ مگر اب آپ دوبارہ یہاں مت آیئے گا۔ میں مانتی ہوں کہ آپ نے میری مدد کی ہے۔ آپ کی احسان مندر ہوں گی میں۔ لیکن میں نہی چاہتی کہ کسی مشکل میں پڑوں۔

وہ اٹھا۔۔۔اور رامین کی بات کا جواب دیئے بغیر۔ کھڑکی کھول کر باہر نکل گیا۔

اور رامین بس ہکابکارہ گئی۔ اس کے اس طرح اچانک چلے جانے سے۔ مجھے نہی پتہ تھا کہ میری بات اتنی آسانی سے مان لے گا وہ۔

رامین چند پل کھلی کھڑکی کو دیکھتی رہی اور پھر اٹھ کر کھڑکی بند کر کے سونے کے لیے لیٹ گئی۔

رامین نے اس کو جانے کا تو کہہ دیا تھا۔ اور وہ اس کی بات مان کر چلا بھی گیا تھا۔

مگر اب رامین کو عجیب سی بے چینی نے آن گھیرا تھا۔

اس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے آرہے تھے۔

شاید وہ میری بات کا برا مان گیا۔

بنا کچھ بولے ہی چلا گیا۔

مجھے اس طریقے سے بات نہی کرنی چاہیے تھی اس سے۔

آخرکار اس نے میری مدد کی تھی۔

میں کتنی پریشان تھی۔ ان دونوں لڑکوں کی وجہ سے۔

اس نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

exponovels

میں نے شکریہ بھی بہت غلط انداز میں ادا کیا ہے۔ایسے جیسے جان چھڑوانے والا انداز ہو۔

ٹھیک ہے میں مانتی ہوں۔بہت مدد کی ہے اس نے میری۔

مگر یہ کوئی طریقہ تو نہی ہے کہ آدھی رات کو میرے کمرے میں چلا آئے۔

میری بھی کوئی عزت ہے۔

اس کو سوچنا چاہیے۔کہ اگر کسی نے دیکھ لیا اس کو میرے کمرے میں آتے جاتے تو کیا نتیجہ ہو گا اس کا۔

خیر یہ تو اچھا ہوا کہ چلا گیا۔یہ بھی کسی پریشانی سے کم نہی ہے۔

میں سو جاتی ہوں۔صبح سکول جانا ہے مجھے۔پھر صبح آنکھ نہی کھلتی۔

رامین نے اٹھ کر کھڑکی کھول دی۔اسے گھبراہٹ سی ہو رہی تھی۔

گرمی کی وجہ سے۔۔۔یا پھر شاید کسی اور وجہ سے وہ سمجھ نہی پائی۔

کھڑکی کھول کر ادھر اُدھر گلی میں نظر دوڑائی۔دور دور تک کوئی نظر نہی آیا۔

رامین چھت پر نظریں جمائے بیڈ پر بیٹھی تھی۔نیند نہی آرہی تھی۔

میرے بارے میں سوچ رہی ہو؟؟؟؟

اسے پھر سے وہی آواز سنائی دی۔رامین جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

کھڑکی کے پاس سینے پر ہاتھ باندھے وہ کھڑا تھا۔

رامین کو لگا شاید میرا وہم ہے۔

مگر جب وہ چلتے ہوئے اس کے پاس آیا تو یقین ہوا رامین کو کہ وہ پھر سے واپس آگیا ہے۔

افففف۔۔۔بے ساختہ رامین کے لبوں سے نکلا۔

عجیب شخص ہے یہ میں تو سمجھی تھی ناراض ہو کر چلا گیا ہے۔

exponovels

دوبارہ کبھی نہی آئے گا۔

مگر رامین کے تمام خیالات غلط ثابت ہوئے۔

وہ چلتے ہوئے رامین کے پاس آیا۔اور ایک شاپر رامین کی طرف بڑھایا۔

رامین سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو یہ کیا ہے۔

یہ آئیسکریم ہے۔۔۔تمہارے لیے لایا ہوں۔

اس کی بات پر رامین نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔

میں نے اتنی باتیں سنائی اس کو۔اور میں سمجھی کہ یہ اب دوبارہ نہی آئے گا۔

ناراض ہو کر چلا گیا ہے۔

مگر یہ میرے لیے آئیسکریم لینے گیا تھا۔

آخر کیسا انسان ہے یہ۔۔۔رامین جھنجلا گئی۔

مجھے نہی کھانی آئسکریم۔۔۔آپ لے جائیں یہ۔اور خود بھی چلے جائیں یہاں سے۔۔رامین غصے میں مگر آہستہ آواز میں بولی۔

آئیسکریم تو کھانی پڑے گی۔۔۔

میں بہت محنت سے لایا ہوں۔۔

اور۔۔۔

بہت دور سے بھی۔۔۔

exponovels

اب تم یہ بتاو پیار سے کھالو گی۔یا پھر دوسرا طریقہ آزماوں میں؟؟۔۔سوالیہ نظروں سے رامین کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

اگر میں کہوں کی مجھے نہی کھانی تو۔۔؟؟

رامین ضد پر اٹک چکی تھی۔

وہ چلتا ہوا رامین کی طرف آیا۔اور پاکٹ میں سے گن نکال کر رامین کے سامنے لہرائی۔

یہ کھلونا نہی ہے۔

اصل ہے۔۔کہو تو چلا کر دکھاوں۔۔۔؟؟

رامین کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئیں۔۔آنکھوں کے سامنے لہراتی گن دیکھ کر۔

وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ پائی۔

یہ واقعی چچچچور ہے۔

اس کے پاس گن بھی ہے۔

رامین جو اب تک اندازہ لگا رہی تھی۔کہ یہ خود کو بس ایسے ہی چور کہتا ہے۔

حقیقت میں ایسا کچھ نہی ہے۔

مگر اب اس کے ہاتھ میں گن دیکھ کر اس کو اندازہ ہو چکا تھا۔یہ چور ہے۔اور وہ بھی خطرناک۔

تم کھا رہی ہو یا نہی؟۔۔آخری بار پوچھ رہا ہوں۔

رامین کو سوچ میں پڑتے دیکھ وہ پھر سے بول پڑا۔

رامین کچھ نہی بولی۔چپ چاپ شاپر کھولا۔اور آئیسکریم نکال کر کھانی شروع کر دی۔

رامین آئیسکریم کھا رہی تھی۔

مگر ساتھ ہی ساتھ آنسو بھی بہا رہی تھی۔

پرنس مسکرا دیا۔رامین کے آئیسکریم کھانے کے انداز پر۔پہلی بار دیکھ رہا تھا کسی لڑکی کو روتے روتے آئیسکریم کھاتے ہوئے۔

وہ اس منظر کو آنکھوں کے راستے دل میں اتار رہا تھا۔

رامین نے آئیسکریم کھا کر خالی کپ اور چمچ شاپر میں ڈال کر رکھ دیا۔

پرنس نے وہ شاپر اٹھا کر باسکٹ میں پھینک دیا۔اور کرسی اٹھاتے ہوئے بیڈ کے قریب لے آیا۔

رامین ابھی بھی آنسو بہا رہی تھی۔

پرنس کا دل چاہا کہ آگے بڑھ کر رامین کے آنسو صاف کر دے۔

مگر ایسا نہی کر سکا۔

ابھی ان کے درمیان کوئی جائز رشتہ جو نہی تھا۔

جو وہ ابھی کر رہا تھا۔

یوں چوری چھپکے آدھی رات کو رامین کے کمرے میں آنا۔

اچھی طرح جانتا تھا۔یہ بھی غلط ہے۔

مگر دل کے ہاتھوں مجبور ہو چکا تھا۔

ناچاہتے ہوئے بھی وہ ایسا کر رہا تھا۔

وہ رامین کو ہمیشہ کے لیے اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا تھا۔

مگر اس سے پہلے رامین کے دل میں اپنے لیے تھوڑی محبت پیدا کرنا چاہتا تھا۔

اب تم ساری رات رو کر گزاروں گی کیا۔۔؟؟؟

exponovels

اس کی بات پر رامین نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔رامین نظریں جھکا گئی۔

ہمممم تو کیا کہہ رہی تھی تم۔۔؟؟؟

میں یہاں سے چلا جاوں اور دوبارہ کبھی نہ آوں۔وہ رامین کے چہرے پر نظریں جمائے مدھم لہجے میں بولا۔

تو ایک بات میں صاف بتا دوں۔

اب تمہارا مجھ سے پیچھا نہی چھوٹنے والا۔

میرا جب کب تمہیں دیکھنے کو دل چاہے گا۔

میں تم سے ملنے آوں گا۔

تم مجھے روک نہی سکتی۔

میں ایک بار جو فیصلہ کر لوں۔پھر قدم پیچھے نہی ہٹاتا۔یہ اصول ہے میری زندگی کا۔

اوہ۔۔۔تو اس لیے میری مدد کی تھی آپ نے۔

تاکہ میرے کمرے تک رسائی حاصل ہو سکے آپ کو۔

اس سے تو اچھا تھا کہ آپ میری مدد نہ ہی کرتے۔

وہ دونوں میرا راستہ روکتے رہتے۔

میں ان سے ڈر کر بھاگتی رہتی۔

کم از کم وہ میرے کمرے میں تو نہی آتے تھے۔چوروں کی طرح۔۔۔رامین تلخ لہجے میں اسے اس کی غلطیاں باور کروا گئی تھی۔

اس کمرے میں میرے علاوہ کوئی اور آ بھی نہی سکتا۔

exponovels

تم پر اور اس کمرے پر بس میرا حق ہے۔ اور میرا ہی رہے گا۔

اور رہی بات میرے مدد کرنے کی۔ تو جو میں نے کیا میرا فرض تھا۔

تمہاری حفاظت کرنا میرا فرض ہے۔ اور میں یہ فرض نبھاتا رہوں گا۔

فرض، حق۔۔۔رامین نے ان دو الفاظوں پر غور کیا۔

پہلی بات تو یہ کہ آپ کا مجھ پر کوئی حق نہی ہے۔ اور

دوسری بات یہ کہ۔۔۔ فرض وہ رشتے ہوتے ہیں جن پر کوئی حق ہو ہمارا۔

نہ تو آپ کا مجھ سے کوئی رشتہ ہے۔ اور نہ ہی آپ کا مجھ پر کوئی حق ہے۔

اسی لیے بہتر ہے کہ آپ اس فرض سے غفلت اختیار کریں۔

اپنی زندگی میں خوش رہیں۔

اور آئیندہ یہاں مت آیئے گا۔

میں غریب ماں باپ کی اکلوتی بیٹی ہوں۔

ان کے لیے کسی پریشانی کا سبب نہی بننا چاہتی میں۔

مانتی ہوں آپ نے میری مدد کی ہے۔ آپ کی شکر گزار ہوں میں۔

اور آپ نے بہت بڑا احسان کیا ہے مجھ پر۔

مگر میرے پاس عزت کے سوا کچھ بھی نہی ہے۔

ایسا کچھ مت کریں کہ میری عزت مٹی میں مل جائے۔

رامین اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑے نظریں جھکائے بول رہی تھی۔

اس نے گن بیڈ پر رکھ دی۔ اور رامین کے اس کے سامنے جوڑے ہاتھ تھام لیے۔

exponovels

رامین ایک دم پیچھے ہٹی۔

اپنے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی۔

مگر اس کی گرفت مظبوط تھی۔

رامین کی آنکھوں سے آنسو نکل کر اس کے ہاتھوں پر گر رہے تھے۔

ان ہاتھوں کو زندگی بھر تھامنا چاہتا ہوں میں۔وہ رامین کے نازک ہاتھوں پر نظریں جمائے بولا۔

میں بہت برا انسان ہوں۔

جانتا ہوں میں بہت غلط کر رہا ہوں۔

مگر میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو چکا ہے۔

حق کی بات کر رہی ہو نہ تم؟؟؟

تو سنو میرے دل پر تم حق جمائے جو بیٹھی ہو اس میں میرا کیا قصور ہے۔

جب سے تمہیں دیکھا ہے۔یہ دل میرا نہی رہا۔

تمہارے معصوم چہرے کو بار بار دیکھنے کی ضد کرتا ہے یہ مجھ سے۔

اور میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر یہاں چلا آتا ہوں۔

تم میری کمزوری بن چکی ہو۔آج سے نہی۔پچھلے کئی مہینوں سے تم میرے دل پر راج کر رہی ہو۔

بس میں تمہیں کھونا نہی چاہتا۔

بہت ڈرتا ہوں۔تمہیں کھونے سے۔

تمہیں اپنی بنانا چاہتا ہوں۔

مگر کیسے یہ سمجھ نہی آتا۔

اب تم ہی بتاو کہ میں کیا کروں۔۔۔؟؟

ہے کوئی علاج تمہارے پاس۔۔۔۔؟؟؟؟

ایک مہینے کے لیے ملک سے باہر جارہا ہوں میں۔سوچا جانے سے پہلے تم سے مل لوں۔

کیا پتہ پھر موقع ملے یا نہ ملے۔رامین کے ہاتھ اب چھوڑ دیئے اس نے۔

رامین کے آنسو اب رک چکے تھے۔وہ تو بس اس کے اقرار پر حیران سی رہ گئی۔

چلتا ہوں۔مجھے دیر ہو رہی ہے۔زندگی رہی تو پھر ملاقات ہو گی۔وہ اٹھ کر کھڑکی کی طرف بڑھا۔

سنیں۔۔۔وہ ابھی کھڑکی کی طرف بڑھا ہی تھا۔کہ رامین کی آواز پر اس کے قدم رک گئے۔

اور لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

وہ پلٹ کر رامین کی طرف دیکھنے لگا۔

آپ کے مرض کا علاج ہے میرے پاس۔

اگر آپ واقعی مجھے اپنانا چاہتے ہیں دل سے۔

تو آپ کو میرے والدین سے بات کرنی پڑے گی۔اگر وہ مان گئے۔

تو میں دل سے آپ کی محبت قبول کر لوں لوں گی۔رامین نظریں جھکائے بولی۔

اور اگر وہ نہ مانیں تو۔۔۔وہ جلدی سے بولا۔۔۔۔؟؟؟

اگر وہ نہ مانیں تو میں دل سے ان کے فیصلے کو قبول کر لوں گی۔

رامین مسکراتے ہوئے بولی۔

رامین کو مسکراتے دیکھ اس کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

آپ چہرہ کیوں چھپاتے ہیں مجھ سے۔رامین نے سوال کر ڈالا۔

کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے چہرے کو اس وقت دیکھو جب میرا تم پر پورا حق ہو۔

تب تک کے لیے یہ راز میں ہی رہنے دو۔

خدا حافظ۔ایک نظر رامین پر ڈالتے وہ کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔

اور رامین وہی لیٹ گئی۔اس نے کھڑکی بند نہی کی۔جانتی تھی اب نہی آئے گا واپس۔

احتشام گھر جاکر فریش ہونے چلا گیا۔تیار ہو کر نیچے ناشتہ کرنے چلا گیا۔

وہ سب کے ساتھ بیٹھے ہوئے بھی ان سب سے بہت دور کھویا ہوا تھا۔

اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو چکی تھی۔

صلہ کے الفاظ اس کے دماغ میں رقص کر رہے تھے۔

میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔

مجھ سے نکاح کر لیں۔پھر تو کوئی مسلہ نہی ہو گا۔میں آپ کی بیوی بن جاوں گی۔

وہ کتنی ہی دیر اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھامے بیٹھا رہا۔

ناشتہ کرنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آ گیا۔

بھائی پھوپھو کا فون ہے۔

رانیہ نے فون اس کی طرف بڑھایا۔

اپنا فون وہ ٹیبل پر ہی بھول آیا تھا۔

بے دلی سے رانیہ سے فون لیا۔اور کان سے لگا لیا۔

اسلام و علیکم۔۔۔

exponovels

پھوپھو کیسی ہیں آپ۔۔۔؟؟

میں ٹھیک ہوں۔احتسام تم کیسے ہو۔؟؟

میں بھی ٹھیک ہوں۔الحمدللہ

آپ کی دعاوں سے۔

اللہ پاک تمہیں سلامت رکھے میرے بیٹے۔پھوپھو نے اسے دعا دی۔

میں نے یہی پوچھنے کے لیے فون کیا تھا۔کہ کب کی ڈیٹ رکھنی ہے پھر شادی کی۔

اب بھائی کے بعد تم ہی تو بڑے ہو گھر کے۔

اب ساری باتیں تم سے ہی تو کرنی ہیں۔

ہانیہ اور شاذر کا رشتہ تو بھائی صاحب نے اپنی زندگی میں طے کیا تھا۔

ان کو اس دنیا سے گئے کافی عرصہ ہو گیا ہے۔

ویسے تو ایسے ہی لگتا ہے جیسے کل کی بات ہو۔

وقت بہت تیزی سے گزرتا ہے۔

وقت کہاں رکتا ہے۔

پھوپھو افسردہ ہو چکی تھیں۔

جی پھوپھو صحیح کہا آپ نے۔خیر میں جلدی بتاتا ہوں آپ کو۔۔امی سے مشورہ کر لوں پھر۔

اس نے بات کو ٹالنے کی کوشش کی۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے کرلو مشورہ۔

اور بتاو مجھے جلدی۔میں تمہارے فون کا انتظار کروں گی۔

exponovels

خدا حافظ۔۔۔انہوں نے فون بند کر دیا۔

احتسام بھول چکا تھا اس بارے میں۔ پچھلے چند دنوں سے وہ بس صلہ کے بارے میں سوچتا رہا۔

فون اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

آفس پہنچ کر بھی اس کا ذہن وہیں الجھا رہا۔

سارا دن یونہی پریشانی میں گزرا۔

پھوپھو تاریخ دینے کا کہہ رہی تھیں۔

اور اس کے پاس تو پیسے ہی نہی تھے۔

اب کیا جواب دیتا پھوپھو کو۔

اب کیا بتاوں پھوپھو کو۔

پیسے نہی ہے میرے پاس۔

اگر انہوں نے رشتہ توڑ دیا۔۔تو۔۔؟؟

نہیں۔۔۔ایسا نہی ہونے دوں گا میں۔

کل پھر سے بات کر کے دیکھتا ہوں باس سے۔

شاید کوئی حل نکل آئے۔

یونہی سوچوں میں ڈوبا وہ گھر پہنچا۔

اپنے کمرے میں جا کر پریشان سا بیڈ پر بیٹھ گیا۔

ابھی بیٹھا ہی تھا کہ امی آ گئیں۔

احتسام بیٹا تمہاری پھوپھو صبح سے کال کر رہی ہیں۔

exponovels

پوچھ رہی ہیں کیا فیصلہ کیا احتسام نے۔

بیٹا کیا بنا تم نے بات کی اپنے باس سے۔لون کے بارے میں۔۔؟؟؟؟

جی امی میں نے کی تھی بات۔۔۔مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔

مگر امی آپ فکر مت کریں۔

میں کل دوبارہ بات کروں گا ان سے۔

امید ہے وہ مان جائیں گے۔

آپ فکر مت کریں۔میں ہوں نہ۔۔سب سنبھال لوں گا۔

ٹھیک ہے بیٹا۔۔وہ مسکراتے ہوئے کمرے سے نکل گئیں۔

احتسام نے ان کو تسلی تو دے دی تھی۔

مگر خود بھی نہی جانتا تھا کہ کل کیا ہو گا۔

دروازہ ناک ہوا۔۔وہ الماری سے کپڑے نکال رہا تھا۔

کم ان۔۔۔تم دونوں کو کب سے ضرورت پڑ گئی بھائی کے کمرے میں آنے سے پہلے دروازہ ناک کرنے کی۔

احتسام پلٹا۔۔اور اس کی مسکراہٹ ایک پل میں غائب ہوئی۔

رامین اس کے جانے کے بعد باقی کی رات سو نہ سکی۔

اسے عجیب سی بے چینی نے آن گھیرا تھا۔

پتہ نہی کیوں اسے ڈر سا لگ رہا تھا۔کہ واقعی ہی پرنس مجھ سے محبت کرتا ہے۔

یا پھر میرے ساتھ کوئی گیم کھیل رہا ہے وہ۔

exponovels

ساری رات یونہی سوچتے ہوئے گزری اس کی۔

سمجھ میں نہی آرہا کس کو بتاوں یہ سب۔

ایسا کوئی بھی نہی جس سے اس بات کو شئیر کر سکوں میں۔

افففف۔۔۔کس مصیبت میں پڑ گئی ہوں میں۔

یہ تو وہی ہوا۔۔۔آسمان سے گرا۔کھجور میں اٹکا۔

اذان کی آواز کانوں میں پڑی تو رامین وضو کرنے چلی گئی۔

نماز پڑھنے کے بعد نیچے چلی گئی۔

ناشتہ کیا۔اور واپس اوپر آگئی۔

تیار ہو کر نیچے گئی۔تو ثوبیہ آچکی تھی۔

ثوبیہ کے ساتھ باہر گئی۔تو اسد نہی آیا تھا آج۔

رامین کو حیرانگی ہوئی۔

اسد نہی آیا۔۔؟؟؟

اس نے پوچھ ہی لیا۔ثوبیہ سے۔

اچھا ہوا نہی آیا۔بہت تنگ کرتا ہے مجھے روز

۔ابا کے ساتھ گیا ہے۔دوسرے شہر۔کچھ پتہ نہی کب آئے۔

شاید ابا اس کو نوکری دلا دیں وہاں۔ثوبیہ مسکراتے ہوئے بتا رہی تھی۔

یا پھر ہو سکتا ہے ایک مہینے بعد ہی واپس آجائے وہاں سے۔۔۔کیونکہ نوکری پر ایک مہینے سے زیادہ نہی ٹکنے والا

وہ۔۔۔

exponovels

دیکھ لینا تم۔۔۔

ثوبیہ بولی جارہی تھی۔ مگر رامین کا ذہن تو کہیں اور ہی الجھ کر رہ گیا تھا۔

ایک مہینے کے لیے ملک سے باہر جارہا ہوں۔ سوچا جانے سے پہلے تمہیں مل لوں۔

اسد بھی ایک مہینے بعد واپس آئے گا۔

کہی اسد ہی پرنس تو نہی۔۔۔رامین حیران رہ گئی۔

اور پرنس نے کہا تھا کہ وہ مجھے کئی مہینوں سے جانتا ہے۔

اور اس دن جب وہ دونوں لڑکے مجھ سے معافی مانگ رہے تھے۔

اس دن اسد بھی وہیں پر تھا۔۔۔

نہی۔۔۔یہ سب اتفاق نہی ہو سکتا۔

اس کا مطلب اسد ہی پرنس ہے۔

اسی لیے مجھ سے چہرہ چھپاتا ہے۔

یہ تم نے ٹھیک نہی کیا اسد۔۔واپس آجاو ایک بار پھر تم سے نپٹتی ہوں۔ تم نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے۔

رامین الجھنوں میں ڈوبی سکول میں داخل ہو گئی۔

رامین دن بھر انہی الجھنوں میں گم رہی۔

بچوں کو پڑھانے میں بھی اس کا دل نہی لگ رہا تھا۔

مگر کیا کرتی مجبوری جو ٹھہری۔

دن بھر بچوں کو پڑھاتی رہی۔

exponovels

گھر پہنچی تو امی پہلے سے ہی کھانے کا ٹفن تیار کیے بیٹھی تھی۔

رامین کچھ دیر کے لیے بیٹھ گئی۔

اماں مجھے سانس تو لینے دیں۔

بہت تھکی ہوئی ہوں میں۔

دن بھر بچوں کو پڑھانا کوئی آسان کام نہی ہے۔

میں سمجھتی تھی بہت آسان کام ہوتا ہے سکول کے بچوں کو پڑھانا۔

مگر ایسا بلکل بھی نہی ہے۔

سکول کے بچوں کو پڑھانے میں اور ٹیوشن کے بچوں کو پڑھانے میں بہت فرق ہے۔

بہت ہی نہی اماں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ٹیوشن کے بچوں کو پڑھاتے ہوئے آپ آرام سے بیٹھ سکتے ہیں۔

ساتھ ساتھ گھر کے دوسرے کام بھی نپٹا سکتے ہیں۔

مگر سکول میں آپ بیٹھنے کا سوچیں بھی مت۔

دن بھر بس وائٹ بورڈ پر ہاتھ چلاتے رہنا ہے۔

اور ساتھ ساتھ زور سے گلا بھی پھاڑنا ہوتا ہے۔

اور اگر چند پل کے لیے کرسی پر بیٹھ بھی جاو۔

تو مانو جیسے قیامت ہی آجاتی ہے۔

فوراً سے میڈم صاحبہ آجاتی ہیں کلاس روم میں۔

ٹیچر کی کلاس لینے۔

exponovels

سر پر کیمرہ جو لگا ہوتا ہے ہر ٹیچر کے۔

اور میڈم صاحبہ مانیٹر پر دیکھ رہی ہوتی ہیں سب کچھ۔

اِدھر زرا سا ٹیچر بیٹھتی ہے سانس لینے کو۔

اُدھر سر پر میڈم صاحبہ پہنچ جاتی ہیں۔

ان کا بھی قصور نہی اماں۔۔ان کو اسی کام کے لیے تو رکھا جاتا ہے۔

اور اسی کام کے پیسے دیئے جاتے ہیں ان کو۔

ٹیچرز بچوں کی کلاس لیتی ہیں۔اور میڈم ٹیچرز کی۔

رامین جھنجلاتے ہوئے بول رہی تھی۔

پتہ نہی کیوں وہ چڑچڑی سی ہو رہی تھی۔

رامین بیٹا اگر تم نہی جاسکتی تو کوئی بات نہی بیٹا میں خود چلی جاتی ہوں کھانا لے کر۔

تو آرام کر لے میری بچی۔بہت تھک جاتی ہے۔

مجھے نہی پتہ تھا کہ اتنا مشکل کام ہے سکول کے بچوں کو پڑھانا۔

اماں کی بات پر رامین چونکی۔۔۔

ننہیں اماں۔۔۔میں لے جاوں گی کھانا ابا کے لیے۔

میں بس ایسے ہی بول رہی تھی یہ سب۔

رامین کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

اماں آپ کی طبیعت پہلے ٹھیک نہی رہتی۔

زیادہ چلو گی تو پھر سے ٹانگیں درد ہو گی۔

exponovels

فکر مت کرو میں جاتی ہوں۔

رامین اپنی چادر ٹھیک کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

کھانے والا شاپر اٹھایا۔اور باہر کی طرف چل پڑی۔

اماں اس کے جاتے ہی آنسو بہانے لگیں۔میری بہادر بیٹی۔

اللہ تمہیں ثابت قدم رکھے ہمیشہ۔بوڑھے ماں باپ کا سہارا تم ہی ہو اب۔

رامین تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے جارہی تھی۔

آسمان پر بادل چھائے تھے۔

مگر گرمی کی شدت میں کوئی کمی نہی تھی۔

گرم ہوائیں چل رہیں تھیں۔

لگتا ہے آج بارش ہو گی۔

رامین بادلوں پر نظر ڈالتے ہوئے سوچتی چلی جارہی تھی۔

کاش کے آج مجھے وہ دونوں لڑکے مل جائیں۔

ان سے مجھے پتہ چل سکتا ہے۔پرنس کے بارے میں۔

انہوں نے کیا کہا تھا۔۔؟

اگر ہمیں پتہ ہوتا کہ آپ پرنس بھائی کی رشتہ دار ہیں تو ہم کبھی آپ کو تنگ نہی کرتے۔

اس کا مطلب ہے کہ وہ پرنس کو جانتے ہیں۔

اور جانتے ہیں تو یقیناً دیکھا بھی ہو گا اس کو۔

وہی بتا سکتے ہیں۔کہ پرنس ہی اسد ہے۔

For more visit (exponovels.com)

رامین دعائیں کرتے چلی جارہی تھی۔ کہ ان دونوں سے ملاقات ہو جائے۔

مگر ایسا نہی ہو سکا۔

وہ دونوں اسے کہیں نظر نہی آئے۔

وہ سر جھٹکتی فیکٹری کی طرف بڑھ گئی۔

وہ فیکٹری پہنچی۔ ابھی گیٹ کھولا ہی تھا۔ کہ گیٹ کسی کے منہ پر لگا۔

اور اس کے ہاتھ سے فون چھوٹ کر زمین پر جا گرا۔

رامین کے تو ہاتھ پاوں پھولنے لگے۔

رامین بے ساختہ بول اٹھی۔۔ آئی ایم۔۔۔ سسسوررری۔

سامنے ایک نوجوان۔۔۔ بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس۔۔ آنکھوں پر سن گلاسز لگائے۔۔ اپنی ناک پر ہاتھ رکھے ایک دم پیچھے ہٹا۔

اور جیسے ہی اس کی نظر زمین پر گرے اپنے فون پر پڑی۔

وہ رامین کی طرف بڑھا۔

اس کی آنکھوں پر سن گلاسز ہونے کے باوجود بھی رامین اس کا غصہ محسوس کر سکتی تھی۔

رحیم چچا بھاگتے ہوئے آئے۔ وہ شاید کسی کام سے اپنے کوارٹر میں گئے ہوئے تھے۔

کیا ہوا صاحب جی۔۔۔ جب اس نے رامین کو بت بنے کھڑی دیکھا تو جلدی سے آگے بڑھے۔

رامین نے فون اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا۔

اس نے ایک نظر اپنے فون پر اور دوسری رامین پر ڈالی۔

فون کی سکرین پر پڑیں دراڑوں پر جب رامین کی نظر پڑی تو وہ گھبرا گئی۔

exponovels

وہ میں نے جان بوجھ کر نہی کیا۔

مجھے نہی پتہ تھا کہ آپ دروازے کے پاس کھڑے ہیں۔

آئی ایم سوری۔۔۔رامین پھر سے شرمندہ ہوتے ہوئے بولی۔

اٹس اوکے۔۔اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔اور اس نے رامین کے ہاتھ سے فون لے لیا۔

اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھا تو رامین جلدی سے رحیم چچا کی طرف بڑھی۔

ان کو کھانے کا شاپر تھمایا اور تیزی سے فیکٹری سے باہر نکل گئی۔

رامین حیران تھی اس کے مسکرانے پر۔

عجیب شخص تھا۔پہلے مجھے غصے سے گھور رہا تھا۔

اور بعد میں خود ہی مسکرا دیا۔

وہ ابھی تک وہی کھڑے مسکرا رہا تھا۔

اپنے ٹوٹے فون کو ہاتھ میں تھامے وہ کہیں کھو سا گیا تھا۔

صاحب جی یہ صدیق احمد کی بیٹی ہے۔روز کھانا دینے آتی ہے اپنے ابا کے لیے۔

اس کی طرف سے میں معافی مانگتا ہوں۔اس نے آپ کو آتے دیکھا نہی ہو گا۔

ورنہ وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔کبھی کسی کا برا نہی سوچتی۔

میں نے پوچھا کیا آپ سے۔۔۔؟؟؟

وہ رحیم کی باتوں سے بیزار ہوتے ہوئے پلٹا۔

کہاں تھے آپ۔۔؟؟

آپ کو پتہ ہے کہ آپ ڈیوٹی پر ہیں۔

exponovels

پھر بھی آپ گیٹ چھوڑ کر اپنے کوارٹر میں آرام فرما رہے تھے۔

نہی صاحب جی۔۔۔ایسی کوئی بات نہی ہے۔میں اپنا فون کوارٹر میں ہی بھول آیا تھا صبح۔

سوچا جلدی سے جا کر لے آوں۔

اچھا ٹھیک ہے کوئی بات نہی۔میں تو بس اس لیے کہہ رہا تھا کہ حالات ٹھیک نہی ہیں۔

کوئی دشمن گھس آتا اگر فیکٹری میں تو مسلہ بن جاتا۔

اور ڈیڈ کو تو آپ جانتے ہی ہیں۔

انہوں نے ایک منٹ بھی نہی لگانا اور آپ کو نوکری سے فارغ کر دینا ہے۔

آئیندہ دھیان رکھیئے گا۔

میں چلتا ہوں اب۔۔مجھے ضروری کام سے جانا ہے۔

وہ ایک نظر اپنے ٹوٹے فون پر ڈالے۔۔چہرے پر مسکراہٹ سجائے گیٹ سے باہر کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

رحیم چچا نے سکھ کا سانس لیا۔اور اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔

احتسام جیسے ہی پلٹا اس کے چہرے پر ناگواری پھیل گئی۔

چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ پھر سے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

اسی کے گھر میں۔

احتسام ایک دم چونکا۔۔۔!!!

یہ یہاں کیسے آئی۔۔؟

اس نے خود سے ہی سوال کر ڈالا۔

وہ چلتے ہوئے بیڈ پر آ بیٹھی۔

آپ یہاں۔۔؟؟؟

میرے گھر پر۔۔۔؟؟؟

بلکہ میرے کمرے میں۔۔۔؟؟؟

کیا ہے یہ سب۔۔؟؟؟

احتسام غصے سے بولا۔

صلہ مسکراتے ہوئے احتسام کی طرف بڑھی۔

میرے لیے کچھ بھی مشکل نہی ہے۔۔۔ مسٹر احتسام۔

اس کے منہ سے اپنا نام سن کر احتسام کو جھٹکا لگا۔

میرا نام کیسے پتہ چلا آپ کو۔۔؟؟؟

احتسام حیران ہوتے ہوئے بولا۔

احتسام کے سوال پر وہ ہنس دی۔

کمال کرتے ہیں آپ بھی ویسے۔

باہر گھر کے باہر جو بورڈ لگا ہے۔

اس پر آپ ہی کا نام درج ہے نا۔

اس طرح میرے گھر آنے کا مقصد۔۔۔؟؟؟

اس کی بات ختم ہوتے ہی احتسام جلدی سے بول پڑا۔

exponovels

ہممم۔۔۔۔یہ ہوئی نہ بات۔
میں سوچ ہی رہی تھی کہ آپ نے ابھی تک پوچھا نہی۔
اور دیکھو آپ نے پوچھ لیا۔
ہماری سوچ کتنی ملتی ہے۔
خیر میں یہاں اپنے سوال کا جواب لینے آئی ہوں۔
جو سوال صبح میں نے آپ سے کیا تھا۔
اور آپ جواب دیئے بغیر ہی وہاں سے واپس چلے آئے تھے۔
مگر اب میں جواب لیے بغیر یہاں سے جانے والی نہی ہوں۔
وہ واپس بیڈ پر بیٹھ گئی۔
احتسام کو صلہ پر جی بھر کر غصہ آیا۔
میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہی ہے۔
اور اگر میں نے کوئی جواب نہی دیا۔
تو اس کا مطلب میرا جواب نفی میں ہے۔
عقلمند کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔
صلہ احتسام کے جواب پر مسکرا دی۔
ویسے میرے پاس ایک ڈیل ہے تمہارے لیے۔
تم مجھ سے نکاح کر لو۔
اور میں تمہیں ہانیہ کی شادی کے لیے پیسے دے دوں گی۔

For more visit (exponovels.com)

سارا خرچہ اٹھالوں گی میں ہانیہ کی شادی کا۔

بڑے سے بڑا شادی حال۔

جس پر ہانیہ ہاتھ رکھے گی۔

بُک کروادوں گی میں۔

اگر تم مجھ سے نکاح کر لو تو۔۔۔!!!!!!!

احتشام بہت دیر سے ظبط کیے اس کی بات سن رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ صلہ کچھ کہتی۔۔بس اب اور ایک لفظ نہی۔۔وہ چلایا تھا۔

تیزی سے صلہ کی طرف بڑھا۔

اسے بازو سے کھینچتے ہوئے کمرے کے دروازے کے پاس لایا۔

آج کے بعد کبھی میرے گھر میں، میرے کمرے میں یا پھر میرے راستے میں آنے کی کوشش کی تو انجام اچھا نہی ہو گا۔

آخری بار سمجھا رہا ہوں۔

صلہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

مگر اسے کہا پرواہ تھی۔

اس کا دل تو شاید پتھر کا تھا۔

یہ آنسو مجھے پگلا نہی سکتے۔۔۔صلہ کے بہتے آنسو دیکھ کر حقارت بھری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

نفرت ہے مجھے تم سے۔

اور تمہارے ان جھوٹے آنسوؤں سے۔

exponovels

چلی جاو یہاں سے۔۔۔رامین کو دروازے سے باہر لا کھڑا کیا۔اور دروازہ بند کر دیا احتسام نے۔

دروازہ بند کرتے ہی سر دونوں ہاتھوں میں تھامے وہیں دروازے کے پاس بیٹھ گیا۔

کبھی معاف نہی کروں گا میں تمہیں۔۔۔کبھی نہی۔۔۔!!!!!

رامین جب گھر کے پاس پہنچی تو گلی میں عجیب سا شور مچا ہوا تھا۔

سامنے ایک کالے رنگ کی کار کھڑی تھی۔

اور بچے کار کو دیکھ کر بہت متاثر لگ رہے تھے۔

بچے کار کے ارد گرد کھیل رہے تھے۔

یہ گاڑی کس کی ہے۔

ہمارے محلے میں گاڑی تو کسی کے پاس نہی ہے۔

رامین گاڑی کی سائیڈ سے نکلتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

گاڑی کی وجہ سے گزرنے والوں کا راستہ تقریباً بند ہو چکا تھا۔

رامین آگے بڑھی ہی تھی کہ اسے عورتوں کی باتوں کی آواز آئی۔

رامین رک کر ان کی باتیں سننے لگی۔

ارے یہ رانی کے سسرال والوں کی گاڑی ہے۔

بڑے امیر لوگ ہیں۔

لڑکا بھی ساتھ ہی آیا ہے رانی کو دیکھنے۔

ارے چھوڑو بہن دیکھ تو پہلے ہی چکا تھا۔دوسری عورت بولی۔

exponovels

اپنی کسی امیر سہیلی کی شادی پر گئی تھی رانی۔

وہیں نظر پڑ گئی اس لڑکے کی رانی پر۔

آنکھ مٹکا شروع ہو گیا۔

بات فون تک پہنچی۔

اور پھر کیا۔۔۔آ گیا وہ لڑکا ماں باپ کو ساتھ لے کر رانی کا رشتہ مانگنے۔

ارے واہ۔۔۔رانی کی تو قسمت ہی کھل گئی ہے۔

وہ بس نام کی ہی رانی نہی ہے۔

قسمت کی بھی رانی نکلی۔

سنا ہے لڑکا اکلوتی اولاد ہے ماں باپ کی۔

وہ دونوں عورتوں نے اپنی باتیں جاری رکھی۔

وہ گھر کے دروازے کے پاس پردے کے پیچھے کھڑیں بول رہی تھیں۔

رامین سر جھٹکتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔

محلے کی عورتوں کو تو بس کوئی کہانی مل جائے۔

آگے مرچ مصالحے لگا کر پیش کرنا ان کو بہت اچھی طرح آتا ہے۔

کیوں کسی کی بیٹی پر الزام لگاتے ہوئے ڈر نہی لگتا ان لوگوں کو۔

جب کہ ان کے اپنے گھروں میں بھی بیٹیاں ہیں۔

کوئی ان کی بیٹی کے بارے میں بھی بات کر سکتا ہے۔

مگر نہی۔۔ان کو کون سمجھائے۔

exponovels

وہ اپنی ہی پریشانی میں تھی۔

ویسے تو وہ دونوں لڑکے وہاں ہی ہوتے تھے روز۔

مگر آج نہی تھے۔

رامین جھنجلاتے ہوئے گھر پہنیچی۔

سارا راستہ دیکھ لیا اس نے۔

مگر وہ دونوں لڑکے اسے کہیں نظر نہی آئے۔

گھر آئی تو اماں اسی کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔

اماں کو دیکھ کر رامین مسکرا دی۔

اماں کھانا نہی کھایا آپ نے ابھی تک۔

میرے انتظار میں بیٹھی ہیں۔

اماں مسکرا دیں۔

میں نے سوچا ساتھ مل کر کھا لیتے ہیں۔

گلی میں پتہ نہی کس بات کا شور پھیلا ہوا ہے۔

میں نے دیکھا گاڑی کھڑی ہے باہر۔۔

جی اماں۔۔۔رانی کا رشتہ آیا ہے۔

بہت امیر ہیں وہ لوگ۔

وہ کار ان ہی کی ہے۔

اچھا۔۔۔تمھیں کس نے بتایا۔اماں کو حیرت ہوئی۔

exponovels

کسی سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے اماں۔

ہمارے محلے کی عورتیں ہیں نہ بات پھیلانے کے لیے۔

حمیدہ خالہ اور شمیم خالہ باتیں کررہی پردے کی اوٹ میں کھڑیں۔

میرے کانوں نے بھی سن لیں وہ آوازیں۔

رامین مسکرادی۔

چھوڑو نہ اماں آؤ کھانا کھاتے ہیں۔بہت بھوک لگی ہے۔

اماں کسی سوچ میں گم ہو چکی تھیں۔رامین نے آواز دی تو کھانا لینے چلی گئیں۔

وہ کھانا لینے گئیں تو رامین بھی ہاتھ منہ دھونے چلی گئی۔

رامین نے شیشے میں اپنا چہرہ دیکھا۔

ایسا تو کچھ نہی میرے چہرے پر۔

تو پھر وہ کیوں مسکرا رہا تھا۔

رامین کو وہ فیکٹری والا لڑکا یاد آیا۔جس سے وہ ٹکرائی تھی۔

عجیب انسان تھا۔

پچھلے کئی دنوں سے میں عجیب غریب انسانوں سے سامنہ کررہی ہوں۔

پہلے وہ دونوں لڑکے۔

پھر نقاب پوش۔۔۔عرف پرنس۔

پھر اسد۔۔

اور اب یہ پتہ نہی کونسی مخلوق تھی۔فون ٹوٹنے پر غصہ کرنے کی بجائے مسکرا رہا تھا۔

exponovels

افففففف۔۔رامین جھنجلا گئی۔

جلدی سے پانی کے چھینٹے مارے منہ پر۔اور کھانا کھانے چلی گئی۔

رامین کی آنکھ کھلی تو بجے آ چکے تھے۔

وہ اٹھی۔منہ ہاتھ دھو کر نیچے چلی آئی۔

اماں کپڑے سلائی کر رہی تھیں۔اماں یا تو گھر کے کاموں میں لگی رہتیں۔

یا پھر کپڑے سلائی کرنے میں۔

رامین ان کو کتنی دفعہ منع کر چکی تھی۔

کہ اماں نہ کیا کرو گھر کے کام۔

میں خود سنبھال لوں گی سب کچھ۔

آپ کی طبیعت ٹھیک نہی رہتی۔

آرام سے بیٹھ جایا کرو آپ۔

کام میں دیکھ لوں گی۔

مگر وہ رامین کی بات کبھی نہی سنتیں۔

کہتی اگر میں بیٹھ گئی چارپائی پر۔

تو پھر اٹھ نہی سکوں گی۔

کام کرتی رہتی ہوں تو ٹھیک رہتی ہوں۔

اگر بلکل کام کرنا چھوڑ دیا۔تو اور زیادہ بیمار ہو جاوں گی۔

exponovels

اسی لیے تم چپ کر کے بیٹھو۔

مجھے ٹوکا نہ کرو کام کرنے سے۔

میں چارپائی پر بیٹھ کر بیمار نہی ہونا چاہتی۔

چارپائی پر بیٹھ کر بیمار ہو گئی تو مریضہ بن جاوں گی۔

حسبِ عادت وہ اب بھی کام میں ہی لگی تھیں۔

رامین بچوں کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

ان کو پڑھانے میں مصروف ہو گئی۔

تب ہی دروازہ ناک ہوا۔

رامین دروازے کی طرف بڑھی۔

دروازے پر ایک بچہ کھڑا تھا۔

اور اس کے ہاتھ میں ایک گفٹ پیک تھا۔

رامین ناسمجھی سے اس بچے کی طرف دیکھنے لگی۔

بچے نے وہ گفٹ رامین کی طرف بڑھا دیا۔

یہ کس لیے بیٹا۔

شاید آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔

آپ کسی اور کا گفٹ مجھے دے رہے ہو۔

نہی آپی یہ آپ کے لیے ہی ہے۔

میرے لیے۔۔۔ کس نے بھیجا ہے یہ۔۔؟؟؟

exponovels

رامین کو حیرت ہوئی۔

مجھے کون گفٹ بھیج سکتا ہے۔

وہ انکل نے کہا ہے آپ کو دینے کو۔بچہ دوسری طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

رامین نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہی فیکٹری والا لڑکا کھڑا تھا۔

چہرے پر سن گلاسز لگائے۔

بال سلیقے سے خوبصورت سٹائل سے سیٹ کیے ہوئے۔

وائٹ شرٹ،اور بلیک جینز پہنے۔

رامین کو دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔اور ہاتھ ہلایا۔

رامین جلدی سے پیچھے ہٹی۔

اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو چکی تھی۔

وہ ڈر گئی۔

اگر کسی نے اس کو ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا تو۔

یہ احساس ہی رامین کے لیے بہت خوفناک تھا۔

رامین نے بچے کی طرف دیکھا۔

اور گفٹ اس کی طرف بڑھایا۔

بیٹا یہ آپ واپس لے جاو۔

اور ان انکل کو دے دو۔

ان سے کہو مجھے نہی چاہیے یہ۔

exponovels

بچہ رامین کی بات سنتے ہی فوراً وہاں سے بھاگ گیا۔

رامین سمجھ نہ سکی۔اب کیا کرے۔

اندر جاتی تو اماں گفٹ دیکھ لیتی۔

اماں کو کیا جواب دوں گی میں۔

اور اگر باہر جاتی تو کوئی محلے والا دیکھ لیتا۔

اور پھر پورے محلے میں بات پھیل جاتی۔

کہ صدیق احمد کی بیٹی کو ایک لڑکا گفٹ دینے آیا تھا۔

ابا کی بدنامی۔۔۔نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔

رامین نے خود کو سنبھالا۔

اور گفٹ ڈوپٹے کے نیچے چھپا لیا۔

اور اندر کی طرف بڑھی۔

دروازہ بند کر کے پلٹی ہی تھی کہ اماں بول پڑیں۔

کون تھا رامین۔۔۔اتنی دیر سے کس سے باتیں کر رہی تھی تم۔۔؟؟

کککوئی نہیں اماں۔۔۔ایک آنٹی تھیں۔

وہ شیمپو بیچنے آئی تھیں۔

مجھے بار بار شیمپو خریدنے پر آمادہ کر رہی تھیں۔

میں نے نہیں لیا۔

آپ تو جانتی ہی ہیں۔

exponovels

یہ چیزیں اصلی نہی ہوتیں۔

نکلی سامان بیچ کر یہ کمپنیاں دوسروں کا نقصان کرتی ہیں۔

صرف اپنے بینک اکاونٹ کرنے کے لیے۔

بیچارے ورکرز کو تھوڑی سی کمیشن کا لالچ دے کر۔

دن بھر تھکنے کے لیے بھیج دیتے ہیں یہ لوگ۔

اللہ ہی پوچھے ایسے لوگوں کو۔اماں بس اتنا بول کر کام میں مصروف ہو گئیں۔

رامین کا چہرہ پسینے سے شرابور ہو چکا تھا ڈر کی سے۔

اس نے شکر ادا کیا۔

اماں کی نظر نہی پڑی اس کے ڈوپٹے کے نیچے والے ہاتھ پر۔

رامین وہاں سے اٹھ کر اوپر کمرے میں چلی آئی۔

اور وہ گفٹ جلدی سے الماری میں رکھ دیا۔

کھڑکی سے زرا سا پردہ ہٹایا۔

تو وہ حیران رہ گئی۔

وہ ابھی تک وہیں کھڑا تھا۔

رامین کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

یہ ابھی تک یہی ہے۔

کیا چاہتا ہے یہ۔

رامین ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ اس نے رامین کی طرف دیکھا۔

exponovels

مسکرا کر بائیک کی طرف بڑھ گیا۔

بائیک سٹارٹ کی۔

اور ایک نظر پلٹ کر رامین پر ڈالتے ہوئے بائیک آگے بڑھا دی۔

رامین نے جلدی سے پردہ آگے کیا۔

اور اپنا سانس بحال کرنے لگی۔

یہ بائیک کہیں دیکھی ہے میں نے۔

رامین اپنے ذہن پر زور ڈال کر یاد کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

کہ کہاں دیکھی ہے اس نے یہ بائیک۔

مگر اسے کچھ یاد نہی آ سکا۔

وہ نیچے کی طرف بڑھ گئی۔

بچوں نے شور مچا رکھا تھا۔

رامین بچوں کو پڑھانے لگی۔

مگر اس کا ذہن وہیں اسی بائیک پر اٹکا ہوا تھا۔

اس گفٹ باکس میں کیا ہے۔

رامین بہت پریشان ہو چکی تھی۔

سمجھ نہی پا رہی تھی کہ کیا کرے۔

اسے گھر کا کیسے پتہ چلا۔

کہیں اس نے میرا پیچھا تو نہی کیا۔

exponovels

افففففف لگتا ہے میں پاگل ہو جاوں گی۔

پہلے وہ نقاب پوش کم تھا۔اور اسد۔۔

اب یہ بھی آگیا۔

بس اسی کی کمی تھی۔

رامین جھنجلاتے ہوئے بچوں کو پڑھانے لگی۔

پھر اسے کپڑے بھی سلائی کرنے تھے۔

صلہ وہیں احتسام کے کمرے کے دروازے کے پاس کھڑی آنسو بہاتی رہی۔

آخر ایسی بھی کیا بے رخی۔

کیوں میرے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہو تم۔

صلہ دروازہ کے پاس کھڑی آنسو بہاتے ایسے سوچ رہی تھی۔

جیسے احتسام سامنے ہو۔

چند پل بند دروازے کو دیکھتی رہی۔

اور پھر واپسی کے لیے پلٹ گئی۔

واپس مڑی تو سامنے رانیہ کھڑی تھی۔

کیا ہوا آپ رو کیوں رہی ہیں؟؟

رانیہ جلدی سے صلہ کی طرف بڑھی۔

کچھ نہی میں ٹھیک ہوں۔

exponovels

شاید آنکھ میں کچھ چلا گیا ہے۔

آنکھوں سے پانی نکل رہا ہے اور کچھ نہی۔

صلہ مسکراتے ہوئے بولی۔

رانیہ بھی پھیکا سا مسکرا دی۔

بھائی سے ملاقات ہوئی آپ کی؟؟

رانیہ احتسام کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتے ہوئے بولی۔

احتسام نے دروازہ بند کیا ہے۔

شاید بزی ہو گا۔

میں پھر کسی دن مل لوں گی۔

میں ڈسٹرب نہی کرنا چاہتی اس کو۔

صلہ نے جھوٹ بولا۔

نہی بھائی ڈسٹرب نہی ہو گے۔

میں دروازہ ناک کرتی ہوں۔

رانیہ دروازے کی طرف بڑھی۔

صلہ جلدی سے اس کے سامنے آ گئی۔

ننننہیی رانیہ میں پھر کبھی مل لوں گی۔

احتسام ابھی آیا ہے آفس سے۔

تھکا ہو گا۔

exponovels

اس کو آرام کرنے دو۔

میں پھر کبھی مل لوں گی۔

ابھی مجھے جانا ہے گھر۔

گھر والے انتظار کر رہے ہو گے میرا۔

بہت دیر ہو چکی ہے پہلے ہی۔

صلہ فون پر ٹائم دیکھتے ہوئے بولی۔

آو مجھے چھوڑ دو دروازے تک۔

رانیہ سر ہلاتے ہوئے صلہ کے ساتھ چل پڑی۔

اتنا تو وہ جان گئی تھی کہ دونوں کے درمیان تعلقات اچھے نہی ہیں۔

صلہ رو رہی تھی۔

ضرور صلہ احتسام بھائی کے کمرے میں گئی ہو گی۔

اور احتسام بھائی نے ڈانٹ دیا ہو گا۔

اسی لیے رو رہی تھی۔

کوئی تو بات ہے ان دونوں کے درمیان۔

جو یہ دونوں مجھ سے چھپا رہے ہیں۔

صلہ تو کہہ رہی تھی کہ احتسام بھائی اور وہ جانتے ہیں ایک دوسرے کو۔

ساتھ پڑھتے رہے ہیں۔

تو پھر ایسا کیا ہوا ان دونوں کے درمیان۔

exponovels

جو احتشام بھائی بہت نفرت کرتے ہیں صلہ سے۔

اس دن بھی جب میں نے صلہ کا ذکر کیا بھائی سے تو وہ بہت غصہ ہو گئے تھے۔

لیکن میں پتہ لگا کر رہوں گی۔

رانیہ نے خود سے ہی وعدہ کیا۔

تھینکس رانیہ تم نے میری بہت ہیلپ کی۔

صلہ رانیہ کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔

رانیہ مسکرا دی۔

اس میں تھینکس والی کون سی بات ہے۔

آپ میری بھی تو دوست ہیں۔

اس سے پہلے جب ہم ملے تھے۔

تب میں نہی جانتی تھی۔ کہ آپ احتشام بھائی کو جانتی ہیں۔

بھائی سے ملاقات نہی ہو سکی آپ کی۔

خیر اب تو آپ آتی رہیں گی ناں۔

بھائی سے پھر کبھی ملاقات ہو جائے گی۔

ہاں ضرور۔۔۔۔صلہ سوچوں میں ڈوبی بولی۔

چلتی ہوں۔ خدا حافظ۔

صلہ گیٹ کھولتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

اور رانیہ دروازہ بند کرنے کے بعد اندر واپس آ گئی۔

exponovels

رانیہ اندر آئی تو احتسام اسے سیڑھیوں کے پاس کھڑا نظر آیا۔

رانیہ ڈر گئی۔احتسام کی حالت دیکھ کر۔

بھائی کیا ہوا آپ کو۔۔۔؟؟

آپ کی آنکھیں اتنی سرخ کیوں ہو رہی ہیں۔؟؟

احتسام نے ہاتھ کے اشارے سے رانیہ کو چپ ہونے کو کہا۔

رانیہ میرے کمرے میں آو۔۔بس اتنا بول کر اوپر چلا گیا۔

رانیہ جانتی تھی وہ یہی پوچھیں گے۔کہ صلہ یہاں کیسے آئی۔

رانیہ احتسام کے کمرے میں گئی۔تو وہ کھڑکی کے پاس سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

دروازہ بند کرو۔مڑے بغیر ہی بولا۔

رانیہ نے جلدی سے دروازہ بند کیا۔

رانیہ نے دروازہ بند کیا۔تو احتسام اس کی طرف پلٹا۔

یہ لڑکی یہاں کیسے آئی رانیہ؟؟

رانیہ کچھ نہی بولی۔بس چپ چاپ کھڑی اپنے ہاتھوں کو دیکھے جا رہی تھی۔

رانیہ۔۔کچھ پوچھا ہے میں نے تم سے۔۔۔؟؟

اب کی بار احتسام کی آواز زرا اونچی تھی۔

رانیہ غصے سے واقف تھی۔احتسام کے۔

اسی لیے اب اسے بتانا ہی پڑنا تھا۔

بھائی وہ صلہ ہے۔

exponovels

دوپہر کو ہمارے گھر کے سامنے اس کی گاڑی خراب ہو گئی تھی۔

اس نے ہمارے گھر کی بیل بجائی۔

تو امی نے دروازہ کھولا۔

اس نے کچھ دیر بیٹھنے کی اجازت چاہی۔

تب ہی میں بھی وہاں آ گئی۔

میں نے امی سے کہہ دیا کہ میں جانتی ہوں ان کو۔

تو میرے کہنے پر امی اسے اندر لے آئیں۔

آپ کی تصویر جب دیکھی اس نے تو بولی کہ یہ تو میرے کلاس فیلو تھے۔

ان کی تصویر یہاں کیسے۔

تمہارے کیا لگتے ہیں۔ یہ رانیہ۔

میں نے پوچھ لیا آپ کب سے جانتی ہیں احتشام بھائی کو۔

تو وہ مسکرا دی۔ اور بولی ہم دونوں ساتھ پڑھتے رہے ہیں۔

وہ آپ سے ملنا چاہتی تھی۔ جب آپ آفس سے آئے تھے۔

تب وہ اوپر آئی تھی۔ آپ سے ملنے۔

مگر آپ کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔

تو وہ واپس چلی گئی۔

ان کی گاڑی تو بہت دیر پہلے ٹھیک ہو چکی تھی۔

آپ ہی کا انتظار کر رہی تھی وہ۔

exponovels

اور آپ کا دروازہ بند تھا۔

آپ دسٹرب نہ ہو۔

اسی لیے ملے بغیر ہی واپس چلی گئی۔

بس اتنی سی بات تھی بھائی۔رانیہ خاموش ہوگئی۔احتسام کے جواب کا انتظار کرنے لگی۔

رانیہ ایک بات میری اچھی طرح سمجھ لو آج۔

میں اس لڑکی کو نہی جانتا۔

ساتھ پڑھتے تھے۔سو تھے۔

یونیورسٹی کے بعد سارے فرینڈز سے رابطہ ختم کر دیا میں نے۔

اب میں کسی کو نہی جانتا۔

میری اپنی زندگی میں بہت مصروفیات ہیں۔

دوستوں کے لیے ٹائم نہی ہے میرے پاس۔

میں تمہارے ساتھ سختی سے نہی پیش آنا چاہتا۔اسی لیے پیار سے سمجھا رہا ہوں۔

آئیندہ وہ لڑکی مجھے یہاں نظر نہ آئے۔

اب تم جاسکتی ہوں۔

جی بھائی۔مگر وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔آپ کس شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے اس کے بارے میں۔

احتسام نے اسے گھورا۔تو وہ کمرے سے نکل گئی۔

ہاں سہی کہا۔وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔مگر میں ہی اس کے لائق نہی تھا۔

احتسام کو کہیں دور سے اپنی آواز سنائی دی۔

exponovels

رامین کے ابا گھر آئے تو آج وہ پہلے کی نسبت پریشان لگ رہے تھے۔

اور ان کی پریشانی رامین اچھی طرح جانتی تھی۔

مالک مکان پھر سے کرایہ وصول کرنے آنے والا تھا۔

اور ابا کو ایڈوانس نہی مل رہا ہو گا۔

رامین کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے میں چلی گئی۔

رامین کے جانے کے بعد رامین کی اماں ابا دونوں باتوں میں مصروف ہو گئے۔

رامین کے ابا جانتے ہیں۔

آج محلے میں کیا ہوا۔۔؟؟

کیا ہوا وہ پریشانی سے بولے۔۔؟؟

رانی کے لیے بہت بڑے گھر کا رشتہ آیا ہے۔

بہت امیر لوگ ہیں وہ۔

گاڑی میں آئے تھے۔رانی کا ہاتھ مانگنے۔

اور ان کی گاڑی اتنی بڑی تھی کہ کیا بتاوں۔

پوری گلی کا راستہ رکا ہوا تھا۔اس گاڑی کی وجہ سے۔

رانی کی تو قسمت ہی کھل گئی۔

ہاں سہی کہہ رہی ہو۔اللہ ایسی قسمت سب کو دے۔

ہماری رانیہ کی بھی شادی کسی بڑے گھر میں ہو۔اس کے شوہر کے پاس بھی بڑی گاڑی ہو۔بڑا گھر ہو۔

exponovels

وہ دونوں خیالوں کی دنیا میں گم ہو گئے۔

رامین اوپر چھت پر کھڑی سب سن رہی تھی۔ مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

سب کی قسمت ایک جیسی تھوڑی ہوتی ہے۔

اماں ابا کو بھی پتہ نہی کیا ہو گیا۔

سب کو اپنے نصیب کا ملتا ہے۔

کسی کو زیادہ تو کسی کو کم۔

مگر ہم انسان تو بس پیسے کی تمنا کرتے ہیں۔

اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

اللہ جس حال میں بھی رکھے۔

رامین وضو کر کے آئی۔

الماری میں سے جائے نماز نکالی۔ تو اس کی نظر اس گفٹ ہر پڑی۔

رامین نے وہ گفٹ ابھی تک نہی کھولا تھا۔

اور نہ ہی وہ کھولنا چاہتی تھی۔

رامین نے الماری بند کر دی۔

یہ گفٹ میں صبح واپس کر دوں گی۔

اگلے دن رامین جب سکول سے آئی تو جلدی سے کھانا لے کر چل پڑی۔

وہ آج پہلے ہی لیٹ ہو چکی تھی سکول سے۔

جلدی میں اسے گفٹ لے کر جانا یاد ہی نہی رہا۔

exponovels

آج بھی رامین سارے راستے ان دو لڑکوں کو تلاش کرتی گئی۔

تاکہ ان سے پرنس کے بارے میں معلومات لے سکے۔

مگر وہ دونوں آج بھی کہی نظر نہ آئے اسے۔

رامین فیکٹری پہنچی تو دروازہ کھولتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔

حسبِ عادت رحیم چچا کو سلام کیا۔

اور کھانا ان کی طرف بڑھا دیا۔

تب ہی ان کے پاس پڑا فون بجا۔

انہوں نے جلدی سے فون اٹھالیا۔جی سر۔

جی سر۔۔۔بس اتنا کہہ کر فون بند کر دیا۔

رامین ابھی تک کھانے کا شاپر لیے کھڑی تھی۔رحیم چچا فون میں مصروف ہو گئے تھے۔

رامین بیٹا۔صاحب جی نے بلایا ہے تمہیں۔

وہ سامنے جو کمرہ ہے نہ شیشے کے دروازے والا۔

وہاں چلی جاو۔

رحیم چچا نے جیسے بم پھوڑا رامین کے سر پر۔

لیکن مجھے کیوں بلایا انہوں نے۔۔۔؟؟؟

رامین گھبراتے ہوئے بولی۔

کچھ نہی کہتے بیٹا۔وہ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تم سے۔

تم چلی جاو۔ورنہ وہ خود باہر آجائیں گے۔اور مجھ پر غصہ کریں گے۔

exponovels

رامین سر ہلاتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

پھر اسے یاد آیا وہ گفٹ۔

گفٹ تو میں گھر بھول گئی۔اگر ساتھ لے آتی تو ابھی واپس کر دیتی اس کو۔

رامین نے دروازہ ناک کیا۔

کم ان۔۔ایک مسحور کن آواز رامین کے کانوں میں پڑی۔

رامین کمرے میں داخل ہو گئی۔

کمرے میں داخل ہوئی تو اسے ٹھنڈک کا احساس ہوا۔

یہ کمرہ تو بہت ٹھنڈا ہے۔

رامین آگے بڑھی تو وہ بلیک پینٹ کوٹ پہنے کرسی کا رخ دیوار کی طرف موڑے بیٹھا تھا۔

بیٹھیں۔۔۔وہ مڑے بغیر ہی بولا۔

رامین ڈرتے ڈرتے کرسی پر بیٹھ گئی۔

وہ رامین کی طرف پلٹا۔آنکھوں میں سن گلاسز لگائے ہوئے۔

رامین کو حیرت ہوئی۔کمرے میں بیٹھ کر بھی سن گلاسز۔۔؟

عجیب انسان ہے۔

رامین اس کے بات کرنے کا انتظار کر رہی تھی۔

مگر وہ مسلسل رامین کو تکے جا رہا تھا۔

بول کچھ بھی نہی رہا تھا۔

exponovels

آپ نے مجھے کیوں بلایا۔۔۔؟

آخر کار رامین نے خاموشی توڑی۔

رامین کی بات کا جواب دینے کی بجائے وہ مسکرا دیا۔

جیسے اسے رامین سے اس سوال کی توقع نہ ہو۔

معزرت چاہتا ہوں میں نے اس طرح بلایا آپ کو۔

آخر کار وہ بول ہی پڑا۔

آپ روز یہاں آتی ہیں۔کیوں ؟؟

رامین جی بھر کر بدمزہ ہوئی اس کے اس سوال پر۔

میں یہاں اپنے والد صاحب کے لیے کھانا لے کر آتی ہوں۔

رامین تلخی بھرے انداز میں بولی۔

کیوں آپ کے گھر میں کوئی اور نہی ہے۔

میرا مطلب آپ کا بھائی۔۔۔یا کزن وغیرہ۔

نہی۔۔۔میرا بھائی نہی ہے۔

اگر بھائی ہوتا تو ابا اس عمر میں نوکری نہی کر رہے ہوتے۔

رامین کی آواز درد بھری تھی۔

اور کزن بھی نہی ہے کوئی یہاں۔

کیونکہ رشتہ دار سب گاوں میں رہتے ہیں۔

بس اسی لیے مجھے خود آنا پڑتا ہے۔

exponovels

رامین نے بات ختم کی۔

آپ ایسا بھی تو کر سکتی ہیں۔ کہ ان کو کھانا صبح ہی دے دیں۔

جب وہ فیکٹری آتے ہیں۔

رامین کو حیرت ہوئی اس کے اس سوال پر۔

اسے میرے یہاں آنے سے مسلہ ہے۔

یا پھر کھانے سے۔

کتنے عجیب سوال پوچھ رہا ہے۔

رامین آہستہ آواز میں بڑبڑائی۔

کچھ کہا آپ نے۔۔۔ مجھے ٹھیک سے سنائی نہی دیا۔ زرا اونچی آواز میں بولیں۔

ننںنہیں۔۔۔ رامین گھبرا گئی۔

کہیں اس نے میری بڑبڑاہٹ سن تو نہی لی۔

دراصل بات یہ ہے کہ ابا بیمار رہتے ہیں۔

ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ان کو تازہ کھانا کھلایا جائے۔

تو اسی لیے میں ان کے لیے روز دوپہر کو تازہ کھانا لے کر آتی ہوں۔

اگر آپ کی تشویش مکمل ہو گئی ہو تو میں چلتی ہوں۔

میری اماں انتظار کر رہی ہیں۔

اگر دیر سے گھر پہنچی تو وہ پریشان ہو جائیں گی۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید سوال پوچھتا۔

exponovels

رامین جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

رک جائیں۔۔۔ابھی میں نے جانے کو نہی کہا آپ کو۔

رامین کو اٹھتے دیکھ وہ جلدی سے بولا۔

رامین کے باہر کی طرف بڑھتے قدم رک گئے۔

وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

گفٹ کیوں نہی کھولا آپ نے۔۔۔؟؟؟

وہ دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھ کر تھوڑا آگے کو جھکا۔

جس بات سے رامین بھاگنا چاہ رہی تھی۔

وہی بات اس نے کر ڈالی۔

مجھے نہی چاہیے وہ گفٹ۔

کل میں آپ کو واپس لا دوں گی۔

آج مجھے یاد نہی رہا۔

رامین نظریں جھکائے بول رہی تھی۔

رامین کی بات پر وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔

واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

گفٹ تو آپ کو کھولنا پڑے گا۔

کچھ سپیشل ہے اس گفٹ میں۔

اس گفٹ کا کیا کرنا ہے۔

exponovels

یہ تو آپ کو گفٹ کھولنے پر ہی پتہ چلا گا۔

رامین نے اس کی طرف دیکھا۔

وہ مسکرا دیا۔رامین کو اپنی طرف دیکھتے پایا تو۔

آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں نے گفٹ نہی کھولا۔۔؟؟؟؟

رامین کو حیرت ہوئی۔

مجھے پتہ ہے بس۔آپ اس گفٹ کو کب کھول رہی ہیں پھر۔۔۔؟؟؟

وہ رامین کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔

کبھی نہی۔۔۔۔بھاڑ میں جائیں آپ۔

اور بھاڑ میں جائے آپ کا گفٹ۔

مجھے کسی گفٹ کی ضرورت نہی ہے۔

کل یاد سے واپس لا دوں گی۔

اب مجھے جانے دیں۔

مجھے اور بھی کام ہیں۔

آپ نے تو بس آفس میں بیٹھنا ہوتا ہے سارا دن۔

وہ بھی سن گلاسز لگا کر۔

لیکن مجھے بہت کام ہیں۔

کبھی ان گلاسز کو اتار کر باہر کی دنیا پر غور کریں۔تو پتہ چلے آپ کو کیا کیا ہو رہا ہے اس دنیا میں۔

غریب غریب سے غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔

exponovels

اور امیر پہلے سے زیادہ امیر ہوتا جا رہا ہے۔

صرف اور صرف آپ جیسے لوگوں کی وجہ سے۔

رامین اس کی طرف انگلی اٹھاتے ہوئے بولی۔

غریب کی تنخواہ۔۔وہی دس سے بارہ ہزار۔

اور مینیجر کی تنخواہ۔۔۔پچاس ہزار۔

یہ کہاں کا اصول ہے۔

غریب اگر نہی پڑھ سکا۔تو وجہ یقیناً غربت رہی ہو گی۔

اس میں اس غریب کا کیا قصور۔۔؟؟

کبھی دیکھا ہے کسی غریب کی آنکھوں میں جھانک کر۔

کتنا درد چھپا ہوتا ہے غریب کی آنکھوں میں۔

چہرے پر جھریاں نہی۔۔غم نمایاں ہوتے ہیں۔

کبھی وقت ملے تو ملنا آپ کسی غریب سے۔

اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا۔

یہ آنکھوں پر جو کالی عینک لگائی ہے نا یہ اتار کر۔

اور آئندہ کسی لڑکی کو گفٹ دینے سے پہلے ہزار بار سوچیئے گا۔

کیونکہ پانچوں انگلیاں برابر نہی ہوتیں۔

خدا حافظ۔۔۔

رامین خدا حافظ کہتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھی۔

exponovels

جتنی تیزی سے رامین دروازے کی طرف بڑھی۔

اس سے کئی گنا تیزی سے وہ رامین کا راستہ کاٹتے ہوئے دروازے تک پہنچا۔

اور دروازہ لاک کر دیا۔

رامین پلٹی۔تو وہ رامین کے بلکل پیچھے کھڑا تھا۔

رامین نے رخ اس کی طرف موڑا تو دروازے سے جا لگی۔

اس نے ایک ہاتھ رامین کے ایک طرف دروازے پر رکھ کر اس کے جانے کا راستہ روکا۔

اور دوسرا ہاتھ اپنے گلاسز کی طرف بڑھایا۔

پھر روک گیا۔

یہ گلاسز تو میں اتار دوں گا۔

مگر میری ایک شرط ہے۔

میں جتنی دیر آپ سے بات کروں گا۔

آپ کی نظر میری آنکھوں سے ہٹنی نہی چاہیے۔

سہی کہا آپ نے۔۔۔اس میں غریب کا کیا قصور۔

ابھی کچھ دن ہی ہوئے ہیں۔مجھے بزنس جوائن کیے ہوئے۔

آپ کی باتوں پر غور و فکر کروں گا میں۔

ویل ابھی جو بات چل رہی ہے۔

کیوں نہ ہم اس کی بات کریں۔

یہ لیکچر پھر کسی دن سن لوں میں۔

exponovels

خیر اب تو آنا جانا لگا رہے گا ہمارا۔

رامین کے ہاتھ پیر سن ہو گئے۔

اس شخص کی اتنی زیادہ قربت پر۔

یہ کیا بد تمیزی ہے۔

پیچھے ہٹیں آپ۔

میرا راستہ چھوڑیں۔

مجھے جانے دیں۔ مسٹر۔۔۔ ججبو بھی نام ہے آپکا۔

رامین کا چہرہ پسینے سسے تر ہو چکا تھا۔

رامین کی بات پر اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

ایک تو اس کی اتنی قربت۔۔۔ اوپر سے یہ مسسکراہٹ۔ رامین نظریں جھکا گئی۔
ممجھے جانے دیں۔

میری اماں انتظار کر رہی ہیں میرا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر رامین کے ماتھے سے پسینہ صاف کیا۔

رامین نے ایک دم جلدی سے اس کا ہاتھ واپس جھٹکا۔

ہاتھ مت لگائیں مجھے۔ پلیز

مجھے جانے دیں۔

رامین رونے کو تھی۔

مگر وہ اس شخص کے سامنے کمزور نہی پڑنا چاہتی تھی۔

exponovels

بس اتنی ہی بہادر ہیں آپ۔

میری اتنی سی قربت سے ہار گئی آپ۔

ابھی تو میں نے یہ گلاسز بھی اتارنے ہیں۔

میری آنکھوں میں دیکھنا ہے آپ کو۔

مجھےَ کچھ نہی دیکھنا۔

مجھے جانے دیں آپ۔۔رامین پھر سے بولی۔

آخر آپ چاہتے کیا ہیں مجھ سے۔

کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہیں آپ۔

میرے گھر تک پہنچ گئے آپ۔

اور گفٹ۔۔۔

گفٹ۔۔۔یئس۔۔۔اب آئی نہ آپ مدعے کی بات پر۔میں بس اتنا چاہتا ہوں۔

آپ وہ گفٹ کھول لیں۔بس

اور کچھ نہی چاہیے مجھے۔

رامین نے ابھی تک نظریں جھکا رکھی تھیں۔

ٹھیک ہے۔۔۔میں وہ گفٹ کھول لوں گی۔اب تو آپ مجھے جانے دیں۔

رامین جھکی نظروں سے ہی بولی۔

ہمممم گڈ۔۔۔یہ لیں آرام سے گھر جائیں۔اس نے ہاتھ بڑھا کر لاک کھول دیا۔

اور پیچھے ہٹ گیا۔

exponovels

اس کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

رامین نے دروازہ کھولا اور ایک نظر اس کے مسکراتے چہرے پر ڈالتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئی۔

پھر واپس مڑی۔ سنیں۔۔۔

وہ جو واپس اپنی کرسی پر جا رہا تھا۔

رامین کی آواز پر پلٹا۔۔جی فرمایئے۔۔۔نہایت ادب سے بولا۔

آپ بہت بد تمیز انسان ہیں۔بس یہی کہنا تھا مجھے۔

اس سے پہلے کہ وہ رامین کی طرف بڑھتا۔

رامین دروازہ بند کر کے جا چکی تھی۔

جانتا ہوں۔۔۔وہ خود سے ہی بولا۔

گلاسز اتار کر ٹیبل پر رکھے۔

اور مسکرا دیا۔

اب وہ واپس اپنی کرسی سنبھال چکا تھا۔

اور لیپ ٹاپ پر سی سی ٹی وی کی مدد سے رامین کو جاتے دیکھ رہا تھا۔

رامین گیٹ پر پہنچی تو رحیم چچا گیٹ پر نہی تھے۔

رامین جلدی سے گیٹ کھول کر باہر نکل گئی۔

یہ نئی مصیبت گلے پڑ گئی ہے میرے۔

رامین تیز تیز قدم اٹھاتے بڑبڑاتی جا رہی تھی۔

پتہ نہی وہ کونسی منحوس گھڑی تھی۔

exponovels

جب میں اس سے ٹکرائی تھی۔

اوہو۔۔۔ کتنی لیٹ ہو گئی ہوں میں۔

اماں بہت پریشان ہو رہی ہو گی۔

رامین اپنے ہاتھ پر باندھی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے بولی۔

پھر اچانک سے اسے کچھ یاد آیا۔

اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

شریف چور۔۔۔ یا پھر پرنس۔۔۔ تمہارا شکریہ میری گھڑی واپس لا کر دینے کے لیے۔

ابھی رامین مسکرا ہی رہی تھی کہ اس کی مسکراہٹ سمٹی۔

وہ دونوں لڑکے سامنے سے آ رہے تھے۔

رامین کو دیکھ کر دونوں نظریں چرا گئے۔

رامین ان کے پاس جا رکی۔

کہاں تھے تم دونوں۔۔۔؟؟

کتنے دنوں سے ڈھونڈ رہی تھی میں تم دونوں کو۔

رامین بہت تیزی میں بول رہی تھی۔

رامین کی بات پر دونوں نے حیرت سے پہلے رامین کی طرف اور پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

جیسے ان کو رامین سے اس جواب کی توقع ہی نہ ہو۔

جی آپی۔۔۔ کوئی کام تھا۔ آخر ایک لڑکا ہمت کر کے بولا۔

ہاں بہت ضروری کام تھا مجھے۔

For more visit (exponovels.com)

پرنس کے بارے میں جاننا تھا مجھے۔

اس کا اصل نام کیا ہے۔

رامین جلدی جلدی بول رہی تھی۔

اسے ڈر تھا کہ وہ دونوں یہاں سے چلے نہ جائیں۔

پرنس بھائی کا اصل نام۔۔۔ایک لڑکا سوچتے ہوئے بولا۔

ان کا اصل نام تو ہم نہی جانتے۔

ان کو سب پرنس ہی کہتے ہیں۔

کبھی پوچھا ہی نہی ہم نے ان سے۔

کبھی ضرورت ہی نہی پڑی۔

وہ دونوں باری باری بول رہے تھے۔

تم دونوں ملے ہو کبھی پرنس سے۔۔وہ کیسا دکھتا ہے۔

میرا مطلب اس کا چہرہ کیسا دکھتا ہے۔

رامین یہ بھی نہی سوچ رہی تھی کہ وہ کیا بول رہی ہے۔

ان دونوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

جیسے وہ سمجھ نہی سکے۔کہ وہ کیا پوچھنا چاہ رہی ہے۔

ان کا چہرہ ویسا ہی ہے جیسے عام انسانوں کا ہوتا ہے۔

وہ بھی انسان ہی ہیں۔وہ دونوں لڑکے مسکرا رہے تھے۔

رامین کو شرمندگی محسوس ہوئی اپنے سوال پر۔

exponovels

کیا وہ چور ہے۔۔؟؟

رامین نے ایک اور سوال کر ڈالا۔

وہ دونوں حیرت سے رامین کی طرف دیکھنے لگے۔

اور پھر سر نفی میں ہلا دیا۔

آپ سے کس نے کہہ دیا کہ وہ چور ہیں۔

وہ تو بہت اچھے انسان ہیں۔

ہمیشہ سب کی مدد کرتے ہیں۔

آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی۔

رامین کو حیرانگی ہوئی۔

تو پھر اس نے مجھے کیوں کہا تھا کہ وہ چور ہے۔

خیر وہ رہتا کہاں ہے۔۔۔؟؟

اس کے گھر کا ایڈریس کیا ہے۔۔؟

ان کے گھر کا ایڈریس تو نہی پتہ ہمیں۔ وہ ہمیں ہمیشہ یہیں پر اسی محلے میں ملتے ہیں۔

اس کی کوئی تصویر ہے تم دونوں کے پاس۔۔۔ رامین نے آخری بار کوشش کی کہ شاید کچھ پتہ چل جائے اسے پرنس کے بارے میں۔

ہاں ہے میرے فون میں۔۔ دونوں میں سے ایک نے اپنا فون نکالا۔

تب ہی دوسرے کی نظر رامین کے پیچھے دیوار پر پڑی۔

اس نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے فون کھینچ لیا۔

exponovels

ابھی ہمیں جانا ہے۔

بہت جلدی میں ہیں ہم۔

تصویر پھر کبھی دکھادیں گے آپ کو۔

وہ دونوں تیزی سے وہاں سے نکل گئے۔

اور رامین ان دونوں کی اس حرکت کو بس دیکھتی رہ گئی۔

اس نے پیچھے مڑکر دیکھا پر کوئی نہی تھا وہاں۔

اس دن بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

یہ دونوں پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئے تھے تیزی سے۔

رامین بھی سر جھٹکتے ہوئے وہاں سے چل پڑی۔

گھر پہنچی تو اماں سورہی تھیں۔

رامین نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

اور اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

احتسام آج آفس پہنچا تو ایک برقعہ دار عورت آفس میں داخل ہوئی۔

اور سیکرٹری سے بہت دھیمی آواز میں اندر باس کے کمرے میں جانے کے لیے بولنے لگی۔

مگر وہ اسے اندر نہی جانے دے رہی تھی۔

سر ابھی بزی ہیں آپ کچھ دیر بعد آجائیے گا۔

یا پھر آپ ویٹ کرلیں۔ تھوڑی دیر۔

exponovels

میں نے سر کو کال کی ہے۔

وہ کہہ رہے ہیں کچھ دیر تک ملیں گے۔

وہ مسلسل بول رہی تھی۔

مگر وہ سن ہی نہی رہی تھی۔

وہ اس کی ایک بھی سنے بغیر باس کے کمرے میں داخل ہو گئی۔

پی اے بھی اس کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔

سر میں نے بہت روکنے کی کوشش کی۔

مگر یہ رکی ہی نہیں۔

وہ صفائی پیش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ٹھیک ہے آپ جائیں۔باس نے پی اے کو جانے کا اشارہ کیا۔

تو وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

جی میم آیئے بیٹھیں۔

کیا مدد کر سکتا ہوں میں آپ کی۔

وہ نہایت ادب سے مخاطب ہوئے۔

وہ عورت کرسی پر بیٹھ گئی۔

اور چہرے سے نقاب ہٹایا۔

جیسے ہی اس نے نقاب ہٹایا۔باس کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

ارے محترمہ آپ۔۔۔؟؟

exponovels

اس وقت یہاں۔۔؟؟

میرے غریب خانے میں۔۔۔؟؟

مگر اس طرح چھپ کر آنے کی کیا ضرورت پڑ گئی آپ کو۔۔۔؟؟؟

وہ سوال پر سوال کرتا گیا۔

کیا آپ کے آفس میں مہمانوں کا اس طرح ہی استقبال کیا جاتا ہے ہمیشہ۔

وہ ٹشو سے چہرے پر آیا پسینہ صاف کرتے ہوئے بولی۔

اس کی بات پر باس مسکرا دیا۔

ارے نہی نہی میڈم وہ دراصل میری طبیعت تھوڑی خراب تھی۔

تو اسی لیے میں سیکرٹری سے کہا تھا۔

کہ کچھ دیر تک کسی کو اندر نہ آنے دے۔

خیر چھوڑیں جو ہوا اس کے لیے معزرت۔

آپ یہ بتائیں کیسے یاد کیا مجھ غریب کو۔

دراصل مجھے ایک چھوٹا سا کام پڑ گیا ہے آپ سے۔

پہلے سوچا کسی کو بھیج دوں۔

پھر ارادہ ترک کر دیا۔

اور سوچا خود چلی جاتی ہوں۔

ارے یہ تو بہت اچھا کیا آپ نے خود چلی آئی ہمارے غریب خانے پر۔

بتایئے کیا مدد کر سکتا ہوں میں آپ کی۔

exponovels

جی میری مدد آپ کو کرنی ہی پڑے گی۔

اس نے ایک پیپر باس کی طرف بڑھایا۔

یہ اچھی طرح پڑھ لیں۔

اور مجھے بتا دیں۔

میرا کام ہو سکتا ہے یا نہی۔

باس نے وہ پیپر تھام لیا۔

اور پڑھ کر مسکرا دیا۔

آپ کا کام ہو جائے گا۔

لیکن میری بھی ایک شرط ہے۔وہ ٹیبل پر آگے کی طرف جھکتے ہوئے بولا۔

وہ ہنس دی۔

مجھے آپ کی شرط منظور ہے۔

میرا کام ہونا چاہیے بس۔

اس کے بعد اس نے ایک چیک سائین کر کے باس کی طرف بڑھایا۔

اور نقاب درست کرنے لگی۔

ارے اتنی جلدی چل پڑیں۔

کچھ خدمت کا موقع تو دیتیں آپ مجھے۔

باس مسکراتے ہوئے بولا۔

نہی نہی خدمت پھر کسی دن۔۔ابھی مجھے جانا ہے۔

exponovels

خدا حافظ۔۔۔

وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔

اور باس کے چہرے پر نخوست بھری مسکراہٹ ابھری۔

وہ ایک پل کو رکی احتسام کے کیبن کے پاس۔۔پھر تیزی سے باہر نکل گئی۔

احتسام نے اس کی طرف دیکھا ہی نہی۔

وہ تو اپنے کام میں مگن تھا۔

اگر ایک پل کے لیے اس کی طرف دیکھ لیتا۔

تو سیکنڈز میں پہچان لیتا اسے۔

چھٹی سے کچھ دیر پہلے باس نے احتسام کو اپنے کمرے میں بلایا۔

احتسام کمرے میں آیا۔

جی سر۔۔۔آپ نے بلایا مجھے۔۔؟

ارے ہاں احتسام آؤ بیٹھو یار۔

احتسام کرسی کھینچتے ہوئے بیٹھ گیا۔

وہ حیران رہ گیا باس کے اتنے دوستانہ رویئے پر۔

وہ مجھے یاد آیا آج۔کہ تم نے قرضے کے لیے بات کی تھی کچھ دن پہلے۔

اس دن میں پریشانی میں تھا۔

تمہیں اگنور کر دیا۔

اب بتاو کتنا قرضہ چاہیئے تمہیں۔۔؟

exponovels

جی۔۔۔احتسام کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔

کل تک تو باس اس کی بات سننے سے بھی انکار کر رہے تھے۔

اور آج پوچھ رہے ہیں۔

کہ کتنا قرضہ چاہیے۔۔

جی سر۔۔پانچ لاکھ چاہیے مجھے۔احتسام اپنی حیرت چھپاتے ہوئے بولا۔

بس پانچ لاکھ۔۔؟؟؟

اور چاہیے تو بتا دو۔

کوئی مسلہ نہی۔

اور تمہیں ٹینشن لینے کی ضرورت نہی۔

کسی گارنٹی کی ضرورت نہی تمہیں۔

اور نا ہی کچھ گروی رکھوانے کی ضرورت پڑے گی۔

منتھلی تمہاری ساٹھ ہزار سیلری میں سے دس ہزار لیس ہوتا جائے گا۔

احتسام حیرتوں کے سمندر میں ڈوبتا جا رہا تھا۔

تھینک یو سر۔۔بس اتنا ہی بول سکا وہ۔

تھینک یو والی کوئی بات نہی تم نے میری کمپنی کو ٹاپ تک پہنچانے میں بہت محنت کی ہے۔

احتسام اتنا تو حق بنتا ہے تمہارا۔

یہ لو یہ پیپرز سائن کر دو اچھی طرح پڑھ کر۔

پیسے کل تمہارے اکاونٹ میں پہنچ جائیں گے۔

جا کر بہن کی شادی کی تیاریاں کرو۔

باس مسکراتے ہوئے بولا۔

احتسام نے پیپرز اچھی طرح پڑھ کر سائن کر دیئے بے دلی سے۔

اور وہاں سے چل پڑا۔

پتہ نہی کیوں۔۔وہ خوش نہی ہوا۔

باس کی اچانک سے اتنی مہربانیاں کچھ سمجھ نہی آ رہی مجھے۔

ضرور کوئی کام ہو گا باس کو مجھ سے۔۔۔ورنہ اتنا اچھا رویہ تو کبھی نہی تھا ان کا میرے ساتھ۔۔

خیر جو بھی ہو۔۔۔ہانیہ کی شادی کے لیے پیسوں کا انتظام تو ہو گیا۔

گھر چلتا ہوں۔امی کو بتاتا ہوں۔

بہت خوش ہو گی وہ۔

اپنا فون اور بائیک کی چابی اٹھاتے ہوئے باہر نکل گیا آفس سے۔

رامین نیچے آئی تو اماں اٹھ چکی تھیں۔

اور بچے بھی آ چکے تھے۔

رامین بچوں کو پڑھانے میں مصروف ہو گئی۔

اماں نے اس سے کوئی سوال نہی کیا۔

شاید وہ سو رہی تھیں۔

ان کو پتہ ہی نہی چلا میرے دیر سے گھر آنے کا۔

exponovels

رامین رات کو کھانا کھانے کے بعد اوپر چلی گئی اپنے کمرے میں۔

نماز پڑھنے کے بعد سونے کے لیے لیٹ گئی۔

اچانک اسے یاد آیا۔

گفٹ۔۔وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

اوہ۔۔۔مجھے تو وہ گفٹ کھولنا تھا۔

بے دلی سے اٹھ کر الماری کی طرف بڑھ گئی۔

الماری کھول کر گفٹ اٹھایا۔

اور بیڈ پر آ بیٹھی۔

گفٹ کو کھولنے لگی۔

جیسے ہی اس نے گفٹ کھولا۔

اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

وہ جو سمجھ رہی تھی۔

ویسا کچھ بھی نہی تھا۔

سب کچھ الٹ تھا یہاں۔

رامین وہ سب کچھ سائیڈ پر رکھتے ہوئے سونے کے لیے لیٹ گئی۔

رات کو اسے کمرے میں کسی کے آنے کا احساس ہوا۔

وہ سوئی نہی رات بھر جاگتی رہی۔

وہ سامنے کرسی پر بیٹھا تھا۔

exponovels

ٹانگ پر ٹانگ جمائے۔۔ سر پر کیپ۔۔ اور چہرہ رومال سے چھپایا ہوا۔

رامین اٹھ کر بیٹھ گئی۔

میں جانتی تھی آج آپ آو گے۔

رامین بیٹھتے ہوئے بولی۔

رامین کی بات پر وہ مسکرا دیا۔

جناب نے یاد کیا تو حاضر ہونا پڑا مجھے۔

سینے پر ہاتھ رکھے سر خم کرتے ہوئے بولا۔

ویسا کیا انفار مینشن لی جا رہی تھی میرے بارے میں

میری تصویر دیکھنا چاہتی ہیں۔

میرا مطلب ہے کہ میرا چہرہ دیکھنا ہیں۔

کیا میں پوچھ سکتا ہوں۔ کہ ایسا کیوں چاہتی ہیں محترمہ آپ۔

وہ تو شکر ہے کہ میں وقت پر پہنچ گیا۔

ورنہ اب تک تو آپ مجھے دیکھ چکی ہوتیں۔

رامین ایک بار کہہ چکا ہوں کہ جب تک میں نہی چاہوں گا۔

میرا چہرہ نہی دیکھ سکتی تم۔

تو پھر آج جو بے وقوفی کی اس کی کیا سزا دوں میں تمہیں۔

کیوں نہی دیکھ سکتی میں آپ کا چہرہ۔۔؟؟؟

آپ کا جب دل چاہتا ہے آپ میرے کمرے میں آجاتے ہیں۔

exponovels

اور میں چہرہ بھی نہی دیکھ سکتی آپ کا۔۔؟؟

آخر کیوں۔۔۔؟؟؟

باقی سب جانتے ہیں آپ کو۔

سب نے دیکھا ہے آپ کا چہرہ۔

پھر مجھ سے کیوں چھپاتے ہیں۔

کیا میرا حق نہی ہے آپ کا چہرہ دیکھنا۔

رامین کی بات پر وہ کرسی اٹھا کر بیڈ کے پاس لے آیا۔

کیا کہا۔۔۔زرا دوبارہ کہنا۔

کیا۔۔رامین نا سمجھی سے بولی۔

وہی جو ابھی ابھی کہا۔۔حق والی بات۔

رامین تھوڑی شرمندہ سی ہوئی۔

اس کی آنکھوں کی چمک دیکھ لی اس نے۔

اسی لیے نظریں جھکا گئی۔

اور اپنی بات پر خود ہی افسوس کرنے لگی۔

میرا مطلب تھا۔

کہ مجھے بھی دیکھنا ہے آپ کا چہرہ۔

آپ مجھ سے کیوں چھپاتے ہیں۔اپنا چہرہ۔۔؟؟

آج اس بات کا جواب چاہیے مجھے۔۔۔؟؟

exponovels

رامین کسی صورت ہار نہی ماننے والی تھی آج۔

توٹھیک ہے۔یہ لوابھی دیکھ لو۔

اس نے نقاب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

رامین بے تابی سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔

مگر پرنس نے اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

اور مسکرادیا۔

زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہی ہے۔

ایسا کچھ نہی کر رہا میں۔

سوچنا بھی مت۔

سہی وقت آنے پر دکھادوں گا۔

رامین نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا۔

اور وہ سہی وقت کب آئے گا۔۔؟؟

جب ہماری شادی ہو گی۔۔۔پرنس کی آنکھوں میں ایک چمک سی ابھری۔

رامین ہکابکارہ گئی۔پرنس کے جواب پر۔

آپ سے کس نے کہہ دیا کہ میں آپ سے شادی کروں گی۔

یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔

رامین کی بات پر اس کی آنکھوں میں چمک کی جگہ غصے نے لے لی۔

exponovels

بس۔۔۔اس نے ہاتھ کے اشارے سے رامین کو مزید بولنے سے روکا۔

آئیندہ ایسی بات مت نکالنا منہ سے رامین۔

ورنہ اچھا نہی ہو گا۔

آئِندہ ایسا بھول کر بھی مت بولنا۔

ورنہ میں تمہاری جان لے لوں گا۔

اور اپنی بھی۔

پرنس کے سر پر جنون سوار تھا۔

آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔

رامین بیڈ سے اتر کر دروازے کی طرف بھاگی۔

پرنس نے پہلے تو سمجھا نہی۔

جب سمجھ آئی تو تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

اور رامین کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

دونوں سینے پر باندھے رامین کو گھورنے لگا۔

ایسا سوچنا بھی مت رامین۔

اگر تم سمجھتی ہو کہ ایسا کرنے سے مجھ سے بچ جاو گی تو یہ غلط فہمی ہے تمہاری۔

"واپس جاو"

"حکمانہ انداز تھا پرنس کا"

رامین اب ڈرتی کیا کرتی۔

exponovels

چپ چاپ واپس جا کر بیٹھ گئی بیڈ پر۔

پرنس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

وہ بھی دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

یہ کیا حرکت تھی رامین؟

کیا مجھ پر اعتبار نہی تمہیں؟

"نہی ہے مجھے اعتبار آپ پر"

"رامین کی آواز بہت دھیمی تھی"

"وہ رو رہی تھی"

پرنس نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکا دیئے۔

"دل سے نہی بول رہی تم"

"میری آنکھوں میں دیکھ کر بولو رامین"

"مدھم لہجے میں بولتا وہ رامین کے دل کی دھڑکن بڑھا گیا"

"ناچاہتے ہوئے بھی رامین اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے روک نہ پائی خود کو"

"دونوں کی نظریں ملیں"

"رامین ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دی"

اور پھر تکیہ اٹھا کر پرنس کی طرف اچھالا۔جسے پرنس نے بڑی آسانی سے کیچ کر لیا۔

"بہت برے ہیں آپ"

رامین نظریں جھکائے مسکراتے ہوئے بولی۔

exponovels

نہی غلط، بہت اچھا ہوں میں۔

"یہ بھی تم دل سے نہی کہہ رہی"

"ہمت ہے، تو میری آنکھوں میں دیکھ کر بولو"

پرنس شرارت کے انداز میں بولا۔

"رامین مسکرا دی"

"نہی مجھے نہی دیکھنا"

"آپ کی آنکھیں مجھے ہپنوٹائز کرتی ہیں، رامین کھوئی کھوئی سی بولی"

کیا کہا زرا پھر سے کہنا، وہ محفوظ ہوا رامین کے جواب پر۔

کچھ نہی کہا میں نے، اب آپ جائیں یہاں سے۔

رات بہت ہو چکی ہے، مجھے صبح سکول بھی جانا ہے۔

یہ کیا ہے؟

وہ رامین کی بات کو نظر انداز کرتے آگے بڑھا۔

اور بیڈ پر پڑا گفٹ باکس اٹھایا۔

رامین کے ہاتھ پیر پھولنے لگے، ڈر سے۔

ککککچھ نہی،

رامین نے اس کے ہاتھ سے وہ باکس واپس کھینچ لیا۔

پرنس نے حیرت بھری نظروں سے رامین کی دیکھا۔

کیا ہے اس میں؟

exponovels

اور مجھ سے کیوں چھپا رہی ہو؟

پرنس کا لہجہ تھوڑا غصے والا ہو گیا۔

کچھ نہی۔۔میں گفٹ پیک کر رہی تھی میری دوست کا کل برتھ ڈے ہے تو اس کے لیے۔

رامین نے جھوٹ بولا۔

اسے ڈر تھا کہ اگر پرنس نے گفٹ باکس کھول لیا، تو کیا جواب دے گی وہ اسے۔

"اچھا دکھاو زرا"

دیکھو تو سہی کیا گفٹ لیا ہے تم نے اپنی دوست کے لیے۔

اس نے ایک سیکنڈ میں رامین کے ہاتھ سے وہ باکس کھینچ لیا۔

"رامین نے التجائی نظروں سے اس کی طرف دیکھا"

"سر نفی میں ہلایا"

مگر پرنس نہی رکا، اس نے وہ گفٹ باکس کھول دیا۔

گفٹ باکس میں سے جو چیز نکلی، پرنس کی آنکھوں میں حیرت ابھر آئی۔

"اتنا مہنگا گفٹ؟؟

کہاں سے آیا تمہارے پاس؟

ویٹ!!

تم نے کہا کہ یہ تم اپنی دوست کے لیے پیک کر رہی ہو۔

اور اس پر تو تمہارا نام لکھا ہے۔

اور یہ فون کی کا پروٹیکٹر بھی ٹوٹا ہوا ہے۔

exponovels

کہاں سے آیا یہ فون تمہارے پاس؟

"یہ تو بہت مہنگا ہے"

کم از کم دو سے تین لاکھ قیمت ہو گی اس کی۔

بتاؤ مجھے رامین کہاں سے آیا، یہ فون تمہارے پاس؟

جواب دو مجھے؟

رامین کچھ نہی بول رہی تھی۔

بس چپ چاپ بیٹھی اپنے ہاتھوں کو گھورے جا رہی تھی۔

رامین کچھ پوچھ رہا ہوں میں تم سے؟

اب کی بار پرنس بولا تو اس کا لہجہ تھوڑا سخت تھا۔

رامین کو ہمت کر کے بولنا ہی پڑا۔

"یہ میرا فون نہی ہے"

کہتے ساتھ ہی رامین نے تکیے کے نیچے سے ایک پیپر پرنس کی طرف بڑھا دیا۔

پرنس نے وہ پیپر کھول کر پڑھا۔

"دو دن میں میرا فون ٹھیک ہو جانا چاہیے"

ورنہ انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔

مجھے جانتی تو ہو گی۔ بھولی تو نہی ہو گی۔

خدا حافظ!

پڑھتے ہی اس نے غصے سے وہ پیپر سختی سے مٹھی میں بند کر لیا۔

exponovels

کون ہے یہ؟

سختی سے پوچھا گیا۔

کوئی بلیک میل کر رہا ہے تمہیں، اور تم نے مجھے بتانا بھی ضروری نہی سمجھا۔

نام بتاو اس کا، نپٹ لوں گا میں اس سے۔

"نام میں نہی جانتی"

رامین سر جھکائے ہی بولی۔

اسے ڈر تھا کہ کہیں یہ فون اور پیپر دیکھ کر پرنس اسے غلط نہ سمجھ بیٹھے۔

ناجانے کیوں!

مگر وہ چاہتی تھی کہ وہ مجھ سے بدگمان نہ ہو۔

اور ایسا ہی ہوا تھا۔

"اسے رامین پر یقین تھا"

اسی لیے اس نے رامین کو شک کی نگاہ سے نہی دیکھا۔

ورنہ اگر کوئی اور ہوتا، تو اب تک یہاں سے اٹھ کر جا چکا ہوتا۔

مگر یہ کوئی عام انسان نہی ہے۔

پرنس ہے۔رامین کے دل میں اس کے لیے عزت پیدا ہوئی۔

"ہاں میں اس پر اعتبار کر سکتی ہوں"

"یہ بھروسہ کرنے کے لائق ہے"

رامین دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوئی۔

exponovels

اور نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا، جو اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اس کے جواب کا منتظر،

رامین مسکرائی،

اور ساری بات بتادی پرنس کو، اس دن فیکٹری میں جو ہوا۔

اور گفٹ گھر پر کیسے آیا، اور یہ بھی کہ وہ گھر تک آیا تھا۔

ساری بات سننے کے بعد پرنس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں۔

اس نے ضبط اور غصے سے مٹھیاں بند کی۔

اگر ابھی وہ شخص اس کے سامنے ہوتا، تو شاید جان لے لیتا وہ اس کی۔

اس کی اتنی ہمت، کہ تمہیں اپنے آفس میں بلایا۔

اور گھر تک آیا۔

پرنس نے گن نکال کر لوڈ کی۔

"ختم کر دوں گا میں اسے"

اس کی ہمت کیسے ہوئی، تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی۔

وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑکی کی طرف بڑھا۔

رامین اس کے پیچھے دوڑی۔

"رک جائیں پلیز"

"آپ ایسا کچھ نہی کریں گے"

"اگر آپ مجھ سے سچی محبت کرتے ہیں، تو آپ کو اس محبت کی قسم"

exponovels

رامین نے اس کے بڑھتے قدموں میں زنجیر ڈالی۔

اور وہ رک گیا،

رامین کی طرف پلٹا،

تو کیا ایسے ہی چھوڑ دوں اس کو؟

اس کی ہمت بھی کیسے ہوئی، تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی۔

میں اس کی آنکھیں نوچ ڈالوں گا، جن آنکھوں سے اس نے تمہاری طرف دیکھنے کی ہمت کی۔

"اس کے سر پر تو جیسے جنون سوار تھا،

آپ ایسا کچھ نہی کریں گے، ایسا کرنے سے میری زندگی پر کیا اثر پڑے گا۔

یہ سوچا آپ نے؟

رامین التجائی نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

ٹھیک ہے اس کا نقصان ہوا بہت زیادہ، اسی لیے ایسا کیا اس نے۔

میں فون ٹھیک کروا کے واپس کر دوں گی، بات ختم۔

اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ دوبارہ تنگ نہی کرے گا، فون واپس لینے کے بعد؟

وہ واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

گارنٹی تو کوئی نہی ہے، لیکن اگر اس نے دوبارہ ایسا کچھ کیا۔

"تو آپ ہیں نہ میرے ساتھ"

رامین پورے یقین سے دل سے بولی۔

پرنس نے حیرت سے رامین کی طرف دیکھا، اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

exponovels

رامین اس پر اعتبار کرنے لگی تھی، یہ احساس بہت خوشگوار تھا اس کے لیے۔

ویسے آپ کو کیسے پتہ چلا کہ یہ فون اتنا مہنگا ہے؟ رامین نے کمرے میں پھیلی خاموشی کو توڑا۔

رامین کے سوال پر وہ محفوظ ہوا۔

ہمممم۔۔بتایا تو ہے چور ہوں میں، سب پتہ ہوتا ہے چوروں کو،

کون سا فون کتنا مہنگا ہے،

"ہاں جی میں نے مان لیا، آپ چور ہیں، وہ بھی شریف چور، رامین مسکراتے ہوئے بیڈ پر آ بیٹھی بولتے ہوئے۔

اور تم بہت بھولی ہو، اتنا زیادہ نقصان نہی ہوا فون کا بس پروٹیکٹر ٹوٹا ہے۔

"سکرین نہی"

پرنس نے یہ الفاظ دہرائے۔ سکرین نہی ٹوٹی۔

"یہ نقصان کوئی زیادہ تو نہی"

"تو پھر اس کا رامین کو بلیک میل کرنے کا مقصد؟

یہ کوئی اور بات ہے، صرف پروٹیکٹر کے لیے وہ رامین کو بلیک میل کرے گا۔

"یہ بات مجھے سمجھ نہی آئی"

وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا۔

اچھا میں یہ فون ساتھ لے کر جا رہا ہوں، ٹھیک کروا کر لا دوں گا کل،

لیکن پیسے!

پرنس نے گھوری ڈالی، تو رامین کی بات منہ میں ہی رہ گئی۔

"میرے ہوتے ہوئے تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہی ہے"

exponovels

خدا حافظ، وہ کھڑکی کے پاس جا رکا۔ اور واپس پلٹ کر رامین کی طرف دیکھا۔

"کل آوں گا میں، میرا انتظار کرنا"

رامین مسکرا دی۔ اور سر ہلا دیا۔

وہ بھی ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے کھڑکی سے باہر نکل گیا۔

اور رامین مسکراتے ہوئے لیٹ گئی۔

احتسام نے گھر جا کر امی کو خوشخبری سنائی، وہ بہت خوش ہوئیں۔

وہ خوشی سے فون کی طرف بڑھیں۔

میں فون کر کے تمہاری پھوپھو کو بتا دوں، ان کو کہہ دوں پھر کہ اس سنڈے آ جائیں گھر۔

ڈیٹ فکس کرنے۔

جی امی ضرور، احتسام مسکرا دیا۔

رانیہ ساری بات سن چکی تھی۔

ابھی کمرے سے باہر نکلی تو امی اور احتسام بھائی کو باتیں کرتے دیکھا، تو پوری توجہ سے کان لگا کر ان کی باتیں سننے لگی۔

رانیہ کو جب پتہ چلا تو وہ تیزی سے کمرے میں واپس گئی۔

ہانیہ ایک خوشخبری ہے تمہارے لیے۔

وہ ہانیہ کو تنگ کرنے لگی۔

اپنا سامان پیک کر لو۔

exponovels

تمہارا ویزہ لگ گیا ہے۔

پھوپھو گھر جانے کا۔

اور ٹکٹ بھی آ گئی ہے۔

بھائی دیکھیں نایہ رانیہ کو مجھے تنگ کر رہی ہے۔ہانیہ کمرے سے باہر نکلتے ہوئے بولی۔

کیوں کیا ہوا؟

احتشام نے حیرانگی سے دونوں کی طرف دیکھا۔

بھائی یہ کہہ رہی ہے کہ اپنا سامان پیک کر لو،اور پھوپھو کے گھر جانے کی تیاری کرو۔

ہانیہ رو دینے کو تیار تھی۔

ہاں تو سہی کہہ رہی ہے ناں،احتشام بھی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔

احتشام بھائی آپ بھی اس کے ساتھ مل گئے ہیں۔

ہانیہ روتے ہوئے کمرے میں چلی گئی۔

اور احتشام اور رانیہ دونوں مسکراتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھے۔

ہانیہ کو منانے کے لیے۔

پھوپھو کو جب اس بات کا پتہ چلا،تو وہ تو خوشی سے نڈھال ہو گئیں۔

ان کا تو بس چلتا،تو ابھی آ جاتیں،ڈیٹ فکس کرنے۔

ان کو بہت جلدی تھی،

اپنے بیٹے کو دولہا بنا دیکھنے کی۔

کیا ہوتا اگر وہ کہتیں،جہیز میں کچھ نہی چاہیے مجھے۔

exponovels

بس ہانیہ کو بیٹی بنا کر لے جانا چاہتی ہوں میں۔

مگر پھر وہی بہانے،

میرے سسرال والے کیا سوچیں گے،

بہو جہیز میں کیا لائی ہے،

کیا بس ایک جوڑے میں رخصت کر دیا، ماں باپ نے،

لوگ کیا کہیں گے۔

پھوپھو کا سر تو اونچا ہو جائے گا، اپنے محلے میں خاندان میں،

کہ بہو ٹرک بھر بھر کر جہیز لائی ہے۔

محلے والے آئیں گے، دیکھیں گے،

تعریفیں کریں گے،

ہر طرف چرچے ہوگے،

مگر کوئی یہ نہی سوچے گا، کہ اس جہیز کا بہو کے باپ، یا بھائی کے کندھوں پر کتنا وزن پڑا ہو گا۔

مگر نہی!

ایسا کوئی نہی سوچتا، ہمارے اپنے سگے رشتہ دار وہی خالہ، وہی پھوپھو، وہی چچی، وہی تائی، جو بیٹی کرتی نہی تھکتیں۔

وہی۔۔ جہیز کا مطالبہ کرتی ہیں۔

ارے بھئی اگر تم نے بیٹی کو جہیز نہی دیا، تو میں کیا منہ دکھاوں گی، محلے والوں کو، رشتہ داروں کو۔

نہ بھئی ناں!

جہیز کا انتظام ہو جائے تو ہمیں بتا دینا۔

exponovels

ورنہ کوئی اور لڑکی دیکھ لیں گے ہم۔

یہ کسی ایک گھر کی نہی، گھر گھر کی کہانی ہے۔

ہر کسی کو وہ بہو چاہیے، جو ٹرک بھر بھر کر جہیز لائے۔

اپنے رشتہ دار ہی منہ موڑ جاتے ہیں، غریب بھائی کی بیٹی چھوڑ کر باہر رشتے تلاش کیے جاتے ہیں۔

کس کی خاطر!

"اس نامراد جہیز کی خاطر"

غریب کی بیٹی کی ماں باپ کے گھر بیٹھے بیٹھے ہی بوڑھی ہونے لگتی ہے۔

خوبصورت ہو بھی تو کوئی رشتہ نہی لینے کو تیار، کیونکہ باپ غریب ہے، جہیز میں کچھ نہی دے سکے گا۔

اور امیر کی بیٹی۔۔۔چالیس سال کی بھی ہو گی۔ تو پچیس سالہ لڑکا اس سے شادی کرنے کو راضی ہو جائے گا۔

وجہ؟

وجہ ہے جہیز میں ملنے والی گاڑی، بزنس اور ٹرک بھر بھر کر جہیز۔

اللہ پاک سب لوگوں کو ہدایت دے۔ اور لوگوں کے دلوں سے جہیز کا لالچ ختم کر دے آمین۔

آمین کہتے ہوئے احتشام کی امی کمرے سے باہر نکل آئیں۔

پیسہ بہت کچھ بدل دیتا ہے۔ وہی پھوپھو جو کل تک بار بار فون کر شادی کی ڈیٹ مانگ رہی تھیں۔

اور کہہ دیتی تھیں کہ ہمیں جواب دو۔

اب وہی ہانیہ کی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھیں۔

کیوں کہ جہیز کا انتظام ہو گیا تھا۔

"رامین کی صبح آنکھ کھلی تو وہ لیٹ ہو چکی تھی۔"

exponovels

"جلدی سے تیار ہو کر نیچے کی طرف بھاگی۔

"آج رامین کا موڈ بہت خوشگوار تھا"

"کیوں'وہ نہی جانتی تھی۔

"آج اتنی لیٹ کیوں اٹھی ہو'رامین تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ؟

"اماں پریشان ہو چکی تھیں'رامین کو اس ٹائم نیچے آتا دیکھ کر۔

جی اماں!

"میری طبیعت بلکل ٹھیک ہے۔

"رات کو نیند نہی آ رہی تھی۔

"بہت دیر تک جاگتی رہی"

"اسی لیے صبح دیر تک سوئی رہی ہوں"

"آپ پریشان نہ ہو"

ابا چلے گئے فیکٹری؟

"رامین چادر اوڑھتے ہوئے بولی۔

"ہاں وہ چلے گئے"

"جانتی تو ہو، جلدی پہنچنا ہوتا ہے ان کو۔

"یہ لو ناشتہ کر لو جلدی سے"

"اماں نے ناشتہ رامین کی طرف بڑھایا"

"نہی نہی اماں۔

exponovels

"ناشتہ کرنے کا ٹائم نہی ہے میرے پاس، ثوبیہ بس آنے والی ہے۔

"گھر آکر کھالوں گی۔

"ابھی اگر ناشتہ کرنے بیٹھ گئی 'تو ثوبیہ بھی لیٹ ہو جائے گی۔

"میری وجہ سے"

"ابھی وہ دونوں بات کر ہی رہی تھیں کہ '

"دروازے پر دستک ہوئی"

"رامین اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئی"

"جانتی تھی ثوبیہ ہی ہو گی"

"مگر جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا 'اسے حیرت کا جھٹکا لگا"

"ثوبیہ اکیلی نہی تھی آج"

"اسد بھی اس کے ساتھ تھا"

"رامین کے چہرے کے بدلتے رنگ ثوبیہ اور اسد دونوں نے نوٹ کیے"

کیا ہوا رامین؟

جانا نہی کیا؟

"ثوبیہ حیران ہوتے ہوئے بولی۔

"لگتا ہے تم ڈر گئی ہو"

"اس بھوت کو میرے ساتھ دیکھ کر 'ثوبیہ اسد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"اسد نے ثوبیہ کو گھورا"

exponovels

"نہی ایسی کوئی بات نہی ہے' رامین خود کو کمپوز کرتے ہوئے بولی۔

"دراصل تم نے کہا تھا کہ اسد ایک مہینے بعد آئے گا واپس' تو اسے اتنی جلدی واپس دیکھ کر میں حیران ہو گئی"

"رامین خود کو کمپوز کرتے ہوئے بولی"

"اگر تم کہو تو واپس چلا جاوں؟

"اسد رامین کی بات پر مسکراتے ہوئے بولا"

"نہی میں نے ایسا تو نہی کہا' رامین تھوڑی شرمندہ ہوئی۔

"وہ تینوں اب سکول کی طرف جا رہے تھے۔

"یہ تو ہے ہی کام چور"

"ابا سے کہتا ہے کہ میرا دل نہی لگ رہا"

"میں دو دن کے لیے واپس جانا چاہتا ہوں"

"پھر ابا بیچارے کیا کہتے' بھیج دیا اسے واپس۔

"کل شام کو یہ آیا ہے گھر"

"ثوبیہ چلتے ہوئے رامین کو اسد کے واپس آنے کی وجہ بتا رہی تھی"

"مگر رامین سُن ہی کہاں رہی تھی۔

"اس کا دماغ تو کہیں اور الجھا ہوا تھا۔

"پرنس!

"اس نے کہا تھا کہ وہ ایک مہینے کے لیے جا رہا ہے' مگر کل وہ واپس آ گیا۔

اور!

exponovels

"اسد بھی کل شام واپس آ گیا۔

"کیا کروں اب میں' کچھ سمجھ نہی آ رہا مجھے"

"اگر اسد ہی پرنس ہے' تو کیوں کر رہا ہے یہ سب؟

"کیا مجھے اسد سے بات کرنی چاہیے؟

"رامین خود سے ہی سوال کر رہی تھی"

"یونہی سوچوں میں گُم وہ سکول پہنچی"

"اسد جا چکا تھا"

"رامین کو پتہ ہی نہی چلا' کب وہ سکول پہنچ گئی"

"اس کا خوشگوار موڈ آف ہو چکا تھا"

"وہ نہی سمجھ پا رہی تھی' کہ آخر پرنس ہے کون؟

"یہ پہیلی سلجھ ہی نہی رہی تھی"

"دن بدن مزید الجھتی جا رہی تھی"

"آخر ایسا کیا تھا' جو رامین کے سامنے ہوتے ہوئے بھی وہ سمجھ نہی پا رہی تھی۔

"آج میں یہ پہیلی سلجھا دوں گی' رامین نے خود سے ہی عہد کیا"

"اسد کی آنکھیں"

"اسد کی آنکھوں پر کبھی غور نہی کیا میں نے"

"پرنس کی آنکھیں تو دیکھی ہیں میں نے"

آج مجھے کچھ ایسا کرنا ہو گا' جس سے میں اسد کی آنکھوں میں دیکھ سکوں"

exponovels

"آج پتہ چل جائے گا' کہ واقعی اسد ہی پرنس ہے' یا پھر بس میرا وہم ہے۔

"ہاں مجھے یہ کرنا ہی پڑے گا"

"کوئی اور راستہ نظر نہی آرہا مجھے"

"رامین سوچوں میں گم کلاس میں داخل ہو گئی۔

"ایک تو آج صبح ناشتہ نہی کر کہ آئی' اوپر سے ٹینشن۔

"رامین کا سر درد سے پھٹی جارہا تھا۔

"سارادن پریشانی میں ہی گزرا۔

"چھٹی ہوئی تو رامین ثوبیہ کے ساتھ باہر کی طرف بڑھی۔

"اسد پہلے سے ہی دونوں کے انتظار میں باہر کھڑا تھا۔

"مگر وہ موبائل میں مصروف سا تھا' دونوں کو باہر آتے دیکھ وہ چل پڑا۔

"رامین کو کچھ سمجھ نہی آرہا تھا' کہ اسد کو کیسے مخاطب کرے۔

"وہ بس چلتی آرہی تھی' اسد نے ایک بار بھی مڑ کر نہی دیکھا۔

"رامین سے کوئی بات نہی ہو سکی۔

"اسد تیز تیز چلتا جارہا تھا' اور اس کا دھیان بس موبائل میں ہی تھا۔

"رامین کو جی بھر کر غصہ آیا اسد پر' پہلے تو وہ ایسے نہی کرتا تھا۔

"آخر کار رامین گھر کے دروازے پر پہنچ گئی' مگر اسد کا دھیان ابھی بھی موبائل پر ہی تھا۔

"رامین سر جھٹکتے ہوئے' خدا حافظ کہہ کر گھر میں داخل ہو گئی۔

"رامین سلام کرتے ہوئے گھر میں داخل ہوئی۔

exponovels

"امی اس کے لیے کھانا پہلے ہی تیار رکھے بیٹھی تھیں۔

"امی میں کھانا آکر کھالوں گی' پہلے ابا کو کھانا دے آوں۔

"رامین جلدی سے گھر سے باہر نکل گئی' اور اماں آوازیں دیتی رہ گئیں۔

"رامین تیز تیز چلتی فیکٹری پہنچی' جلدی سے اندر داخل ہوئی۔

"رحیم چچا کو سلام کر کے کھانا تھماتے ہوئے واپس باہر آگئی۔

"رامین کو ڈر تھا کہ کہی پھر سے اس چشمے والے سے ملاقات نہ ہو جائے۔

"وہ تیز تیز چلتی جارہی تھی' کہ اچانک اس کے سامنے ایک گاڑی آرکی۔

"آج صبح سے گھر میں رونق سی لگی ہوئی تھی۔

"رانیہ، ہانیہ اور احتسام کی امی صبح سے گھر کو صاف کرنے اور کھانے بنانے میں لگی ہوئیں تھیں۔

"اگلے ہی دن احتسام کے اکاونٹ میں رقم بھیج دی تھی باس نے۔

"آج سنڈے تھا"

"احتسام کے چاچو اور پھوپھو کی فیملی آنے والی تھیں آج۔

"شادی کی ڈیٹ جو فکس ہونی تھی آج ہانیہ کی"

"چاچو کے دو ہی بیٹے ہیں' بڑا شعیب وہ شادی شدہ ہے۔

"جبکہ چھوٹے بیٹے زوہیب کے ساتھ رانیہ کی منگنی ہو چکی ہے۔

"چاچو کی فیملی پہلے ہی آگئی"

"سب نے خوشدلی سے ان کا استقبال کیا"

exponovels

"چاچو کی بہو گڑیا آتے ہی کچن میں چلی گئی' اور ہانیہ کو کمرے میں جا کر تیار ہونے کو کہا۔

"رانیہ نے منہ پھلا لیا"

مجھے بھی جانا ہے تیار ہونے بھابی' آپ نے بس ہانیہ کو بھیج دیا۔ مجھے کیوں نہی جانے کو کہا؟

"گڑیا مسکرا دی' تمہاری خیر ہے۔

"تمہاری بھی جب ڈیٹ فکس ہو گی تمہیں بھی بھیج دوں گی۔

"اب چپ چاپ کام کرو' بہانے نہی بناو۔

"جلدی سلاد بناو' پھوپھو لوگ آنے والے ہیں۔

"پتہ نہی وہ دن کب آئے گا' اپنے ایسے نصیب کہاں۔

"رانیہ ایک ہاتھ ماتھے پر رکھتے ہوئے بولی۔

"آج ہی بات کرتی ہوں۔ احتشام سے اور چچی جان سے' تمہاری اور زوہیب کی شادی کے بارے میں۔

"بتاتی ہوں ان کو' کہ تم کہہ رہی ہو کہ ہانیہ کے ساتھ ہی میری بھی شادی کی بات شروع کر دی جائے۔

"گڑیا کی بات پر رانیہ کا چہرہ زرد پڑ گیا"

"نہی بھابی میں تو مزاق کر رہی تھی' ابھی بناتی ہوں سلاد۔

"آپ کسی سے کچھ مت کہنا' رانیہ سچ میں ڈر گئی۔

"میں بھی مزاق ہی کر رہی ہوں' اب جلدی جلدی کام کرو ڈرامے باز"

"گڑیا مسکراتے ہوئے بولی' تو رانیہ کی جان میں جان آئی۔

"کیا بھابی آپ نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا' رانیہ پیاز چھیلتے ہوئے بولی۔

"شکر ہے امی کچن میں نہی ہیں' ورنہ ابھی میری کلاس لگ جانی تھی۔

exponovels

"رانیہ پیاز چھیل رہی تھی'اور آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔

"زوہیب کچن میں داخل ہوا۔

"اسلام وعلیکم !رانیہ کو دیکھتے ہی سلام کیا۔

"جبکہ سلام رانیہ کو کرنا چاہیے تھا'وہ اچانک زوہیب کو سامنے دیکھ کر جھینپ گئی۔

"وعلیکم اسلام "

"بہ مشکل رانیہ کے گلے سے آواز نکلی۔

"رانیہ نے ایک نظر اپنے حلیے پر ڈالی'اس کی حالت کام والی ماسی کی طرح تھی اس وقت۔

"خیریت ہے زوہیب تم کچن میں'میرا مطلب کچھ چاہیے تھا۔

"گڑیا مسکراتے ہوئے بولی۔

"نہی بھابی مجھے کچھ نہی چاہیے'بھائی آپ کو یاد کر رہے ہیں۔

"اچھا میں آتی ہوں ان کی بات سن کر'وہ مسکراتے ہوئے کچن سے باہر نکل گئیں۔

"ہمم تو کیسی ہو تم؟

"جناب نے تو باہر تشریف لانا نہی تھا'تو میں نے سوچا خود جا کر آپ کی خدمت میں سلام پیش کر دوں۔

"زوہیب چلتا ہوا رانیہ کے پاس آر کا۔

"رانیہ کے ہاتھ کانپنے لگے'زوہیب کے اس لہجے میں بات کرنے پر۔

"اچھا مجھے ماسی کے حلیے میں دیکھ کر میرا مزاق بنانے کو دل کر رہا ہو گا جناب کا۔

"رانیہ جلدی سے خود کو کمپوز کرتے ہوئے بولی۔

"ہر وقت فر فر باتیں کرنے والی رانیہ کے پاس الفاظ کم پڑ چکے تھے'بولنے کو۔

exponovels

"وہ ہمیشہ ایسی نہی تھی'جب سے زوہیب سے اس کا رشتہ طے ہوا تھا۔

"تب سے زوہیب کے سامنے آنے پر ایسے بے ہیو کرتی تھی"

"مجھے تو تم ہر روپ میں اچھی لگتی ہو"

"اب وہ روپ چاہے ماسی والا ہی کیوں ہو'آخری بات پر زوہیب کی ہنسی چھوٹ گئ"

"رانیہ غصے سے اسے گھورنے لگی'اور چھری اٹھا کر زوہیب کی طرف بڑھی۔

"میں تمہارا خون پی جاوں گی'غصے سے زوہیب کی طرف چھری کا رخ کرتے ہوئے بولی۔

"ہاں وہ تو تم نے پینا ہی ہے شادی کے بعد'ابھی تو بخش دو مجھے۔

"زوہیب آہستہ آواز میں بڑبڑایا"

"کیا کہا تم نے'رانیہ نے اس کی بربراہٹ سن لی؟

"کچھ نہی'میں تو بس یہ کہہ رہا تھا کہ تم اس حلیے میں بھی بہت پیاری لگ رہی ہو۔

"غصے میں اور بھی پیاری لگتی ہو'رانیہ کی ناک کھینچ کر مسکراتے ہوئے زوہیب کچن سے باہر نکل گیا۔

"رانیہ بس پیر پٹخ کر رہ گئ"

"جلدی سے آجاو باہر'میں انتظار کر رہا ہوں۔

"زوہیب کچن کے دروازے میں ہی رک کر بولا۔

"رانیہ چپ چاپ سلاد بنانے میں مصروف ہو گئ۔

"بھابی کچن میں داخل ہوئیں'رانیہ تم نے سلاد نہی بنائی ابھی تک؟

"اچھا چھوڑو تم'میں یہ دیکھ لوں گی۔

"تم جاو تیار ہو جاو'اور ہانیہ کو بھی دیکھو تیار ہوئی یا نہی۔

exponovels

"نہی بھابی میں بنا دیتی ہوں'رانیہ تھوڑی شرمندہ ہوئی۔

"زوہیب پر غصہ آیا اسے جی بھر کر'اس زوہیب کی وجہ سے میرا ٹائم ویسٹ ہو گیا۔

"ورنہ اب تک سلاد بنا لینی تھی میں نے۔

"نہی رانیہ تم جا کر تیار ہو جاو'میں مینیج کر لوں گی۔

"گڑیا کے بار بار کہنے پر رانیہ کو جانا ہی پڑا۔

"احتسام اپنا موبائل کمرے میں ہی بھول آیا تھا۔

"موبائل لینے کمرے میں آیا تو کسی انجان نمبر سے کال آرہی تھی۔

"احتسام نے کال پِک کی'موبائل کان سے لگایا۔

"وہ کتنی ہی دیر فون کان سے لگائے بیٹھا رہا'مگر دوسری طرف سے کوئی نہی بولا۔

"ایسا پچھلے دو دن سے ہو رہا تھا"

"کبھی دن کو'تو کبھی رات کو اسی نمبر سے کال آتی۔

"مگر بولتا کوئی بھی نہی تھا۔

"احتسام بول بول کر تھک جاتا'مگر دوسری طرف سے کوئی جواب نہی ملتا تھا۔

"آخر کار تنگ آکر احتسام کال کاٹ دیتا۔

"آج بھی ایسا ہی ہوا'احتسام نے غصے سے کال کاٹ دی۔

"موبائل جیب میں رکھتے ہوئے نیچے کی طرف بڑھ گیا۔

"احتسام نیچے آیا'تو پھوپھو کی فیملی بھی آچکی تھی۔سوائے دولہا کے۔

"احتسام بھی سلام کرتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔

exponovels

رانیہ اورہانیہ بھی تیار ہو کر آ گئیں تھیں۔

"خوشگوار ماحول میں سب نے ڈنر کیا۔

"کھانا کھانے کے بعد شادی کی ڈیٹ پر تبادلہ خیال کیا سب نے۔

"اگلے مہینے کی دس تاریخ کو جمعہ کا دن فائنل کیا گیا' نکاح کے لیے۔

"مہندی والے دن نکاح رکھا گیا"

"اور پھر ہفتے کو رخصتی' اور اتوار کو ولیمے کا فنکشن ڈیسائیڈ کر دیا گیا۔

"سب نے رانیہ کو اور ایک دوسرے کو مٹھائی کھلا کر' مبارک باد دی۔

"کچھ دیر بعد سب گھر کے لیے روانہ ہو گئے۔

"زوہیب نے ہانیہ کو ہاتھ ہلایا' گاڑی میں بیٹھتے ہوئے۔

"بدلے میں رانیہ نے اس کو گھورا۔

"زوہیب نے مسکراتے ہوئے گاڑی کا دروازہ بند کر دیا۔

"پتہ نہی یہ لڑکی کب سدھرے گی"

"دل ہی دل میں سوچتے زوہیب نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

"چاچو کی فیملی رخصت ہوئی' تو پھوپھو کی فیملی بھی رخصت ہو گئی۔

"سب لوگ چلے گئے' تو وہ سب بھی گیٹ بند کرتے ہوئے اندر کی طرف چل پڑے۔

"بھائی صرف دو ہفتے ہیں ہمارے پاس' اور کتنی زیادہ تیاریاں کرنی ہیں ہمیں۔

"رانیہ اندر آتے ہی بولنا شروع ہو گئی۔

"تم نے کیا کرنا ہے' بس کھاو، پیو اور آرام کرو"

exponovels

"ہم سب مینیج کر لیں گے"

"امی مسکراتے ہوئے بولیں۔

"احتسام اور ہانیہ بھی مسکرا دیئے'امی کی بات پر۔

"رانیہ نے سب کو مسکراتے دیکھا تو منہ پھلا کر بیٹھ گئی۔

"ٹھیک ہے مجھے پوچھنا ہی نہی چاہیے تھا'اب میں کسی کام میں مدد نہی کرواوں گی آپ لوگوں کی۔

"خود ہی سارے کام کرنا اب آپ لوگ'رانیہ منہ پھلاتے ہوئے کمرے میں چلی گئی۔

"احتسام اور ہانیہ کی ہنسی کی آواز گونجی گھر میں۔

"امی بھی مسکرا دیں'اب اس کے یہ نخرے تو چلتے ہی رہیں گے۔

"جی امی'یہ نخرے اس لیے دکھاتی ہے'کیونکہ ہم اس کے نخرے اٹھاتے ہیں'ہانیہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"ہاں بھئی!چلو ہانیہ منانے چلیں میڈم کو'احتسام مسکراتے ہوئے رانیہ کے کمرے کی طرف بڑھا۔

"لگتا ہے یہ دو ہفتے رانیہ کو مناتے مناتے ہی گزریں گے۔

"احتسام مسکراتے ہوئے بولا'اور دونوں ہانیہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

"رانیہ کھڑکی کے پاس منہ بُھلائے کھڑی تھی'ہانیہ اسے بازو سے کھینچتے ہوئے بیڈ پر لے آئی۔

"چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہونا کب چھوڑو گی تم۔

"ہانیہ یہ ڈریس دیکھا تم نے'میچنگ جوتے اور جیولری بھی ہے اس کے ساتھ۔

"تم دیکھو کیسا لگا تمہے'تاکہ میں آرڈر کروں جلدی سے'احتسام موبائل ہانیہ کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

"جی بھائی'یہ سارے ڈریس بہت خوبصورت ہیں۔

"رانیہ تم بھی دیکھ لو'اپنے لیے۔

exponovels

"ہانیہ نے فون رانیہ کی طرف بڑھایا' مگر رانیہ نے منہ موڑ لیا۔

واوو۔۔بھائی یہ کلرز بھی کتنے یونیق ہیں' میں تو آرڈر کرنے لگی ہوں۔

"رانیہ نے جلدی سے ہانیہ کے ہاتھ سے فون کھینچا دکھاو مجھے بھی!

"احتسام اور ہانیہ مسکرا دیئے' پہلے تو رانیہ تھوڑی شرمندہ ہوئی۔

"پھر خود ہی مسکرا دی"

"احتسام اور ہانیہ بھی مسکرا دیئے' احتسام نے رانیہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"میرے ہوتے ہوئے تم دونوں کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہی ہے۔

"سب مینیج کر لوں گا میں' بس تم دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ نظر آنی چاہیے مجھے۔

"دونوں بہنیں بھائی کے گلے لگ گئ۔

"تم دقتوں سلیکٹ کرو کپڑے' جب موبائیل فری ہو جائے تو مجھے کمرے میں دے جانا' احتسام دونوں کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا

"رامین کو جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا"

"وہ تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے' غصے سے دروازہ بند کرتے ہوئے رامین کی طرف بڑھا۔

"رامین چپ چاپ کھڑی رہی' وہ جانتی تھی یہاں سے بچ کر نکلنا ناممکن ہے۔

"اس کی بات سنے بغیر جانے نہی دے گا یہ مجھے"

"اس وقت رامین فیکٹری کے آخری کونے کے پاس کھڑی تھی۔

"تیز تپتی دھوپ' ویران گلیاں' دور دور تک کوئی دکھائی نہی دے رہا تھا۔

"وہ تیزی سے رامین کی طرف بڑھا' آج بھی آنکھوں پر سن گلاسز لگا رکھے تھے۔

"ہمیشہ کی طرح ویل ڈریسڈ' وائٹ شرٹ، بلیو پینٹ کوٹ، اور بلیو ٹائی، آنکھوں پر بلیو شیڈز سن گلاسز۔

"اتنی میچنگز' رامین دل ہی دل میں سوچنے لگی' اتنی میچنگز تو لڑکیاں بھی نہی کرتی ہو گی۔

"اُفف۔۔ خیر مجھے کیا!

"وہ رامین کے سامنے آرکا"

"میرا فون کہاں ہے؟

"سوالیہ انداز تھا' غصے سے بھرپور"

"ایک پل کے لیے رامین کا دل کیا کہ اس سے پوچھے کونسا فون؟

"کیسا فون؟

کب دیا مجھے فون؟

"مگر وہ ایسا کچھ نہی بولی"

"آپ کا فون کل تک مل جائے گا' ٹھیک کروانے کے لیے بھیجا ہے۔

"رامین نے بے دلی سے جواب دیا۔

"کس کو دیا ہے میرا فون ٹھیک کروانے کے لیے؟

"غصے بھرے انداز میں پوچھا گیا۔

"جس کو بھی دیا ہو آپ کو اس بات سے مطلب نہی ہونا چاہیے۔

"آپ کو بس اپنے فون سے مطلب ہے۔

"وہ میری غلطی کی وجہ سے ٹوٹا۔

"آپ کا نقصان ہوا"

exponovels

"وہ میں بھرنے کو تیار ہوں"

"حالانکہ آپ کا نقصان اتنا بڑا نہیں تھا' کہ آپ مجھے اس طرح سے بلیک میل کرتے۔

"خیر جو بھی ہو' آپ کا فون آپ کو کل مل جائے گا۔

"اس کے بعد آپ کا راستہ الگ اور میرا الگ۔

"دوبارہ میرے راستے میں آنے کی کوشش مت کریئے گا۔

"ورنہ اچھا نہیں ہو گا"

"اپنی بات مکمل کرتے ہوئے رامین وہاں سے چل پڑی۔

"اس نے رامین کو بازو سے کھینچ کر آگے بڑھنے سے روکا۔

"رامین گاڑی کے دروازے کے ساتھ جا لگی۔

"کون ہے وہ لڑکا؟

"غصے سے سوال پوچھا گیا۔

"کون لڑکا؟

"رامین جان بوجھ کر انجان بنی۔

"تم اچھی طرح جانتی ہو' میں کس لڑکے کی بات کر رہا ہوں۔

"وہی جس کو تم میرا فون دیا ہے ٹھیک کروانے کے لیے۔

"تمہارا نام کیسے جانتا ہے وہ؟

"مجھ سے کہہ رہا تھا' کہ میں تم سے دور رہوں۔

"کیا بتایا تم نے اسے میرے بارے میں۔

"کیسے جانتی ہو تم اسے ؟

"مجھے ان سارے سوالوں کے جواب چاہیے ابھی کے ابھی۔

"وہ ایک ہاتھ گاڑی پر ٹکائے 'اور دوسرا ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے رامین کے پاس کھڑا تھا۔

"اس کا لہجہ بہت عجیب لگا رامین کو۔

"میں ضروری نہی سمجھتی آپ کو ان سارے سوالوں کے جواب دینا۔

"آپ کو آپ کا فون کل مل جائے گا۔

"اب مجھے جانے دیں یہاں سے 'مجھے دیر ہو رہی ہے۔

"اس نے غصے سے گاڑی کا دروازہ کھول کر رامین کو گاڑی میں بٹھا دیا۔

"اور خود جلدی سے گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔

"اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے 'رامین چلائی۔

"گاڑی روکیں مجھے جانے دیں۔

"رامین چلا رہی تھی 'مگر وہ رامین کی کوئی بات نہی سن رہا تھا۔

"گاڑی کی رفتار بہت تیز تھی۔

"رامین کو لگا آج وہ زندہ گھر نہی جا پائے گی۔

"آخر کار اس نے گاڑی روک دی 'ایک سنسان جگہ پر۔

"خالی سڑک 'دور دور تک کوئی نظر نہی آ رہا تھا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے 'کہاں لے آئے ہیں آپ مجھے ؟

exponovels

"بد تمیزی کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے۔

"رامین بولی جارہی تھی"

"مگر اس پر رامین کی کسی بات کا کوئی اثر نہی پڑ رہا تھا۔

"وہ سٹیر نگ وہیل پر سر گرائے بیٹھا تھا۔

"ایک دم سر اوپر اٹھایا"

"چُپ۔۔ بلکل چُپ۔۔اب اگر تم ایک لفظ بھی بولی تو گلہ دبا دوں گا میں تمہارا۔

"اور کسی کو تمہاری لاش بھی نہی ملنی دفنانے کو۔

"انگلی اٹھا کر وہ رامین کو چپ ہونے کا کہنے لگا۔

"اور دوبارہ سر سٹئیر نگ وہیل پر جھکا دیا۔

"رامین کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی۔

"وہ بہت بری طرح پھنس چکی تھی۔

"اسے یہاں سے بچ کر نکلنے کی کوئی راہ نہی نظر آ رہی تھی۔

"بے بسی سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

"رامین کی سسکیوں کی آواز گاڑی میں پھیل رہی تھی۔

"اس نے سٹئیر نگ وہیل سے سر اٹھا کر رامین کی طرف دیکھا۔

"اور ہاتھ بڑھا کر رامین کے آنسو صاف کیے۔

"میں بہت محبت کرتا ہوں تم سے 'شادی کرنا چاہتا ہوں۔

exponovels

"ہمارے درمیان کسی تیسرے کا وجود برداشت نہی کر سکتا میں' رامین کا دایا گال پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے وہ اپنے دل کی بات کہہ رہا تھا۔

"رامین بس الجھی الجھی نگاہوں سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاو دیکھ رہی تھی۔

"گلاسز کے پیچھے چھپی اس کی آنکھوں کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"مگر اس کی آنکھوں کو نہی دیکھ پائی۔

"رامین ہوش میں آئی' اور غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"رامین کے ہاتھ جھٹکنے پر اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"واہ۔۔۔ کیسی محبت ہے آپ کی' دو دن میں آپ کو مجھ سے محبت بھی ہو گئی۔

"دو دن میں آپ کو اتنا بھی حق مل گیا' کہ آپ مجھے زبردستی کہیں بھی لے جا سکتے ہیں۔

"جب آپ کا دل چاہے آپ میرا ہاتھ تھام سکتے ہیں۔

"رامین کا لہجہ بہت غصے طنزیہ تھا۔

"یہ محبت نہی ہے' یہ غرور ہے۔

"پیسے کی طاقت ہے۔

"آپ امیر ہیں' بہت بڑی فیکٹری کے مالک۔

"اور میں غریب ہوں' آپ کی فیکٹری کے چپڑاسی کی بیٹی۔

"اسی لیے آپ کا حق بنتا ہے' یہ سب کچھ کرنے کا۔

"کیوں؟

"کیا غریب کی بیٹی کی کوئی عزت نہی ہوتی؟

For more visit (exponovels.com)

"کیا امیروں کو حق ہے 'غریبوں کی عزت کو پامال کرنے کا؟

"بس کر دیں آپ!

"میں ان لڑکیوں میں سے نہی ہوں 'جن کو آپ اپنی گاڑی میں بٹھا کر حسین خواب دکھا کر اپنی محبت پر یقین دلوا لیں گے۔

"میں صدیق احمد کی بیٹی ہوں 'جو غریب تو ہے مگر بہت غیرت مند ہے۔

"اور اپنے باپ کی عزت کا خیال ہے مجھے 'بہتر یہی ہو گا کہ آپ نے مجھے جہاں سے گاڑی میں بٹھایا تھا۔

"وہی پر مجھے واپس چھوڑ آئیں۔

"ہمارے درمیان جو امیری، غریبی کا فرق ہے 'اس فرق کو ایسے ہی رہنے دیں۔

"اور رہی بات اس لڑکے کی 'تو میں آپ کو بتا دوں۔

"وہ میرا ہونے والا شوہر ہے۔

"بہت جلد ہماری شادی ہونے والی ہے۔

"اور میں بہت خوش ہوں اپنی زندگی میں 'اگر آپ کی اس حرکت کے بارے میں پتہ چل گیا 'میرے ہونے والے شوہر کو۔

"تو اچھا نہی ہو گا 'آپ کے لیے۔

"امید ہے میری بات آپ سمجھ گئے ہو گے۔

"اب بہتر یہی ہو گا 'کہ آپ مجھے جہاں سے لے کر آئے تھے 'وہی چھوڑ آئے۔

"رامین کی باتیں سُن کر اس کی سٹئیرنگ وہیل پر گرفت مظبوط ہوئی۔

"وہ بہت ظبط سے سُن رہا تھا۔

exponovels

"رامین خاموش ہوئی' تو وہ رامین کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔

"یہ جو امیری، غریبی کا فرق ہے نہ؟

"یہ میرے لیے کوئی معنی نہی رکھتا۔

"میں بس تمہیں چاہتا ہوں' اور تمہاری خاطر اس فرق کو ختم بھی کر سکتا ہوں۔

"اور رہی بات تمہارے فیوچر ہسبینڈ کی' تو اسے بھول جاو۔

"اور اپنے دل و دماغ میں میرا خیال بسالو۔

"کیونکہ تمہاری یہ خواہش میں پوری نہی ہونے دوں گا۔

"بتا دینا اسے' اور وارن کر دینا اسے' کہ اب دوبارہ تم سے ملنے کی کوشش نہ کرے۔

"ورنہ اچھا نہی ہو گا۔

"اب تم میری امانت ہو اس گھر میں' بہت جلد اپنی زندگی میں شامل کرنے والا ہوں میں۔

"اُمید ہے میری بات تم اچھی طرح سمجھ گئی ہو گی۔

"آخری بات پر وہ مسکرایا' اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔

"ایسا ہونے نہی دے گا وہ' وہ پرنس ہے۔

"جیتنے کا عادی ہے وہ' کسی بھول میں مت رہنا تم۔

"رامین کے لہجے میں پختگی سی تھی۔

"اگر وہ پرنس ہے تو میں کنگ ہوں۔

"اور پرنس جتنا بھی طاقتور بن جائے' کنگ سے نہی جیت سکتا۔

"وہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے بولا۔

exponovels

"اس کے لہجے میں بھی پختگی تھی۔

"کبھی کبھی بادشاہ کو بھی ہار کا مزہ چکھنا پڑ جاتا ہے' رامین اس کی بات پر بدمزہ ہوئی۔

"میں ان بادشاہوں میں سے نہی ہوں' میں نے ہمیشہ جیت کا مزہ چکھا ہے۔

"ہار کیا ہوتی ہے' میں نہی جانتا۔

"میں نے بس جیتنا سیکھا ہے"

"جیت کنگ کی ہوگی یا پرنس کی' یہ تو وقت ہی بتائے گا' رامین کھڑکی سے باہر سڑک پر نظریں گاڑے بولی۔

"ٹھیک ہے یہ تو وقت آنے پر ہی پتہ چلے گا' لیکن تم بھی وعدہ کرو۔

"جو جیتا تم اس کو دل سے قبول کرو گی۔

"وعدہ۔۔۔رامین بے بسی سے بولی۔

"وہ بس جلد از جلد اس گاڑی سے باہر نکلنا چاہتی تھی۔

"اس کا دم گھٹ رہا تھا اس گاڑی میں۔

"گاڑی فیکٹری کے پاس وہی لا کر روک دی اس نے جہاں سے چلی تھی۔

"رامین جلدی سے دروازہ کھولتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلی۔

"اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' مگر رامین کو اس کی مسکراہٹ زہر لگی۔

"رامین جلدی سے گھر کی طرف چل پڑی' اس نے واپس مڑ کر نہی دیکھا۔

"سامنے سے اسد آ رہا تھا' اور یقیناً وہ رامین کو گاڑی سے نکلتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔

"رامین بھاری قدموں کے ساتھ آگے بڑھنے لگی۔

exponovels

"احتسام کمرے میں آکر لیٹ گیا۔

"صبح سے کاموں میں لگا تھا تھک چکا تھا۔

"صبح آفس بھی جانا تھا۔

"احتسام کی آنکھ لگ گئی۔

"کچھ دیر بعد ہی رانیہ اسے آوازیں دینا شروع ہو گئی۔

"بھائی آپ کا فون!

"رانیہ کی آواز پر احتسام جلدی سے اٹھ بیٹھا۔

"کس کا فون ہے' جلدی سے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"رانیہ نے مسکراتے ہوئے فون احتسام کی طرف بڑھایا۔

"بھائی فون تو بند ہو گیا' کسی لڑکی کا ہو گا' میرا مطلب ہماری ہونے والی بھابی کا۔

"رانیہ باز آجاو تم!

"احتسام نے اسے وارن کیا۔

"رانیہ مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی' پھر پلٹی بھائی دروازہ بند کر لیں۔

"پھر بات کر لیجیئے گا' رانیہ جلدی سے بول کر بھاگ گئی۔

"احتسام کے دماغ میں دھماکا سا ہوا' اس کے ذہن میں رانیہ کی بات گونجی۔

"کسی لڑکی کا ہو گا"

"احتسام کے دل میں صلہ کا خیال آیا۔

"کہی صلہ تو نہی' نہی یہ نہی ہو سکتا۔

exponovels

"اس کے پاس میرا نمبر کہاں سے آئے گا۔

"ویسے بھی وہ اس دن کے بعد سے گھر نہی آئی۔

"اور نہ ہی مجھے کبھی دوبارہ ملی۔

"مگر یہ ہو بھی سکتا ہے'وہ گھر تک پہنچ گئی ہے۔

"اس کے لیے میرا نمبر حاصل کرنا کوئی مشکل کام تو نہی۔

"ابھی پتہ چل جائے گا'احتسام نے وہی نمبر ڈائل کیا۔

"بہت دیر تک نمبر ملاتا رہا'مگر کال ریسیو نہی کی کسی نے۔

"آخر کار احتسام نے تھک کر فون سائیڈ پر رکھ دیا۔

"اور سونے کے لیے لیٹ گیا۔

کچھ دیر بعد احتسام کو فون بجنے کی آواز آئی۔

"اس نے کال ریسیو کی'دوسری طرف مکمل خاموشی تھی۔

"جب پتہ ہے میں بات نہی کرنا چاہتا تو کیوں روز روز فون کرتی ہو۔

"اپنا اور میرا وقت ضائع کیوں کرتی ہو۔

"احتسام نے خاموشی توڑی۔

"کیا کروں'دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔

"صلہ کی آواز گونجی احتسام کے کانوں میں۔

"احتسام کے سر میں درد کی ٹھیس اٹھی'وہ ایک ہاتھ سے اپنا ماتھا مسلنے لگا۔

"مگر میں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور نہی ہوں۔

exponovels

"میرا پیچھا چھوڑ کیوں نہی دیتی تم' احتسام کی آواز تھکی سی تھی۔

"کیونکہ میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو چکی ہوں۔

"میں جتنی بھی کوشش کر لوں' تم سے دور جانے کی۔

"میرا دل تمہاری طرف کھینچتا ہے۔

"کوئی قوت سی ہے' جو مجھے تمہاری طرف کھینچتی ہے۔

"میں نا چاہتے ہوئے بھی تم سے دور نہی جا پاتی۔

"میں نہی جانتی' پتہ نہی کیوں؟

"پر میرا دل مجھے تمہاری طرف جھکنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

"میں چاہتی ہوں کہ تم سنواروں' میں زندگی کی رنگینیوں میں کھو سی گئی ہوں۔

"میں چاہتی ہوں تم میرا نصیب بن جاو۔

"میں اپنے نام کے ساتھ تمہارا نام دیکھنا چاہتی ہوں۔

"کیا تم میری یہ خواہش پوری نہی کر سکتے؟

آخر کیوں؟

"احتسام بس خاموشی سے صلہ کی آواز سُن رہا تھا۔

"اب صلہ خاموش ہو چکی تھی' اس کی سسکیاں فون میں گونج رہی تھیں۔

سو جاو' احتسام نے بس اتنا بول کر کال کاٹ دی۔

"صلہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' وہ بس اتنی بات پر خوش ہو گئی۔

"احتسام نے بس یہ کہا کہ سو جاو' یہ نہی کہا کہ دوبارہ مجھے فون مت کرنا۔

exponovels

"وہ مسکراتے ہوئے اپنے آنسو صاف کر کے سونے کے لیے لیٹ گئی۔

"احتسام فون سائیڈ پر رکھ کر سوچوں میں گم ہو گیا۔

"آخر کار جب بہت دیر تک بھی نیند نہی آئی' تو اس نے اٹھ کر دراز میں سے نیند کی گولی نکالی۔

"اور پانی کے ساتھ نگل کر' سونے کے لیے لیٹ گیا۔

"رامین کے لیے ایک ایک قدم اٹھانا مشکل ہو رہا تھا۔

"اسد وہی کھڑا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

اس کے دیکھنے سے تو ایسا لگ رہا تھا' جیسے اس نے سب دیکھ لیا ہو۔

رامین بری طرح پھنس چکی تھی۔

پہلے اس کو یہ ٹینشن تھی' کہ گھر جا کر اماں کو کیا بتائے گی۔

کیوں اتنی دیر گھر آئی ہے۔

ابھی تک اس کے لیے بہانہ نہی سوچ پا رہی تھی وہ۔

کہ سامنے سے ایک اور ٹینشن کھڑی تھی' اسد کی صورت میں۔

رامین اسد کے پاس سے گزر کر آگے بڑھنے ہی لگی تھی' کہ اس کے کانوں میں اسد کی آواز سنائی دی۔

رامین!

اسد نے اسے پکارا۔

رامین کو نا چاہتے ہوئے بھی رکنا پڑا۔

وہ اسد کی طرف پلٹی' مگر نظریں زمین پر ٹکائے بولی۔۔۔جی۔

"رامین کو اپنی آواز کہیں دور سے آتی سنائی دی۔

اس کے لیے بولنا مشکل ہو رہا تھا۔

پسینے سے چہرہ تر ہو چکا تھا۔

یہ سوچ سوچ کر کہ اگر اسد نے پوچھ لیا۔

اس گاڑی کے بارے میں تو کیا جواب دوں گی۔

اسد نے رامین کی طرف ایک شاپر بڑھایا۔

جو رامین نے نا سمجھی سے جلدی سے تھام لیا۔

یہ بھی پوچھنا ضروری نہی سمجھا کہ اس میں کیا ہے۔

مجھے کیوں دے رہے ہو۔

گھبراہٹ کی وجہ سے ایسے لگ رہا تھا' جیسے وہ ہوش میں نہی تھی۔

وہ بس جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتی تھی۔

وہ اس سیچوایشن میں نہی تھی' کہ اسد کے کسی سوال کا جواب دے سکے۔

وہ یہی چاہتی تھی' کہ اسد اس سے کوئی سوال نا کرے۔

اور ایسا ہی ہوا تھا' اسد نے اس سے کوئی سوال نہی کیا۔

"اسد بغیر کوئی سوال کیے وہاں سے چل پڑا۔۔چند قدم چل کر رکا۔

"یہ پرنس نے دیا تھا' تمہارے لیے"

کسی ضروری کام کی وجہ سے وہ نہی آ سکے گا۔

اس نے مجھ سے کہا تھا کہ تم تک پہنچا دوں۔

exponovels

اسد پلٹا نہی۔۔رخ دوسری طرف موڑے کھڑا بولا۔

اور بس اتنا ہی بول کر تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔

"پرنس کے نام پر رامین ہوش میں آئی"

"پرنس"

"یہ پرنس نے دیا ہے میرے لیے""اسد تم کیسے جانتے ہو پرنس کو؟" تمھیں پرنس نے کب بتایا' کہ وہ مجھے جانتا ہے؟ وہ یہ سب سوال اسد سے پوچھنا چاہتی تھی۔

مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی۔اسد جا چکا تھا۔اسے حیرانگی کے سمندر میں چھوڑ کر وہ یہاں سے جا چکا تھا۔

رامین کے لیے یہ سب سمجھنا مشکل ہو رہا تھا۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟

اسد کیسے جانتا ہے پرنس کو؟

"میرا شک درست تھا شاید' اسد ہی پرنس ہے"

میں تو بھول ہی گئی تھی' مجھے اسد کی آنکھیں دیکھنی تھیں۔

مگر میں نہی دیکھ سکی۔

اگر میں تھوڑی سی ہمت کر کے اسد کی آنکھوں میں دیکھ لیتی تو جان لیتی' کہ وہی پرنس ہے یا نہی۔

"کیا ہو رہا ہے یہ سب میرے ساتھ"

اب اس فون کا کیا کروں؟

اماں میرا انتظار کر رہی ہو گی' اور اگر ابھی انہوں نے میرے ہاتھ میں یہ فون دیکھ لیا تو پتہ نہی کیا سوچیں گی وہ۔

مجھے یہ ابھی واپس کر دینا چاہیے' ابھی میں فیکٹری کے نزدیک ہی تو ہوں۔

exponovels

ہاں یہ ٹھیک ہے'رامین جلدی سے فیکٹری کی طرف بڑھی۔

رحیم چچا!

اس نے جلدی سے پکارا۔

رامین کی آواز پر وہ تیزی سے رامین کی طرف بڑھے۔

کیا ہوا رامین بیٹا'تم گھر نہی گئی ابھی تک یہی ہو؟سب خیریت تو ہے نا؟وہ فکرمندی سے بولے۔

جی رحیم چچا یہ فون ہے آپ کے صاحب جی کا'وہ اس دن مجھ سے ٹوٹ گیا تھا نہ؟

رامین نے ان کو یاد دلانے کی کوشش کی۔

ہاں مجھے یاد ہے بیٹا۔

یہ فون ٹھیک کروادیا ہے میں نے'ان کا نقصان جو ہوا تھا میری وجہ سے۔آپ یہ ان کو دے دیجئے گا'میں خود پہنچا دیتی۔مگر میں پہلے ہی لیٹ ہو چکی ہوں'اسی لیے آپ ان تک پہنچا دیجیے گا۔لیکن ابا سے اس بات کا ذکر بھول کر بھی مت کرنا آپ'خوامخواہ پریشان ہو جائیں گے وہ۔

اچھا بیٹا میں یہ دے دوں گا ان کو'تم جاو دھیان سے گھر۔

رامین سر ہلاتے ہوئے جلدی سے فیکٹری کا دروازہ پار کرتے ہوئے باہر نکل گئی۔

تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے گھر کی طرف چل دی۔

پرنس کا راز اب بھی راز ہی تھا۔

وہ جو سوچ رہی تھی آج اس راز سے پردہ اٹھا لے گی۔

مگر ایسا ممکن نہی ہو سکا۔

انہی سوچوں میں گم رامین گھر پہنچی۔

exponovels

اماں اسی کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔

رامین کے پیروں تلے جیسے زمین ہی نکل گئی ہو۔

اماں کو کیا جواب دوں میں'سوچ سوچ کر اس کا حلق تک خشک ہو گیا۔

اماں وہ میں تھوڑا لیٹ ہو گئی'بہ مشکل وہ بس اتنا ہی بول پائی۔

ہاں ہاں جانتی ہوں'تم ثوبیہ کے گھر چلی گئی تھی۔اسد بتا گیا تھا مجھے'کہ تم ان کی طرف ہو۔کچھ دیر تک آ جاو گی۔کوئی بات نہی'تم نے صبح سے کچھ نہی کھایا مجھے بس اس بات کی فکر لگی ہوئی تھی۔آ جاو ہاتھ،منہ دھو کر کھانا کھا لو۔میں گرم کر کے لا رہی ہوں۔

اماں کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

مگر رامین جہاں کھڑی تھی'وہی کھڑی رہ گئی۔

اسد نے جھوٹ کیوں بولا؟تو کیا اسد مجھے گاڑی میں بیٹھ کر جاتے دیکھ چکا تھا؟اس نے اگر مجھے دیکھ لیا تھا تو مجھ سے کچھ پوچھا کیوں نہی؟اور وہ فون اسد کے پاس کیسے آیا؟یہ سب کچھ اتفاق نہی ہو سکتا'ایسا کچھ تو ہے۔جو میری آنکھوں کے سامنے ہوتے ہوئے بھی مجھے نظر نہی آ رہا۔

رامین تم ابھی تک یہیں کھڑی ہو؟

اماں کی آواز پر رامین چونکی۔

جی اماں'بس جا رہی ہوں۔

رامین جلدی سے ہاتھ منہ دھونے چلی گئی۔

وہ اپنے آفس میں داخل ہوا'کچھ دیر کمرے میں ٹہلتا رہا۔آخر تھک کر بیٹھ گیا۔

exponovels

سمجھ نہی آ رہا کچھ بھی کیسے بات کروں ڈیڈ سے۔

اپنی اور رامین کی شادی کی۔ پتہ نہی کیساری ایکشن ہو ان کا۔ جو بھی ہو مجھے بات تو کرنی ہی ہے۔ مجھے ہمت کرنی پڑے گی۔ کہی ایسا نا ہو کہ دیر ہو جائے۔ پھر ساری عمر پچھتا تا رہوں میں۔ رامین اچھی لڑکی ہے 'اور معصوم بھی۔ بلکل پرفیکٹ ہے میرے لیے۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئ۔

وہ انہی سوچوں میں گم بیٹھا تھا 'تب ہی دروازہ ناک ہوا۔

کم ان۔۔۔ اس نے جواب دیا۔

رحیم اندر آیا۔

صاحب جی یہ آپ کا سامان ہے 'رامین بیٹی دے کر گئی ہے۔ انہوں نے وہ شاپر ٹیبل پر رکھ دیا۔

ٹھیک ہے آپ جائیں میں دیکھ لیتا ہوں۔ شکریہ...

رحیم آفس سے باہر نکل گیا۔

اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئ۔

جانتا تھا اس میں کیا ہے۔

شاپر کی طرف ہاتھ بڑھا کر اپنا فون باہر نکالا۔

یہ فون تو بس ایک بہانہ تھا۔ دراصل میں تو تم سے جڑے رہنا چاہتا تھا۔ سوچا تھا تم یہ فون ٹھیک نہی کروا سکو گی جلدی 'تو بار اسی بہانے سے ملاقات کر سکوں گا۔

" مگر اس پرنس نے سب بگاڑ دیا"

اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئ'

جو بھی ہو تم نپٹ لوں گا میں تم سے۔ڈیڈ سے بات ابھی کرنی ہو گی مجھے۔کوئی رسک نہی لینا چاہتا۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی فیصلہ کرلے' مجھے فیصلہ کرنا پڑے گا۔

وہ اپنا فون اٹھاتے ہوئے اپنے آفس سے باہر نکل گیا۔اور دروازہ ناک کیے بغیر آفس میں داخل ہو گیا۔

کرسی کھینچتے ہوئے بیٹھ گیا۔

ڈیڈ کیسے ہیں آپ؟ مختصر سا سوال پوچھا گیا۔

ہمم ٹھیک ہوں۔تم کیسے ہو۔کب بڑے ہو گے تم' کتنی بار سمجھایا ہے تمہیں جب کسی کے کمرے میں جاو' دروازہ ناک کر کے جایا کرو۔مگر تم ٹھہرے اپنی مرضی کے مالک' کہاں سنتے ہو میری باتیں۔

ان کا لہجہ افسردہ سا تھا۔

ڈیڈ آپ دروازے کی بات دروازے تک ہی رہنے دیں تو اچھا ہے۔مزید پھیلاو نا پھیلائے آپ۔۔پلیز

اس کی آواز میں بے رخی سی تھی۔

اور یہ کسی کا دروازہ نہی آپ کے کمرے کا دروازہ ہے۔میرا جب دل چاہے گا' بنا ناک کیے آوں گا میں' اس نے گلاسز اتار کر ٹیبل پر رکھ دیئے۔

وہ پھیکا سا مسکرا دیئے' خیریت تو ہے آجکل گلاسز نہی اتارتے آنکھوں سے۔

جی ڈیڈ۔۔۔آپ تو جانتے ہی ہے کتنی لڑکیاں دیوانی ہیں ان آنکھوں کی۔اگر آپ کے بیٹے کو نظر لگ گئی تو' اسی لیے میں رسک نہی لیتا۔گلاسز آنکھوں پر سجائے رکھتا ہوں۔

اس کی بات پر ان کا قہقہ گونجا'

ہاں یہ تو ہے۔اچھا کتنے پیسے چاہیے؟ وہ کام کی بات پر آئے۔

exponovels

ڈیڈ کیا میں صرف پیسوں کے لیے آتا ہوں آپ کے پاس۔ مجھے پیسے نہی چاہیے' بلکہ کچھ اور چاہیے آپ سے۔ اُمید ہے آپ مجھے خالی ہاتھ نہی موڑیں گے۔

حکم کریں جناب! آج سے پہلے کبھی کوئی بات' کوئی فرمائش ٹالی ہے میں نے جناب کی۔ بولو کیا چاہیے۔ ملک اظہر کے بیٹے ہو تم' اور ملک اظہر کے ہوتے ہوئے تمہاری کوئی خواہش ادھوری نہی رہے گی۔

بولو!

ڈیڈ مجھے صدیق احمد کی بیٹی سے شادی کرنی ہے۔

واٹ۔۔۔ وہ حیران ہوئے۔ اگر یہ مزاق تھا' تو مجھے زرا پسند نہی آیا۔ وہ ہنستے ہوئے بولے۔

نہی ڈیڈ۔۔ یہ مذاق نہی ہے' میں واقعی صدیق احمد کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔

تم جانتے بھی ہو کیا کہہ رہے ہو؟ ملک صاحب کو اپنے بیٹے کی دماغی حالت پر شک ہوا۔

جی ڈیڈ۔۔ میں جانتا ہوں' میں کیا کہہ رہا ہوں۔ آپ نے ابھی ابھی کہا ہے کہ آپ کے ہوتے ہوئے میری کوئی خواہش ادھوری نہی رہے گی۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میری یہ خواہش بھی پوری کر سکتے ہیں۔ وہ پر امید ہو کر بولا۔

تم جس لڑکی سے بھی شادی کرنا چاہو کر لو' مگر وہ ہمارے سٹینڈرڈ کی ہو۔ یہ رشتہ مجھے منظور نہی' لوگ کیا سوچے گا۔ ملک اظہر نے اپنے بیٹے کی شادی اپنی فیکٹری کے چپڑاسی کی بیٹی سے کر دی۔

لوگ کیا کہیں گے' یہ میں نہی جانتا ڈیڈ۔ "میں بس اتنا جانتا ہوں' کہ میں اس لڑکی سے محبت کرتا ہوں" اور اسی سے شادی کروں گا۔ آپ کو منظور ہو یا نا ہو' وہ اپنے گلاسز اٹھاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا۔

رکو تو سہی یار' مجھے منظور ہے یہ رشتہ۔ واپس آو۔ ملک صاحب کی آواز پر وہ پلٹا' اور واپس کرسی پر آ بیٹھا۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں نا ڈیڈ؟ اس نے تصدیق کرنا چاہی۔

exponovels

ہاں بھئی سچ کہہ رہا ہوں۔اب یہ بتاو' کب جانا ہے پھر ہمیں اپنی بیٹی کا ہاتھ مانگنے۔ملک صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔

آج ہی جانا ہو گا ڈیڈ' مام کو کیسے منانا ہے یہ آپ پر ڈیپینڈ کرتا ہے۔آپ مام کو لے شام کو تیار رہیں۔پھر چلتے ہیں ہم۔

سب سے مشکل کام مجھے دے دیا تم نے' خود ہی بات کر لو اپنی ماں سے۔میرے ساتھ پتہ نہی کیا سلوک کرے وہ یہ سب سن کر۔

آپ کی بیوی ہے آپ ہی سنبھالیے ڈیڈ' مجھے دور رکھیں آپ اس معاملے سے۔ابھی میں چلتا ہوں' شام کو جلدی تیار رہنا پھر آپ۔

گلاسز اٹھاتے ہوئے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

اس کے باہر جاتے ہی ملک صاحب نے مینیجر کو کمرے میں بلایا۔اور اس سے کہا کہ صدیق احمد کو ابھی اس نوکری سے فارغ کر دو۔

رامین بچوں کے پاس بیٹھی ان کو پڑھا رہی تھی۔تب ہی ابا پریشان سے گھر میں داخل ہوئے۔

ابا آپ اس وقت گھر' آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟رامین فکر مندی سے ان کی طرف بڑھی۔

ہاں بیٹا میری طبیعت تو ٹھیک ہے مگر۔وہ بولنے سے رک گئے۔

مگر' کیا ہوا ابا۔آپ کچھ بول کیوں نہی رہے۔

رامین پریشان ہو چکی تھی۔

رامین کی امی نے پانی کا گلاس ان کی طرف بڑھایا۔

انہوں نے پانی کا گلاس تھام لیا۔

exponovels

مجھے نوکری سے نکال دیا مینیجر نے۔ اور وجہ بھی نہی بتائی۔ کہنے لگا تمہاری اس مہینے کی تنخواہ گھر پہنچ جائے گی۔

ایسا کیسے کر سکتے ہیں وہ ابا' آپ نے ان سے وجہ تو پوچھنی تھی۔ آخر کیوں نکالا ہے نوکری سے۔ میں بات کروں گی کل ان سے 'ابا آپ فکر مت کریں۔ ایسے کیسے نکال سکتے ہیں وہ آپ کو نوکری سے۔

نہی رامین تم رہنے دو' میں کل دوبارہ جاو گا بات کرنے۔ اگر مان گئے تو ٹھیک ہے' ورنہ دوسری نوکری ڈھونڈ لوں گا۔

ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ دروازہ ناک ہوا۔

رامین کے ابا دروازے کی طرف بڑھے۔

دروازہ کھولا تو سامنے رانی کی ماں کھڑی تھیں۔

اسلام و علیکم بھائی صاحب۔

و علیکم اسلام آجائیں اندر بھابی۔۔ وہ مسکرا کر سلام کا جواب دیتے ہوئے سائیڈ پر ہٹ گئے۔

وہ سلام کرتے ہوئے اندر داخل ہوئیں۔

آج ہم لوگ جا رہے ہیں یہاں سے' تو سوچا جانے سے پہلے مل لوں آپ سب سے۔

بہت اچھا وقت گزرا اس محلے میں آپ سب کے ساتھ۔

آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں' رامین کی اماں فکر مندی سے بولیں۔

میری رانی کی شادی طے ہو گئی ہے نا' بہت اچھے گھرانے میں۔ نکاح کر دیا ہے' اب شادی ہے اسی مہینے۔

میرا داماد بہت اچھا ہے۔ اس نے ہمیں نیا گھر تحفے میں دیا ہے۔ بہت امیر لوگ ہیں وہ۔ میری بیٹی راج کرے گی وہاں۔ ان کا گھر' گھر نہی محل ہے۔ ہم تو کبھی سوچ بھی نہی سکتے تھے کہ ہماری قسمت یوں کھل جائے گی۔ یہ رانی کی شادی کا کارڈ ہے' آپ سب آنا ضرور اب میں چلتی ہوں۔ خدا حافظ۔۔ وہ مسکراتی ہوئی باہر کی طرف بڑھ گئیں۔

exponovels

رامین بچوں کو پڑھانے میں مصروف ہو گئی۔اس کی سمجھ میں نہی آ رہا تھا'اچانک سے ابا کو نوکری سے کیوں نکال دیا انہوں نے۔کوئی تو بات ہوئی ہو گی۔ کہی اس نے تو نہی'میں نے فون رحیم چچا کے ہاتھ بھجوایا۔اس لیے تو نہی نکال دیا'ابا کو نوکری سے۔ عجیب ہی انسان ہے یہ'انسانیت تو بس نام کی ہی رہ گئی ہے دنیا میں۔

رامین کے ابا کمرے میں چلے گئے۔ان کے دل میں بھی دولتمند داماد کی خواہش پیدا ہوئی۔

کاش ہماری قسمت بھی ایسے ہی کھل جائے۔وہ سوچوں میں گُم ہو چکے تھے۔

بس ایک یہی حل تھا'ان کی پریشانیاں ختم ہونے کا۔

رامین مغرب کی نماز پڑھ کر نیچے آ کر بیٹھ گئی۔اماں اور ابا کے پاس۔

ابا آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔

ہمارا رزق اللہ نے دینا ہے۔

ہمیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہی ہے۔

"خدا پتھر میں کیڑے کو بھی رزق عطا کرتا ہے"

ہم تو پھر انسان ہیں ابا۔

جب ایک دروازہ بند ہوتا ہے نا'تو سو دروازے کھلتے ہیں۔

"مایوسی گناہ ہوتی ہے"

"اللہ بہت بے نیاز ہے"

"وہ اپنے بندوں کو اتنا ہی نوازتا ہے'جس کا بوجھ وہ اٹھا سکیں۔

سب کو اتنا ہی ملتا ہے جتنا قسمت میں لکھا ہوتا ہے۔

exponovels

کبھی کسی کو قسمت میں لکھے سے زیادہ نہی ملتا' اور نا ہی کسی کو کم۔

اب دیکھیں نہ ابا' ہمارے پاس دولت نہی ہے۔

ہم تین وقت کی روٹی کھا کر' خدا کا شکر ادا کر کے سو جاتے ہیں۔

ہم سکون سے سوتے ہیں۔

ہمیں چوروں کا خوف نہی ہوتا۔

کیونکہ ہم جانتے ہیں' ہمارے پاس ایسا کچھ ہے ہی نہی' جو چور ہمارے گھر ڈاکہ ڈالنے آئیں گے۔

ابا ہم باہر سڑک پر بے خوف چلتے ہیں۔

ہمیں یہ ڈر تو نہی ہوتا کہ کوئی ہمیں لوٹ لے گا۔

کوئی پیسے چھیننے کی خاطر ہمیں مار ڈالے گا۔

اب ہماری نسبت ایک امیر گھرانے کو دیکھ لیں۔

جن کی مہینے بھر کی کمائی لاکھوں، کڑوڑوں میں ہو۔

کیا اس گھر کے فرد اتنے سکون سے بیٹھ سکتے ہیں؟

سو سکتے ہیں' اتنی سکون کی نیند؟

کیا ہو گا اگر ان کے گھر کے باہر محافظ نا کھڑے ہو۔

کیا ہو گا اگر اس گھر کا کوئی بھی فرد خواہ وہ بڑا ہو، جوان ہو، یا پھر بچہ ہی کیوں نا ہو۔

اگر وہ محافظ کے بغیر گھر سے نکلے؟

تو وہ لوٹ لیا جائے گا' بچہ کو کڈنیپ کر لیا جائے گا' تاوان کی بھاری رقم مانگی جائے گی۔

مزاحمت کرنے پر جان جانے کا بھی خطرہ۔

exponovels

مطلب اس ساری بات کا نچوڑ یہ ہے کہ ان کو ہر وقت دولت کے چھن جانے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

ان کی عورتیں، بچے، بوڑھے، جوان سب کو باہر جانے سے پہلے محافظ ساتھ رکھنا پڑے۔

کتنی تنگ زندگی ہے نہ یہ ابا' ان کے بچے آزادی سے باہر کھیل بھی نہی سکتے۔

کیا فائدہ ایسی تنگ سی زندگی کا۔

زندگی وہ ہوتی ہے جو آزادی سے جی جائے۔

زندگی کے سارے رنگوں کو محسوس کیا جائے۔

ہماری زندگی اچھی ہے نا ابا؟

ہمارے پاس دولت نہی ہے تو کیا ہوا۔

ہمارے پاس آزادی سے جینے کا حق ہے۔

ہمارے پاس سکون کی نیند ہے۔

ہمیں کسی دولت کے چھن جانے کا خطرہ نہی ہے۔

ہم آزاد ہیں۔

ہمیں اپنے ساتھ کسی محافظ کو رکھنے کی ضرورت نہی ہے۔

جانتے ہیں کیوں؟

کیونکہ۔۔۔

"ہمارے ساتھ اللہ ہے"

ہمارا محافظ، تو پھر ہمیں کس بات کی پریشانی ہے۔

صرف اس بات پر کہ ہمارے پاس دولت نہی ہے' نوکری چلی گئ۔

exponovels

توہم مایوس ہو جاتے ہیں۔

یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ کی رحمت کا سمندر بہت بڑا ہے۔

جسے جب چاہے اپنی رحمت سے نواز دے۔

ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے' حالات چاہے جیسے بھی ہو۔

اللہ کی رحمت سے مایوس نہی ہونا چاہیے۔

اللہ بہت بے نیاز ہے۔

غربت بھی ایک آزمائش ہوتی ہے اللہ کی طرف سے۔

جو اس آزمائش کو اللہ کا شکر ادا کرتے پار کرلے۔

اس کی دنیا اور آخرت سنور جاتی ہے۔

کیا ہمارے نبیوں پیغمبروں نے نہی دیکھی یہ غربی۔

یہ آزمائیشیں ان پر بھی گزری ہیں۔

مگر وہ مایوس نہی ہوئے' ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کیا انہوں نے۔

اور اپنی دنیا اور آخرت سنوار لی انہوں نے۔

ہمارے پیارے نبیؐ ان کی بیٹی نے بھی دیکھی یہ غربت۔

وہ چاہتے تو کیا نہی ہو سکتا تھا۔ اگر وہ دولت کی دعا کرتے تو ان کا نا ملتی یہ ہو نہی سکتا تھا۔

جن کے صدقے میں یہ دنیا بنائی گئی' ان کی یہ دعا پوری ہو سکتی تھی۔

مگر انہوں نے دولت کی نہی ایمان کی دعا مانگی۔

انہوں نے دولت کو نہی دین کو چُنا۔

exponovels

ہر آزمائش پر پورا اترے۔

اور جب ہمارے نبیوں پیغمبروں پر بھی یہ آزمائشیں گزری ہیں۔

تو ہم تو پھر معمولی سے انسان ہیں۔

ہم کیوں گھبرا جاتے ہیں۔

اللہ کا وعدہ ہے ہم سے رزق عطا کرنے کا' تو پھر ہم کیوں پریشان ہوتے ہیں۔

بس اللہ پر بھروسہ رکھیں' سب ٹھیک ہو جائے گا۔

میں چلتی ہوں۔ اذان ہونے والی ہے۔

نماز پڑھ کر آتی ہوں' رامین مسکراتے ہوئے اوپر کی طرف چل دی۔

جب کہ اس کے اماں ابا دونوں سوچوں میں ڈوب گئے۔

خوبصورت آرائیشوں سے سجا ہال۔

فرش پر خوبصورت قالین بچھے ہوئے۔

چھت پر خوبصورت بڑا سا فانوس۔

دیواروں کے ساتھ تکیے رکھے گئے۔

آنے والے مہمانوں کے لیے۔

مہمان نہی بلکہ تماشگین سہی رہے گا۔

یہ ایک کوٹھے کا منظر ہے۔

جہاں دن رات گھنگھرو کی چھن چھن بجتی ہے۔

exponovels

ان گھنگروں کی چھن چھن سے کتنے دل خون کے آنسو روتے ہیں۔

کتنی ہی لاوارث لڑکیاں بٹھادی جاتی ہیں' لاکر ان کوٹھوں پر۔

گھنگھروں کی چھن چھن پر ناچنے کے لیے۔

کتنی ہی معصوم لڑکیوں کی عزت کی بولی لگادی جاتی ہے یہاں لاکر۔

کچھ وہ ہوتی جن کو یتیم خانوں سے کوٹھے تک پہنچادیا جاتا ہے۔

وہ یتیم خانے جہاں لوگ یتیم بچوں کو چھوڑ جاتے ہیں۔

یا پھر وہ بچے جن کو پیدا ہوتے ہی جھولے میں ڈال دیا جاتا ہے' زندگی بھر کے لیے۔

اور یہ وہ یتیم خانے ہیں' جہاں آپ کو بہت اچھا ماحول دیکھنے کو ملتا ہے۔

بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔

مگر وہ کہاوت تو سنی ہو گی' کہ ہر چمکنے والی چیز سونا نہی ہوتی۔

ایسا ہی کچھ حال ان بچوں کا بھی ہوتا ہے۔ ان کے کپڑوں پر نا جائیں۔

ان کی آنکھوں میں موجود درد کو محسوس کرنے کی کوشش کریں۔

یہ جیسے خوشحال آپ کو نظر آتے ہیں' حقیقت دراصل اس کے بلکل الٹ ہے۔

ان کو اچھے کپڑے دیئے جاتے ہیں' اچھا کھانا بھی دیا جاتا ہے۔

اور ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ بھی رکھا جاتا ہے۔

مگر تب تب جب ان بچوں پر کیمروں کی نظر پڑنی ہو۔

بس تب تک کے لیے ہی' ورنہ ان بچوں کی زندگی بھی کسی جہنم سے کم نہی ہوتی۔

معصوم بچیاں جن کا کوئی وارث نہی ہوتا' انہی یتیم خانوں سے کوٹھوں تک پہنچا دی جاتی ہیں۔

اور کسی کو کانوں کان خبر نہی ہوتی۔

انتظامیہ میں ہی کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو ان بچیوں کی عزتِ نفس کو تباہ کر دیتے ہیں۔

اور کچھ بچیاں اغوا کر کے ان کوٹھوں پر چھوڑ دی جاتی ہیں۔

ماں باپ سے ساری زندگی کے لیے دور کر دیا جاتا ہے ان کو۔

ان کے ہاتھوں سے کتابیں کھینچ کر گھنگھروں تھما دیئے جاتے ہیں۔

اور یہی بچیاں، معصوم کلیاں ایک دن طوائف بن جاتی ہیں۔

ان کی پہچان چھین لی جاتی ہے۔ اور نئ پہچان کو طوائف کا نام دے دیا جاتا ہے۔

اور کچھ حالات سے مجبور' تنگ دستیوں کا شکار ہوتی ہیں جو اپنوں کی خاطر ان کوٹھوں میں آ بیٹھتی ہیں۔

طوائف کا ناچ تو سب کو نظر آ جاتا ہے' ان کو گالی بھی اسی نام سے دی جاتی ہے۔

مگر کوئی ان کی آنکھوں کا درد پڑھنے کی کوشش نہی کرتا۔

کوئی ان کا درد نہی سمجھتا۔

تماشگین آتے ہیں۔ ناچ دیکھتے ہیں۔

حوس بھری نگاہوں سے نوچتے ہیں ان معصوموں کے دل کو۔

پیسے لوٹاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔

ابھی ابھی تماشگین آنے شروع ہوئے تھے' اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا ہال بھر گیا تماشگینوں سے۔

طوائف کا ناچ بس شروع ہونے ہی والا ہے۔

سب تماشگینوں کی نظریں اسی طرف ہے جہاں سے طوائف اس ہال میں داخل ہونے والی ہے۔

exponovels

ماتھے پر بندیا، بال پر اندے میں باندھے، زیورات سے لدی، سر پر ڈوپٹا اٹکائے، لمبا گھیرے دار سبز فراق پہنے وہ طوائف ہال میں داخل ہوتی ہے۔

پاوں میں باندھے گھنگھروں کی چھن چھن پورے ہال میں پھیل رہی ہے۔

ہر طرف سے واہ واہ کی آوازیں آنا شروع ہو جاتی ہے۔

وہ دایاں ہاتھ چہرے کے سامنے کرتی' جھکی نظروں سے سر خم کرتے ہوئے سب کو آداب کر رہی ہے۔

گانا شروع ہو گیا۔

سب تماشگین اس کے ناچنے کا انتظار کر رہے ہیں۔

گانا بجتے ہی وہ ہال کے درمیان میں آجاتی ہے' اور گانے کے ساز پر ناچنا شروع کر دیتی ہے۔

یہ کس کی ہے آہٹ۔

یہ کس کا ہے سایہ۔

ہوئی دل میں دستک۔

یہاں کون آیا۔

ہم پے یہ کس نے ہرا رنگ ڈالا۔

خوشی نے ہماری ہمیں۔۔مار ڈالا۔

گانا بج رہا تھا اور وہ ناچ رہی تھی۔

اچانک اس کے قدم لڑکھڑائے تھے۔

ایسا پہلے کبھی نہی ہوا تھا۔

سامنے موجود وجود کو دیکھتے ہی وہ لڑکھڑائی۔

exponovels

اس کی نظروں کی تپش اس سے برداشت نہی ہو رہی تھی۔

وہ پھر سے لڑکھڑائی۔

مگر جلدی ہی خود کو سنبھالا۔

سامنے میز پر سجی بوتل اٹھائی'اور منہ سے لگا گئی۔

اب اس کے قدم نہی لڑکھڑائیں گے۔

وہ کمزور پڑ رہی تھی۔

سامنے موجود شخص کی نظروں میں ہزاروں شکوے تھے۔

درد تھا ان نظروں میں،

بے بسی تھی،

کچھ ٹوٹ سا گیا تھا،

اس شخص کا دل تھا شاید،

جس کے ٹوٹنے کی آواز اس طوائف نے سن لی تھی۔

اور آنسو بھی تھے جو اس شخص کی آنکھوں سے ٹوٹ کر گرے تھے۔

وہ آنسو اس طوائف کو اپنے دل پر گرتے محسوس ہوئے تھے۔

وہ ہوش میں نہی تھی۔

اس کی آنکھیں سرخ پڑ چکی تھیں۔

درد سے،ظبط سے، کسی کو کھو دینے کے غم سے۔

اب اس شخص سے مزید یہاں رکنا مشکل ہو رہا تھا۔اس نے باہر کی طرف قدم بڑھائے ہی تھے۔

exponovels

کہ گانا بدلا تھا۔اور اس کے قدم بھی رک گئے تھے۔

دل چر کھے دا چکر کٹیا۔

وچوں نکلی تندہائے۔

تندسونے ہتھ یار سجن دے۔

دل اڈے وانگ پتنگ۔

دل بھریاوی نئیں۔

اکھاں رجھیاں وی نئ۔

کیویں دل نوں میں سمجھاواں۔

وقت رکدا نہی میں جیویں چاواں۔

توں تھوڑی دیر اور ٹہر جا سوہنیا۔

توں تھوڑی دیر ہور ٹہر جا۔

توں تھوڑی دیر ہور ٹہر جا ظالماں۔

توں تھوڑی دیر ہور ٹہر جا۔

اس کے قدم رک چکے تھے'وہ پلٹا تھا۔

وہ طوائف وہیں زمین پر گر سی گئی'اس کے پلٹنے پر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔

اور وہ ہوش سے بیگانی ہو گئی۔

وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔اسے بازوں میں اٹھاتے ہوئے اوپر کی طرف بڑھا۔

ایک دوسری طوائف اسے راستہ بتارہی تھی'اس طوائف کے کمرے کا۔

exponovels

اسے کمرے میں فرش پر بچھے کارپٹ پر ہی لٹا دیا۔اور خود اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔شرٹ کے بازو سے آنسو صاف کر ڈالے۔

بس اب اور نہی۔۔۔اب اور دکھ نہی دیکھنے دوں گا میں تمہیں۔

اس کے معصوم چہرے پر نظریں جمائے دل ہی دل میں عہد کر ڈالا۔

رامین نماز پڑھ کر نیچے آئی تو حیران رہ گئی۔سامنے ثوبیہ کے امی،ابو بیٹھے تھے۔

رامین نے ان کو مسکراتے ہوئے سلام کیا۔

اس کی حیرانگی میں مزید اضافہ تب ہوا جب اس نے دروازے سے کسی کو اندر آتے دیکھا۔

وہ جہاں کھڑی تھی وہیں کھڑی رہ گئی۔

اس کے جسم میں جیسے جان ہی نا رہی ہو۔

اس کا مطلب جو میں نے سوچا تھا وہی سچ تھا۔

ہم یہاں رامین بیٹی کے رشتے کی بات کرنے آئے ہیں۔

ثوبیہ کی امی کی مدھم سی آواز رامین کے کانوں میں پڑی۔

بس اتنا ہی سننا تھا کہ رامین جلدی سے اوپر بھاگ گئی۔

اسد ہی پرنس ہے۔

رامین کے دل کی دھڑکن تیز ہو چکی تھی۔

وہ خود کو سنبھال نہی پا رہی تھی۔

ایسے لگ رہا تھا' جیسے ابھی دل پھٹ جائے گا۔

exponovels

سامنے سے اندر آتے ثوبیہ اور اسد نے حیرانگی سے رامین کو اوپر جاتے دیکھا۔اور وہ دونوں سلام کرتے ہوئے امی،ابو کے پاس جاکر بیٹھ گئے۔

رامین پریشانی کے عالم میں کمرے میں اِدھر سے اُدھر ٹہل رہی تھی۔

اسد سے شادی'ایسا تو میں نے کبھی سوچا بھی نہی تھا۔

اگر امی ابو نے ہاں کر دی تو'کیا جواب دوں گی میں ان کو۔

ایسا نہی کہ وہ اچھا نہی ہے'وہ اچھا ہے۔

ہینڈسم ہے'پڑھا لکھا سمجھدار لڑکا ہے۔

مگر میں نے کبھی اس کے بارے میں ایسا کوئی تصور کیا ہی نہی۔

"میں کیسے قبول کر پاوں گی اس رشتے کو۔"

اور اگر اسد مجھے پسند کرتا بھی تھا'تو اسے ایسے منہ چھپانے کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی مجھ سے۔

پرنس بن کر۔۔۔وہ سب کیا تھا'کیوں کیا اسد نے ایسا؟

رامین انہی سوچوں میں گم تھی'کمرے کا دروازہ ناک ہوا۔

اسد اور ثوبیہ دروازے کے باہر کھڑے تھے۔

رامین ڈوپٹا ٹھیک کرتے ہوئے ان کی طرف بڑھی'

آونا اندر دروازہ ناک کرنے کی کیا ضرورت ہے۔رامین مسکراتے ہوئے بولی۔

وہ دونوں اندر آ گئے۔

رامین نے اسد کی طرف نہی دیکھا'وہ بلاوجہ جھجک رہی تھی اسد سے۔

For more visit (exponovels.com)

ثوبیہ رامین کے ساتھ بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔

جبکہ اسد کرسی پر بیٹھ گیا' ٹانگ پر ٹانگ جمائے۔

رامین نے چونک کر اسد کی طرف دیکھا' اس کے بیٹھنے کا سٹائل بلکل پرنس جیسا تھا۔

اب تو رامین کو یقین ہو گیا' کہ اسد ہی پرنس ہے۔

اسد نے رامین کی طرف نہی دیکھا' وہ فون میں مصروف ہو چکا تھا۔

تم اوپر کیوں چلی آئی ہمیں دیکھ کر' ثوبیہ خفگی سے بولی؟

نہی۔۔ تم دونوں کو دیکھ کر نہی' میں نے دیکھا ہی نہی تم دونوں کو۔ اگر دیکھا ہوتا تو رُک جاتی' رامین نے جھوٹ بولا۔

اچھا چھوڑو یہ سب' تم جانتی ہو ہم آج کیوں ہے سب تمہارے گھر؟ ثوبیہ مسکراتے ہوئے بولی۔

نہی۔۔۔ رامین جانتی تو تھی' مگر جان بوجھ کر انجان بن گئی۔ اور سر نفی میں ہلا دیا۔

ہم اس لیے آئے ہیں کہ تمھیں اپنی بھابی بنانا چاہتی ہوں میں۔

رامین کو لگا جیسے ثوبیہ نے اس کے سر پر بم پھوڑا ہو۔

اسد کے سامنے وہ ایسی بات کیسے کر سکتی ہے' رامین کو حیرانگی ہوئی۔

میں چائے لے کر آتی ہوں' رامین نے بہانہ بنا کر وہاں سے نکلنا چاہا۔

لیکن ثوبیہ نے اسے بازو سے کھینچتے ہوئے واپس بٹھا دیا۔

بیٹھ جاو تم آرام سے یہاں' چائے ہم بعد میں پی لیں گے۔ وہ دراصل اسد تم سے ضروری بات کرنا چاہتا ہے۔ اسی لیے ہم آئے ہیں اوپر۔

exponovels

میں باہر ہوں'اسد بتادو جلدی سے رامین کو سب کچھ۔جب بات کر لو'تو باہر آ جانا۔پھر چلتے ہیں ہم نیچے'ثوبیہ اسد سے کہتے ہوئے جلدی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

رامین پر حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹا'اسد اس کے پاس آرکا۔

رامین۔۔۔اس نے پکارا۔

اور رامین جو حیران سی بیٹھی تھی'ایک دم پھٹ پڑی۔

بس کر دو اسد'اب اور کیا رہ گیا ہے بتانے کو'سب جان گئی ہوں میں۔تم ہی پرنس ہو'میں جانتی ہوں۔

اب اور کیا بتانا باقی رہ گیا ہے'کچھ بتانے کی ضرورت نہی ہے۔مجھے اس شادی سے کوئی اعتراض نہی ہے'بس اتنا بتادو مجھے کہ تم نے یہ سب کیوں کیا؟

کیوں چہرے پر نقاب پہنا'مجھے بے وقوف بنایا'اصلی نام کی بجائے اپنا نام پرنس بتایا۔

رامین بنا سوچے سمجھے زمین پر نظریں گاڑے بولی جا رہی تھی۔

اسد ہکا بکا سا کھڑا بس رامین کو دیکھی جا رہا تھا۔

جب رامین بول بول کر تھک گئی'تو چپ ہو گئی۔

اسد کے جواب کا انتظار کر رہی تھی۔

کیونکہ تم ہو بے وقوف رامین'اسد کی آواز رامین کے کانوں میں پڑی۔

کس نے کہہ دیا تم سے کہ میں پرنس ہوں'اسد کی ہنسی چھوٹ پڑی۔

رامین کو حیرانگی ہوئی اسد کے ہنسنے پر۔

بس کر دو اسد'وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

اسد کی ہنسی کو بریک لگی۔

exponovels

رامین کی نظر جب اسد کی آنکھوں پر پڑی تو وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔

نہی۔۔۔تم پرنس نہی ہو' بے ساختہ وہ بول اٹھی۔

یہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں کہ میں پرنس نہی ہوں۔اسد رامین کی بات کے جواب میں بولا۔

شکر ہے یہ بات سمجھ آگئ تمہیں رامین۔ورنہ پتہ نہی کیسے یقین دلاتا میں تمہے۔

ویسے تمہیں کیسے لگا کہ میں پرنس ہوں' اسد مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔

وہ اس دن وہ فون' اور آج تمہارا بیٹھنے کا سٹائل۔۔انکل آنٹی کا یہ کہنا' کہ ہم رامین کے رشتے کے لیے آئے ہیں۔اور بھی بہت سی باتیں، بہت سے واقعات گزر چکے ہیں۔جن کی وجہ سے میں اس غلط فہمی کا شکار ہو چکی تھی۔میں سمجھی تم ہی پرنس ہو' رامین شرمندہ ہوتے ہوئے بولی۔

اچھا۔۔تو اب کیسے پتہ چلا کہ میں پرنس نہی ہوں' اسد مسکراتے ہوئے بولا۔

تمہاری آنکھوں سے' پرنس کی پہچان اس کی آنکھیں ہی ہیں میرے لیے۔میں اگر پہلے ہی تمہاری آنکھیں دیکھ لیتی تو تمہیں پرنس نہی سمجھتی۔آئی ایم سوری' رامین سر جھکائے بولی۔

ہمم۔۔۔پرنس میرا دوست کم بھائی زیادہ ہے۔بچپن کے دوست ہیں ہم' پہلے وہ ادھر ہی رہتے تھا۔جب ہم میٹرک میں تھے' تب وہ لوگ یہاں سے کہی اور چلے گئے۔لیکن ہماری دوستی بہت گہری تھی' پکی والی اسد مسکرایا۔ اسی لیے ہم نے ایک دوسرے سے ملنا نہی چھوڑا۔سکول کے بعد کالج، پھر یونیورسٹی ہم ساتھ ساتھ ہی پڑھے ہیں۔مجھے نہی پتہ اس نے تمہیں کب اور کہاں دیکھا۔لیکن ایک دن جب میں تمہیں اور ثوبیہ کو سکول سے لے کر واپس جا رہا تھا۔اس دن تمہیں تمہارے گھر چھوڑنے کے بعد اس نے مجھے بتایا تمہارے بارے میں۔مجھے حیرانگی ہوئی' لیکن جب پرنس نے بتایا کہ وہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہے تو مجھے تسلی ہوئی۔اور میں نے اس کا ساتھ دینے کا

exponovels

وعدہ کیا۔ میں نے کئی بار تمہیں بتانے کی کوشش کی' باتوں باتوں میں۔ سوچا شاید تم مجھ سے شئیر کر دو' پرنس کے بارے میں کچھ۔ مگر تم نے کبھی کوئی بات ہی نہی کی۔

خیر چھوڑو یہ سب' یہ تو پرانی باتیں ہیں۔ آج جو نئی بات ہے وہ یہ ہے کہ' پرنس نے تمہارے لیے پرپوزل بھیجا ہے۔ میرے امی، ابو کے ذریعے' وہ چاہتا ہے کہ پہلے وہ بات کر لیں انکل، آنٹی سے پھر وہ اپنے پیرنٹس کو بھیجے گا۔ دراصل کوئی سیریس پرابلم چل رہی ہے اس کے گھر میں۔ وہ کسی وجہ سے آ نہی سکا ابھی' کوئی سیریس معاملہ ہے۔ ورنہ وہ خود ہی آنے والا تھا' اپنی فیملی کے ساتھ۔ فی الوقت اس نے ہمیں بھیجا ہے۔ امی، ابو کو بھیجا ہے اس نے' ایک بار یہ لوگ بات پکی کر جائیں۔ پھر وہ بھی آئے گا' اپنی فیملی کے ساتھ۔

تو کیسا لگا یہ سرپرائز؟

اب دعا کرو کہ انکل، آنٹی مان جائیں۔ اور میں یہ خوشخبری پرنس کو دوں۔ بہت بے تاب ہو رہا ہے وہ' میسیج پر میسیج کر رہا ہے۔

کیا ہوا؟

کیا بنا؟

سب خیریت تو ہے نا؟

رامین کے امی، ابو نے کیا جواب دیا؟

کتنے ہی میسیج کر چکا ہے' جب سے آیا ہوں میں۔

اور یہ دیکھو' اب کال بھی آ گئی جناب کی۔

اسد نے فون رامین کی طرف بڑھایا۔

رامین نے سوالیہ نظروں سے اسد کی طرف دیکھا۔

exponovels

بات کرلو اس سے' یہ پکڑو فون میں باہر جارہا ہوں۔ جب بات کرلو تو باہر آجانا۔

اسد زبردستی رامین کو فون تھما کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

رامین نے ڈرتے ڈرتے کال ریسیو کی' اور فون کان سے لگالیا۔

کیا مسلہ ہے تمہیں اسد' رپلائی کیوں نہی کررہے ہے' پرنس کو جھنجلائی سی آواز رامین کے کانوں میں پڑی۔

اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئ' یہ آواز ہزاروں آوازوں میں بھی پہچان سکتی تھی وہ۔

میں رامین ہوں' رامین جلدی سے بولی۔

رامین! پرنس کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی۔

کیسی ہو؟ مختصر سا سوال پوچھا گیا۔

میں ٹھیک ہوں' آپ کیسے ہیں؟

تم ٹھیک ہو' تو میں بھی ٹھیک ہوں' پرنس کی مدھم سی آواز گونجی رامین کے کانوں میں۔

تو اسد نے بتا دیا سب کچھ میرے بارے میں؟ کیا جواب دیا پھر انکل، آنٹی نے' پرنس کی آواز میں بے تابی سی تھی۔

پتہ نہی' ان کا جواب کیا ہے۔ میں ابھی کچھ نہی کہہ سکتی۔ رامین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

کیا لگتا ہے تمہیں کیا جواب ہو گا ان کا' پرنس نے ایک اور سوال پوچھا۔

یہ تو اللہ ہی جانتا ہے' رامین نے مختصر سا جواب دیا۔

اگر ان کا جواب ہاں ہوا تو' پرنس نے پھر سوال کر ڈالا۔

جیسے میرے اللہ کی مرضی' اگر ان کا جواب ہاں ہوا تو میں بھی قبول کرلوں گی اس رشتے کو۔

اور اگر ان کا جواب نا میں ہوا تو' پرنس کی آواز میں گہری سنجید گی تھی۔

دونوں طرف خاموشی چھا گئی' گہری خاموشی۔

exponovels

بولو رامین چپ کیوں ہو گئی' پرنس کی آواز نے اس خاموشی کو توڑا۔

"اگر اللہ نے قسمت میں ملنا لکھا ہوا 'تو ضرور ملیں گے ہم۔"

رامین بس اتنا ہی بول سکی' پرنس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

پھر سے دونوں طرف خاموشی چھا گئی۔

مجھے آپ کو ایک ضروری بات بتانی ہے' اس خاموشی کو رامین کی آواز نے توڑا۔

کہو' میں سُن رہا ہوں' پرنس نے جواب دیا۔

رامین نے سوچا یہی سہی وقت ہے' پرنس کو اس فیکٹری کے مالک کے بیٹے کے بارے میں بتا دینا چاہیے۔

وہ دراصل بات یہ ہے کہ' رامین بس اتنا ہی بول پائی۔

پرنس کی پریشانی سے بھری آواز رامین کے کانوں میں پڑی۔

رامین میں ابھی بات نہی کر سکتا' جلدی ملنے آوں گا۔ مجھ پر بھروسہ رکھنا' خدا حافظ۔

دوسری طرف سے کال کٹ چکی تھی۔

رامین وہیں بیڈ پر بیٹھ گئی' پریشان ہو چکی تھی وہ پرنس کے لیے۔ اچانک فون جو بند کر دیا اس نے۔

ابھی وہ سوچوں میں گُم بیٹھی ہی تھی' کہ ثوبیہ اور اسد کمرے میں داخل ہوئے۔

رامین نے فون اسد کی طرف بڑھا دیا۔

اب ہم لوگ چلتے ہیں' اماں، ابا انتظار کر رہے ہو گے۔ رامین میں تمہارے لیے بہت خوش ہوں' بھائی بہت اچھے ہیں۔ بہت خوش رکھیں گے ثوبیہ مسکراتے ہوئے بولی۔

رامین بھی ہلکا سا مسکرا دی۔

انشااللہ' بہت خوش رکھے گا میرا دوست، تمہاری دوست کو۔

exponovels

اسد بھی مسکراتے ہوئے بولا' تو وہ دونوں بھی مسکرادیں۔

اچھا ہم لوگ چلتے ہیں' ثوبیہ اور اسد کمرے سے باہر نکل گئے۔

جبکہ رامین وہیں بیٹھی رہ گئی' سوچوں میں گُم۔

رامین کے ابا نے سوچنے کے لیے وقت مانگ لیا تھا' وہ پریشان تھے اپنے حالات کی وجہ سے۔

ابھی وہ اس سیچوایشن میں نہی تھے' کہ ان کو کوئی تسلی بخش جواب دیتے۔

وہ طوائف بے ہوش پڑی تھی' اور وہ وہیں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

مگر وہ اب جلدی ہوش میں آنے والی نہی تھی۔

یہ نشہ تھا' اتنی جلدی تو نہی اترے گا۔

یہ طوائف کوئی اور نہی صلہ ہے' اور اس کے پاس بیٹھا آنسو بہاتا شخص احتسام ہے۔

احتسام کو یہاں لے کر آنے والا کوئی اور نہی' احتسام کا باس تھا۔

جو احتسام کو کسی بزنس پارٹی کا کہتے ہوئے' اس کوٹھے پر لے آیا تھا۔

احتسام نے وہاں سے جانا چاہا' مگر باس کے احسانات تلے جو دبا تھا۔ انکار نہ کر سکا' اور مجبوراً اسے یہاں رُکنا ہی پڑا۔ وہ مصروف سا بیٹھا تھا' ایک سائیڈ پر فون پر نظریں جمائے۔ اسے وحشت سی ہو رہی تھی اس ماحول سے' پہلے کبھی وہ کوٹھے پر نہی آیا تھا۔

وہ فون پر نظریں جھکائے بیٹھا تھا' تبھی باس نے اس کے پاس آ بیٹھے۔

exponovels

ارے بھئی دیکھو تو سہی کیا کمال چیز ہے' تمہارا تو دیکھنا بنتا بھی ہے۔ تم پر احسان ہے اس لڑکی کا' وہ جو پانچ لاکھ تمہیں ملا ہے نا قرضے میں۔ اسی کی بدولت ہی تو ملا ہے' ڈیل کی تھی اس نے میرے ساتھ۔ میں تمہیں پانچ لاکھ دے دوں' اور بدلے میں اس کا مجرا دیکھ لوں' باس بے باقی سے قہقہ لگاتے ہوئے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

احتسام ویسے ہی بیٹھا رہا' اس کا وجود ساکت ہو چکا تھا۔

اس نے نظریں اٹھا کر سامنے ناچتی لڑکی کی طرف دیکھا تھا' اور جہاں تھا وہیں ساکن ہو کر رہ گیا۔

"صلہ" اس کے لبوں سے یہ نام نکلا۔

صلہ کی نظر بھی اسی وقت احتسام پر پڑی' وہ لڑکھڑائی تھی۔

اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا' سامنے احتسام کو بیٹھے دیکھ کر۔

احتسام کی آنکھوں میں نفرت تھی، یا غصہ صلہ کچھ نہیں سمجھ پائی۔

سمجھ پائی تو بس اتنا' کہ ایک شخص جس کی محبت میں وہ گرفتار ہو چکی ہے۔

"وہ شخص کھو دیا میں نے" صلہ کو اپنے دل سے آواز آئی۔

اس نے ایک نظر سامنے بیٹھے نخوت سے مسکراتے احتسام کے باس پر ڈالی۔ صلہ کی آنکھوں میں نفرت اور غصے کی چنگاریاں ابھر آئیں۔

اس نے سامنے پڑے میز سے شراب کی بوتل اٹھا کر ہونٹوں سے لگالی۔

تاکہ دل ٹوٹنے کا درد کچھ کم ہو سکے' مگر یہ درد اتنی جلدی ختم ہونے والا نہی تھا۔

وہ احتسام کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی' اسے ایسے لگ رہا تھا۔ جیسے وہ اس کوٹھے سے نہی' بلکہ اس کی زندگی سے دور جارہا ہے۔ اور اس کی روح کو بھی ساتھ لے کر جا رہا ہے۔

صلہ وہیں فرش پر گر گئی' اسے واپس جاتے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں، آنسو جاری تھے۔

exponovels

وہ رکا تھا'پلٹا تھا'بس یہی وہ لمحہ تھا جب صلہ کو خود میں سکون اترتا محسوس ہوا۔وہ مسکراتے ہوئے آنکھیں موند کر حوش وحواس سے بے خبر ہو گئی۔

احتسام وہی بیٹھا تھا'وہ یہاں سے چاہ کر بھی جا نہی پایا تھا۔

ایک عورت بھاری بھر کم عورت'ساڑھی پہنے'زیورات سے لدی ہوئی'مسکراتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی۔

آج تک کسی کی ہمت نہی ہوئی'کہ ہماری اجازت کے بغیر ہمارے کوٹھے کی کسی بھی لڑکی کو ہاتھ لگا سکے۔

تم کون ہو'وہ احتسام کے چہرے پر نظریں گاڑے بولی؟

کیا رشتہ ہے تمہارا اس لڑکی کے ساتھ؟جواب چاہیے ہمیں۔

احتسام کے چہرے پر ناگواری پھیلی

'میرا اس سے کوئی رشتہ نہی ہے۔بس انسانیت کا رشتہ ہے۔احتسام چہرے پر گہری سنجیدگی لیے بول رہا تھا۔

اس نے گرجدار قہقہ لگایا'

نہی برخوردار۔ہمیں تو تم عشق زادے لگ رہے ہو۔انسانیت کے رشتے پر آنسو کون بہاتا ہے۔یہ کوٹھا ہے'یہاں انسانیت کا نام مت لو۔یہاں آنے والوں کی انسانیت مردہ ہوتی ہے۔اب تم بتانا نہی چاہتے تو کوئی بات نہی۔ہم بتاتے ہیں تمہیں'یہ لڑکی تمہارے عشق میں گرفتار ہے۔تمہیں دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں جو درد جاگا ہے'آج سے پہلے تو کبھی ایسا درد نہی دیکھا ہم نے اس کی آنکھوں میں۔

اور آج سے پہلے اس نے شراب کو کبھی ہاتھ تک نہی لگایا تھا۔تمہیں دیکھتے ہی پوری بوتل حلق میں اتار گئی۔

اور تم کہتے ہو کہ'انسانیت کا رشتہ ہے۔اس رشتے کو انسانیت کا نہی'دل کا رشتہ کہتے ہیں۔اب تم مانتے نہی ہو'تو وہ الگ بات ہے۔

تم اس لڑکی سے بدگمان لگ رہے ہو مجھے تو لگتا ہے۔

exponovels

ایک بات میں تمہیں بتا دیتی ہوں' یہ طوائف تو ہے۔

ناچتی ضرور ہے مگر' جسم کی سودا نہی کرتی۔

آج تک کوئی ہاتھ نہی لگا سکا اسے 'سوائے تمہارے۔

اس نے خود کو تمہیں چھونے کا حق دیا' اسی لیے تم یہ ہمت کر پائے۔

ورنہ خدا قسم!

اگر تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا' تو اب تک ہاتھ کاٹ چکی ہوتی یہ تمہارے۔

احتسام نے نظریں اٹھا کر اس عورت کی طرف دیکھا۔

ایک طوائف دوسری طوائف کی پاکیزگی کی گواہی دے رہی تھی۔

مجھے اس کی گاڑی کی چابیاں اور باقی سامان چاہیے۔میں اسے یہاں سے لے کر جانا چاہتا ہوں' وہ اس کی باتوں کا جواب دیئے بغیر بولا۔

ٹھیک ہے برخوردار' وہ الماری کی طرف بڑھی۔

صلہ کا بیگ احتسام کی طرف بڑھا دیا۔

احتسام نے بیگ میں سے گاڑی کی چابی نکالی۔

صلہ کو بازوؤں میں اٹھائے بنا کسی کی پرواہ کیے کمرے سے باہر نکل آیا۔

پیچھے لوگوں کی سرگوشیاں، ہنسی کی آوازیں، مزاق اڑاتے الفاظ اس کا پیچھا کر رہے تھے۔مگر وہ نہی رکا،اس نے کسی کی پرواہ نہی کی۔

اسے پرواہ تھی' تو بس اس کے بازوؤں میں سمائے اس وجود کی۔

گاڑی کے پاس پہنچ کر' پاس کھڑے ایک لڑکے کی طرف گاڑی کی چابی بڑھا کر اسے دروازہ کھولنے کو کہا۔

exponovels

اس لڑکے نے جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھولا۔

احتشام نے صلہ کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔

اس کے پاوں میں گھنگرو ابھی تک بندھے ہوئے تھے۔

احتشام نے اس کے نازک پاوں ان گھنگھروں سے آزاد کر دیئے۔اور گھنگھرو وہیں سڑک پر پھینک دیئے۔

گاڑی کے دروازہ بند کیا'اس لڑکے سے گاڑی کی چابی پکڑی۔اور ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا'ایک نظر صلہ کے حوش و حواس سے بیگانے وجود پر ڈالی'اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔

****

رامین کے دل میں خوشی کی لہر سی اٹھی'پرنس کے نام پر۔

وہ نہی سمجھ پا رہی تھی'کہ وہ کیوں خوش ہو رہی ہے۔

دل میں پرنس کا تصور سا بننے لگی تھی وہ۔

یہ احساس بہت خوشگوار تھا اس کے لیے'کہ وہ بہت اہم ہے کسی کے لیے۔

کوئی ہے جو اسے اپنی ذات سے بھی زیادہ چاہتا ہے اسے۔

جس کے ساتھ وہ ایک خوبصورت بندھن میں بندھنے والی ہے'بہت جلد۔

ایک احساس سا تھا'جو اس کے دل میں پیدا ہو رہا تھا'پرنس کے نام کا۔

اس نے نکاح کا پیغام جو بھیجا ہے۔

یہی تو ہوتی ہے"" حقیقی محبت کی پہچان""

جو مرد سچی محبت کرتا ہے نا!

""اس سچی محبت کی تکمیل نکاح ہوتا ہے""

"نکاح'ایک خوبصورت بندھن"

"سچے اور خالص رشتے کی پہچان ہوتا ہے"

"دو دلوں کے سچے ملن کی تکمیل ہے نکاح"

بہت طاقت ہوتی ہے'نکاح کے تین لفظوں میں'دو اجنبی رشتے کو زندگی بھر کے لیے جوڑ دیتا ہے یہ۔

"عورت کے لیے نکاح'ایک تحفظ ہے"

پہلے رامین پریشان ہو گئی تھی'پرنس کے پریشان ہونے کی وجہ سے۔

مگر اگلی صبح بہت روشن صبح محسوس ہو رہی تھی رامین کو۔

اُمید کی نئ کرن لیے'ایک خوبصورت صبح۔

اسے اُمید تھی اپنے اللہ سے'کہ وہ ساری پریشانیاں ختم کر دے گا۔

اسی لیے وہ مطمئن تھی۔

وہ آنے والی خوشیاں کی منتظر سی ہونے لگی تھی۔

نماز پڑھ کر نیچے آئی'اماں ناشتہ بنا رہی تھیں۔

جبکہ ابا جو پہلے روز اس وقت فیکٹری جانے کو تیار بیٹھے ہوتے تھے۔

آج چارپائی پر اداس سے بیٹھے تھے'سوچوں میں گُم۔

رامین ان کے لیے ناشتہ لے کر گئی۔

ابا ناشتہ کر لیں'اس نے مسکراتے ہوئے ناشتہ ان کے سامنے رکھ دیا۔

انہوں نے مسکراتے ہوئے رامین کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

بیٹھو میرے پاس'انہوں نے رامین کو چارپائی پر بیٹھنے کو کہا۔

exponovels

ایک ضروری بات کرنی ہے اپنی بیٹی سے' وہ مسکراتے ہوئے بولے۔

جی ابا' بتائیں کیا بات کرنی ہے' رامین چہرے پر مسکراہٹ سجائے بولی۔

ایک رشتہ آیا ہے تمہارے لیے بیٹا' وہ تھوڑا ہچکچاتے ہوئے بولے۔

لڑکا پڑھا لکھا ہے' خاندانی ہے۔

ثوبیہ کے امی، ابو لے کر آئے ہیں یہ رشتہ۔

وہ لڑکا اسد کا دوست ہے' لڑکا دیکھا بھالا ہے ان کا۔

ابھی میں نے ان کو کوئی تسلی بخش جواب نہی دیا۔

سوچا ایک بار اپنی بیٹی سے بات کرلوں' تمہیں کوئی اعتراض تو نہی ہے نا؟

لڑکے کی تصویر بھی دکھائی تھی اسد نے مجھے' دیکھنے میں تو ٹھیک لگ رہا ہے مجھے۔

تم بھی ایک بار دیکھنا چاہو اس کی تصویر تو دیکھ سکتی ہو' مجھے کوئی اعتراض نہی۔

رامین کو حیرت ہوئی' اگر اسد کے پاس تصویر تھی پرنس کی۔

تو اس نے مجھے کیوں نہی دکھائی' رامین کو جیسے صدمہ لگا۔

کیا ہوا رامین تم خوش نہی ہو بیٹا؟

ابا کی آواز پر وہ چونکی۔

نہی ابا ایسا کچھ نہی ہے' میری خوشی تو آپ دونوں کی خوشی میں ہے۔

اگر آپ کو مناسب لگے' تو آپ ہاں کر دیں۔

مجھے کوئی اعتراض نہی' آپ کے فیصلے پر میں آنکھیں بند کر کے یقین کر سکتی ہوں۔

آپ پر پورا بھروسہ ہے مجھے' رامین کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

exponovels

رامین کی مسکراہٹ دیکھ کر اماں، ابا دونوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔

لیکن میری بھی ایک شرط ہے ابا!

کیا شرط ہے تمہاری' وہ حیران ہوئے۔

وہ یہ کہ میں شادی کے بعد بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہی رہوں گی۔

آپ دونوں سے دور جانے کا میں تصور بھی نہی کر سکتی۔

کہہ دیجئیے ان سے' اگر گھر جوائی بننا ہے تو ٹھیک ہے۔

رامین کی بات پر اماں، ابا دونوں نے حیرانگی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

اور پھر دونوں ہنس دیئے' کملی ناہو تو ایسا تھوڑی ناہوتا ہے۔

ہر لڑکی کو ماں باپ کا گھر چھوڑ کر جانا پڑتا ہے۔

تیری امی بھی تو آئی ہے' اپنے ماں باپ کا گھر چھوڑ کر ہمارے گھر کو بسایا اس نے۔

اگر ماں باپ کے بس میں ہو تو' وہ بیٹیوں کو کبھی خود سے دور نہ کریں۔

مگر یہی دستور ہے زندگی کا۔

صدیوں سے ایسا ہی چل رہا ہے۔

پہلے ماں باپ کے آنگن کو مہکاتی ہے بیٹی۔

اور پھر اپنے شوہر کا گھر سجاتی ہے۔

اپنی پوری زندگی اس کے نام کر دیتی ہے۔

ایک انجان شخص' جس کو وہ ٹھیک سے جانتی بھی نہی۔

نکاح ہوتے ہی اس انجان شخص کے نام ہو جاتی ہے پوری زندگی کے لیے۔

exponovels

وہی شوہر اس کا سب کچھ بن جاتا ہے' حتیٰ کہ بیٹی ماں، باپ سے ملنے کا بھی وقت نہی ملتا اس کو۔

خود کو پوری طرح بدل دیتی ہے' شوہر کی خاطر۔

اب اپنی اماں کو ہی دیکھ لو' ساری زندگی گزار دی میرے ساتھ۔

آج سے پچیس سال بیاہ کے لایا تھا میں تمہاری اماں کو۔

خود ہی دیکھ لو' تمہاری اماں نے خود کو بس ہم دونوں تک محدود کر لیا ہے۔

ماں، باپ تو رہے نہی' مگر بہن بھائی تو ہیں۔

کتنی بار کہتا رہتا ہوں' چلی جایا کرو۔

اپنے بہن، بھائیوں سے ملنے' مگر یہ سنتی ہی نہی۔

اگر وہ لوگ بھول گئے ہیں' تو کیا ہوا۔

اس کو تو ملنا چاہیے نا۔

ہاں نہ اماں' ٹھیک تو کہہ رہے ہیں ابا۔

کیوں نہی جاتی آپ ملنے ماموں سے۔

رامین تب سے خاموشی سے ابا کی باتیں سُن رہی تھی۔

اب جا کر بولی تھی۔

بس بیٹا اب دل ہی نہی کرتا' جب ہم رشتوں کو نظر انداز کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

تو ہم ایک دوسرے کے بغیر جینے کی عادت ڈال لیتے ہیں۔

شہر میں آ کر میری زندگی بہت مصروف ہو گئی تھی۔

تم دو سال کی تھی جب ہم شہر آئے تھے۔

exponovels

تمہارے ابا کو چھٹی ہی نہیں ملتی تھی کبھی۔

جب تک ماں، باپ زندہ تھے' بہن بھائی آتے رہتے تھے ملنے۔

ان کے گزرنے کے بعد سب نے آنا جانا چھوڑ دیا۔

اگر کبھی کبھار میں ملنے چلی بھی جاتی تھی' تو بھابیوں کے منہ ہی نہیں سیدھے ہوتے تھے۔

جب کبھی بھی میں ملنے جاتی تو ان کے گھر میں لڑائیاں شروع ہو جاتی تھیں۔

اور وہ لڑائی جھگڑے مجھے دیکھ کر ہی شروع ہوتے تھے۔

عزتِ نفس کس کو پیاری نہیں ہوتی بیٹا' آہستہ آہستہ مجھے اس بات کا احساس ہونے لگا کہ میری موجودگی دونوں بھابیوں کو کھٹکنے لگی ہے۔

تو میں نے بھی آنا جانا کم کر دیا۔

دو بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی میں' وہی بھائی جو لاڈ اٹھاتے نہیں تھکتے تھے۔

ماں باپ کے گزرنے کے بعد بیویوں کے غلام بن کر رہ گئے تھے۔

وہی گھر وہی صحن' جس میں ہم تینوں بہن بھائیوں کا بچپن گزرا تھا۔

ماں باپ کے گزرنے کے بعد وہ گھر خالی سا ہو گیا تھا۔

اب وہاں وہ ماں نہیں تھی' جس کو بیٹی کے آنے کا انتظار ہوتا تھا۔

نا ہی وہ ابا رہے تھے' جو بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھنے چلے آتے تھے۔

اماں کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں' ماں باپ کو یاد کرتے ہوئے۔

رامین کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل رہے تھے۔

رامین اٹھ کر اماں کے پاس جا بیٹھی اور ان کے آنسو صاف کرنے لگی۔

exponovels

اب اس گھر میں کوئی منتظر نہی رہا تھا میرا۔

ایک دو بار بھائی آئے تھے ملنے' اس کے بعد دوبارہ کبھی نہی آئے وہ لوگ۔

ایک بات مجھے سمجھ آچکی تھی' مائیکہ بس ماں باپ کے دم سے ہی ہوتا ہے۔

ماں باپ کے بعد کوئی نہی پوچھتا بیٹیوں کو۔

زندگی اتنی تیزی سے گزری کہ وقت گزرنے کا پتہ ہی نہی چلا۔

دوریاں بڑھتے بڑھتے سالوں میں بدل گئیں۔ سب اپنی اپنی زندگیوں میں مصروف ہو گئے تھے۔

خیر چھوڑو تم' ناشتہ کرو جلدی سے ثوبیہ آنے والی ہو گی۔

پھر ناشتہ کیے بغیر ہی چلی جاو گی۔ وہ آنسو صاف کر کے مسکراتے ہوئے بولیں۔

رامین مسکرا دی' اور اس کے ابا بھی مسکرا دیئے۔

مگر اماں، ابا آپ دونوں سُن لیں۔

میں آپ دونوں کو اتنی جلدی چھوڑ کر کہی نہی جانے والی۔

رامین کی سوئی وہی کی وہی اٹکی ہوئی تھی ابھی تک۔

وہ دونوں ہنس دیئے' لو کر لو بات یہ لڑکی نہی سدھرنے والی۔ اماں مسکراتے ہوئے بولیں۔

رامین نے جلدی جلدی ناشتہ ختم کیا' اور ثوبیہ کا انتظار کرنے لگی۔

جیسے ہی ثوبیہ آئی' رامین جلدی سے اس کے ساتھ چل پڑی۔

اسد نہی آیا آج' رامین کو جب اسد نظر نہی آیا تو بول پڑی۔

ہاں وہ چلا گیا ہے صبح صبح' اس کی نوکری جو لگ گئی ہے۔

مہینے بعد آئے گا اب۔

exponovels

ہمم اچھا' یہ تو اچھی بات ہے۔

دونوں مسکراتے ہوئے سکول میں داخل ہو گئیں۔

احتسام سوچوں میں گُم گاڑی چلا رہا تھا' تھوڑی تھوڑی دیر بعد ایک نظر صلہ پر ڈال لیتا۔

کہ شاید ہوش میں آجائے وہ۔

مگر صلہ ویسے کی ویسے ہی پڑی تھی۔

آخر ایسا کیا ہوا جو صلہ کو ایسا قدم اٹھانا پڑا۔

وہ تھوڑی بولڈ ہے' بس یہی وجہ تھی۔

جو میں اُس سے دور بھاگتا تھا۔

مگر یہ لڑکی' اس کے اس بولڈ چہرے کے پیچھے ایک دکھ بھرا چہرہ چھپائے رکھتی ہے۔

یہ میں سوچ بھی نہی سکتا تھا۔

اور میرے لیے کیوں باس سے بات کی اس نے۔

آخر کیوں؟

احتسام نے ایک نظر صلہ پر ڈالی' تم مجھے پاگل کر دو گی عنقریب۔

گاڑی صلہ کے گھر کے باہر جا روکی' اس دن جب صلہ اس کا پیچھا کر رہی تھی۔

تو احتسام نے بھی اس کا پیچھا کیا تھا' صلہ کے گھر پہچان ہو چکی تھی اسے۔

اس نے ایسا کیوں کیا تھا' وہ خود بھی نہی جانتا تھا۔

گاڑی سے باہر نکل کر بیل پر ہاتھ رکھا' پہلی بیل پر ہی گیٹ کھل چکا تھا۔

exponovels

وہ ایک کم عمر لڑکی تھی' جس نے دروازہ کھولا تھا۔

مگر احتسام کو سامنے دیکھ کر وہ ٹھٹکی۔

آپ کون ہیں' اور صلہ باجی کہاں ہے؟

وہ گھبراتے ہوئے بولی۔

وہ وہاں گاڑی میں ہے' احتسام نے گاڑی کی طرف اشارہ کیا۔

کیوں وہ گاڑی میں کیوں ہیں' کیا ہوا ہے ان کو۔ پہلے تو کبھی ایسا نہی ہوا۔

وہ ہمیشہ خود گاڑی چلا کر آتی ہیں' اور آپ نے بیل کیوں دی۔

اگر کوئی جاگ گیا تو'

احتسام کو حیرانگی ہوئی اس کم عمر لڑکی کی باتوں پر۔

وہ صلہ کی ہم راز تھی شاید' اسے یقین تھا کہ اس وقت صلہ ہی آتی ہے گھر۔

اسی لیے دروازہ کھول دیا اس نے پہلی ہی بیل پر۔

تم تھوڑی دیر کے لیے چپ نہی رہ سکتی' ساری باتیں ادھر ہی پوچھ لو گی۔

احتسام نے اسے ٹوکا' گیٹ کھولو جلدی' میں گاڑی اندر لاؤں۔

احتسام تھوڑا غصے میں بولا' تو وہ جلدی سے گیٹ کی طرف بڑھی۔

احتسام گاڑی کی طرف بڑھا' گاڑی گھر کے اندر لے آیا وہ۔

اس لڑکی نے جلدی سے گیٹ بند کر دیا۔

احتسام نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور صلہ کے بے حوش وجود کو اپنی مظبوط بانہوں میں اٹھالیا۔

مجھے صلہ کے کمرے میں لے چلو جلدی' احتسام رازدانہ آواز میں بولا۔

exponovels

اسے ڈر تھا کہ کہیں کوئی دیکھ نا لے اسے۔

اسے اپنی فکر نہی تھی' فکر تھی تو صلہ کی۔

وہ نہی چاہتا تھا کہ کوئی اس کی وجہ سے صلہ کے کردار پر انگلی اٹھائے۔

احتسام اندر کی طرف بڑھا' مگر اندر داخل ہوتے ہی اس میں آگے بڑھنے کی ہمت ہی نہی رہی۔

احتسام گھبرا ایا تھا' مگر اس نے ہمت نہی ہاری' وہ صلہ کے کمرے کی طرف بڑھا۔

یہ صلہ آپی کے بابا ہیں' پتہ نہی اب کیا ہو گا۔

وہ لڑکی بہت گھبرا چکی تھی۔

کچھ نہی ہو گا' جو ہو گا میں سنبھال لوں گا۔

تم اس کے پاس ہی رہو گی' جب تک اسے ہوش نہ آجائے۔

احتسام اسے وارن کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

وہ کمرے سے باہر نکلا تو صلہ کے بابا سنجیدہ نظروں سے احتسام کو گھورتے ہوئے اس کی طرف بڑھے۔

رات کے اس پل، صلہ کا یہ حلیہ' وہ تمہارے ساتھ کیسے آئی۔

یا پھر یہ کہوں' کہ تم اس کے ساتھ کیوں ہو؟

ان کے چہرے پر درد واضح تھا۔

احتسام جو باہر کی طرف قدم بڑھا چکا تھا' واپس پلٹا۔

کیوں آپ کو نہی پتہ' آپ کی بیٹی روز رات کوٹھے پر ناچتی ہے۔

احتسام کا لہجہ طنزیہ تھا۔

وہ وہاں کیوں تھی میں نہی جانتا' باقی آپ اسی سے کیوں نہی پوچھ لیتے صبح۔

exponovels

احتسام بس اتنا کہہ کر وہاں سے چل پڑا تھا۔

وہ مزید یہاں رکنا نہی چاہتا تھا۔

گھر پہنچا تو سب سو چکے تھے' وہ تیزی سے اپنے کمرے میں پہنچا۔

بیڈ پر گر سا گیا' سر میں درد کی ایک لہر سی اٹھی تھی۔

اچانک اس کا سر چکرانے لگا' وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

جب اس کی نظر شیشے پر پڑی' تو اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

اس کے ناک سے خون بہہ رہا تھا' اس نے ہاتھ بڑھا کر خون کو چھوا۔

اپنی شرٹ اتار کر پھینکی' اور جلدی سے شاور چلایا۔

اور اپنا سر پانی کے نیچے کر دیا۔

سر بہت بھاری ہو رہا تھا' وہ سمجھ نہی پا رہا تھا۔

آخر ہو کیا رہا ہے اس کے ساتھ۔

کچھ دیر تک وہ یونہی بھیگتا رہا' جب خون رک گیا تو تولیے سے چہرہ صاف کرتے ہوئے باہر نکل آیا۔

الماری سے کپڑے نکال کر چینج کرنے چلا گیا۔

اب طبیعت پہلے سے کچھ بہتر لگ رہی تھی اسے۔

وہ سونے کی کوشش کر رہا تھا' مگر نیند نہی آ رہی تھی۔

اس نے دراز کھول کر نیند کی گولی نکالی' مگر نہی کھائی۔

ناجانے کیوں!

مگر آج کی رات وہ اسی ازیت میں گزارنا چاہتا تھا۔

exponovels

وہ خود کو درد دینا چاہتا تھا' کیونکہ اس نے صلہ کو بہت غلط سمجھ لیا تھا۔

مگر وہ ویسی نہی تھی جیسا وہ سمجھ رہا تھا' وہ تو دکھوں کو چھپا کر جی رہی تھی۔

احتسام کو بہت افسوس ہو رہا تھا اپنی سوچ پر۔

رامین گھر میں داخل ہوئی تو کچھ مہمان آئے ہوئے تھے۔

جو اندر کمرے میں بیٹھے تھے' رامین کمرے میں جانے ہی لگی تھی' اماں نے اسے روک دیا۔

رامین اپنے کمرے میں جاو تم' میں اوپر ہی آ رہی ہوں۔

رامین جلدی سے اوپر چلی گئی' اس نے سوچا شاید ابا کے کوئی دوست آئے ہو گے ملنے۔

رامین ابھی کمرے میں آ کر بیٹھی ہی تھی کہ اماں اوپر آ گئیں۔

رامین چادر اوڑھ لو اچھی طرح' رامین نے ابھی چادر اتار کر رکھی تھی بیڈ پر۔

اماں نے چادر اس کی طرف بڑھائی' رامین نے جلدی سے چادر اوڑھ لی۔

اور سوالیہ نظروں سے اماں کی طرف دیکھنے لگی۔

اماں کمرے سے باہر چلی گئی۔

اور تھوڑی دیر بعد واپس پلٹیں' مگر وہ اکیلی نہی تھیں۔

ان کے ساتھ رامین کے ابا بھی تھے' اور دو آدمی بھی تھے۔

ایک آدمی نے آگے بڑھ کر رامین کے سر پر ہاتھ رکھا' ماشااللہ بہت پیاری بیٹی ہے ہماری۔

اللہ پاک دونوں کی جوڑی سلامت رکھے۔

نکاح شروع کروائیں مولوی صاحب!

exponovels

وہ بولے تو رامین کے پیروں تلے سے جیسے زمین نکل گئی ہو۔

تو کیا پرنس نے اتنی جلدی بھیج دیا اپنے گھر والوں کو' اور اتنی جلدی نکاح۔

رامین نے ابا کی طرف دیکھا' انہوں نے مسکراتے ہوئے رامین کے سر پر ہاتھ رکھا۔

نکاح شروع ہوا' رامین نے نکاح نامے پر سائن کیے۔

سب نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی۔

رامین نے اماں کو آنسو پونچھتے ہوئے دیکھا۔ وہ نا ہی رو رہی تھی' اور نہ ہی ہنس رہی تھی۔

وہ تو بس حیران سی بیٹھی ہوئی تھی۔

آہستہ آہستہ سب کمرے سے باہر نکلتے گئے۔

وہ کمرے میں اکیلی رہ گئی تھی۔

تبھی کمرے کا دروازہ ناک ہوا' رامین پلٹی۔

مگر اپنے سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر رامین ساکت رہ گئی۔

رامین کا سر چکرا گیا' اسے سامنے دیکھ کر۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں' میرے کمرے میں؟

آپ اوپر کیسے آئے؟

آپ کو اوپر کس نے آنے دیا؟

آپ کو اب کیا مسئلہ ہے مجھ سے؟

آپ میرے گھر تک پہنچ گئے۔

exponovels

رامین صدمے سے دوچار سوال پر سوال کر رہی تھی۔

مگر وہ بس خاموشی سے مسکراتے ہوئے رامین کو دیکھ رہا تھا۔

وہ وہیں دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔

آنکھوں پر آج بھی سن گلاسز لگائے ہوئے۔

رامین کو حیرت ہوئی اس کے مسکرانے پر۔

رامین جلدی سے دروازے کی طرف بڑھی'ابا وہ ابھی بولنے ہی لگی تھی کہ وہ رامین کے سامنے آرکا۔

اور رامین اس کے آگے کچھ نہیں بول سکی۔

ہٹیں میرے راستے سے'رامین بناڈرے بولی۔

وہ ابھی بھی مسکرارہا تھا۔

رامین کو کوفت سی ہونے لگی'اس کی مسکراہٹ دیکھ کر۔

اس نے رامین کا ہاتھ تھاما'اور اسے کرسی پر بٹھا دیا۔

عجیب بات ہے ویسے'میں نے تو سُنا تھا کہ "اچھی لڑکیاں اپنے شوہر کی بہت عزت کرتی ہیں۔"

مگر تم تو ابھی سے مجھے کمرے سے نکال رہی ہو۔

مسکراتے ہوئے بولا۔

اس کے ہونٹوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

رامین کا رنگ فق پڑ گیا لفظ "شوہر" پر۔

"شوہر"_رامین نے زیرِ لب دہرایا۔

"جی میں ہی ہوں شوہر آپ کا"

exponovels

"ابھی مجھ سے ہی نکاح ہوا ہے تمہارا"

"رامین سے مسسز اظہر بن گئی تم"

"ملک اظہر میں ہی ہوں"

وہ مسکراتے ہوئے رامین کے سر پر بم پھوڑ رہا تھا۔

رامین سکتے کی حالت میں بیٹھی تھی۔

تو کیا میرا نکاح پرنس سے نہی ہوا 'وہ صدمے کی کیفیت میں بولی۔

" آج نام لے لیا پرنس کا' آئندہ میرے سامنے اس نام کا ذکر مت کرنا"

وہ دونوں ہاتھ کرسی پر رکھ کر رامین کی طرف جھکتے ہوئے بولا۔

میرے غصے سے واقف نہی ہوا ابھی تم 'اسی لیے آگاہ کر رہا ہوں۔

اُمید ہے آئندہ دھیان رکھو گی تم 'ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولا۔

رامین حیرت سے بس اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

سن گلاسز ابھی بھی اس کی آنکھوں پر ہی تھے۔

چلو میرے ساتھ 'وہ رامین کا بازو تھامتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

رامین نے بازو آزاد کروانے کی بہت کوشش کی 'مگر اس کی گرفت مظبوط تھی۔

مجبوراًرامین کو اس کے ساتھ چلنا پڑا۔

رامین کی چادر کندھوں پر آچکی تھی۔

ماما یہ ہے آپ کی بہو 'رامین کو ایک عورت کے سامنے لا کھڑا کیا۔

اور رامین کا بازو چھوڑ دیا۔

رامین نے جلدی سے اپنی چادر درست کی۔

ماشااللہ۔۔بہت خوبصورت ہے۔

میرے بیٹے کی پسند ہے'تو اچھی ہی ہو گی۔

میرا بیٹا کبھی کچھ غلط پسند نہی کرتا۔

وہ رامین کو اپنے ساتھ بٹھاتے ہوئے بولی۔

رامین کچھ نہی بولی۔

وہ بولنے کی کیفیت میں ہی نہی تھی۔

یہ سب کیا ہوا'کیسے ہوا؟

کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی وہ۔

اس کی یادداشت بس ایک نام پر اٹک چکی تھی۔

"پرنس"۔۔۔میرا نکاح پرنس سے نہی ہوا۔

بس یہی یاد تھا اسے'باقی کون کیا کہہ رہا ہے۔

وہ نہی سُن پا رہی تھی۔

آو نا بیٹا تم بھی بیٹھو یہاں'مسز ملک نے بیٹے کو رامین کے ساتھ بٹھا دیا۔

اس نے آنکھوں سے گلاسز اتارے'مگر رامین نے اس کی طرف نہی دیکھا۔

وہ تو بس سر جھکائے اپنے ہاتھوں پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔

یہ لو پہنا دو رامین کو مسز ملک نے ایک باکس بیٹے کی طرف بڑھایا۔

اس نے مسکراتے ہوئے وہ باکس تھاما۔

exponovels

اسے کھولا تو اس میں چار کنگن تھے سونے کے۔

مسز ملک نے رامین کا ہاتھ بیٹے کی طرف بڑھایا۔

جو اس نے مسکراتے ہوئے تھام لیا۔

رامین نے چونک کر اپنے ہاتھ کو دیکھا' جو اس کی گرفت میں تھا۔

اس نے بہت نرمی سے رامین کے ہاتھ کو تھام رکھا تھا۔

دو کنگن باکس میں سے اٹھائے' جو اب مسز ملک نے اٹھا رکھا تھا۔

دونوں کنگن رامین کے ہاتھ میں ڈال دیئے۔

اور باقی کے دو کنگن دوسرے ہاتھ میں ڈال کر ہاتھ چھوڑ دیا۔

رامین نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف نہی دیکھا۔

ٹھیک ہے صدیق احمد ہمیں اجازت دو پھر۔

ایک ہفتے بعد لینے آئیں گے اپنی بیٹی کو' ملک صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔

ہاں بھائی صاحب' اور آپ کو کسی قسم کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہی ہے۔

اپنی بیٹی کے لیے ساری شاپنگ میں خود کر لوں گی۔

آپ بس دعاوں میں میری بیٹی کو رخصت کرنے کی تیاری کریں۔

مسز ملک کی آواز رامین کے کانوں میں پڑی' اور سب لوگ کمرے سے باہر نکل گئے۔

مگر وہ ابھی تک رامین کے پاس ہی بیٹھا تھا۔

آئی ایم سوری' میں نے غصے سے بات کی تم سے۔

وہ رامین کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔

exponovels

میں بس اتنا چاہتا ہوں' تم بس میرے بارے میں سوچو۔

"بس میرا حق ہے تم پر"

"تم بھی اپنا حق جتاو' مجھے اپنالو"

میں اس لہجے کا عادی نہی ہوں' بس تمہیں کھونے سے ڈرتا ہوں۔

"یہ نکاح اسی لیے جلدی میں کروایا ہے' تاکہ پرنس نہ جیت سکے"

مگر تمہارے منہ سے پرنس کا نام سن کر مجھے میری جیت بھی ہار لگی۔

اور اپنی ہار میں برداشت نہی کرسکتا۔

"میں جیت کا عادی ہوں۔

آئیندہ اس ٹاپک پر کبھی بات نہی کرنا چاہتا میں۔

امید ہے مجھے شکایت کا موقع نہی دو گی تم۔

تم نے وعدہ کیا تھا' جیتنے والے کو دل سے قبول کرو گی۔

امید ہے اپنے وعدے پر پورا اترو گی۔

چلتا ہوں' جلدی آوں گا۔

"ہمیشہ کے لیے تمہیں اپنے ساتھ لیجانے کے لیے"

خدا حافظ'

رامین کا ہاتھ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

رامین حیرت سے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

وہ دروازے کے پاس پہنچ کر واپس پلٹا۔

exponovels

آنکھوں پر گلاسز دوبارہ پہن چکا تھا۔

رامین بھی اسی کی طرف دیکھ رہی تھی' وہ مسکرایا۔

اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

وہ چلا گیا تو رامین اپنے ہاتھ کو تکنے لگی' جو اس نے اپنے ہونٹوں سے چھوا تھا۔

یہ سب کیا ہو رہا تھا' تو کیا واقعی وہ سارے حق حاصل کر چکا ہے؟

کیا میں نے واقعی ہی اپنی زندگی اس کے نام کر دی ہے۔

رامین حیرتوں کے سمندر میں ڈوب چکی تھی۔

تب ہی اماں ابا واپس کمرے میں داخل ہوئے۔

اماں نے رامین کو گلے لگا لیا۔

بہت بہت مبارک ہو میری بیٹی کو' وہ رامین کا ماتھا چومتے ہوئے بولی۔

ابا نے بھی رامین کے سر پر ہاتھ رکھا۔

رامین نے نظریں اٹھا کر دونوں کی طرف دیکھا۔

ان کے چہرے کی چمک سے لگ رہا تھا' کہ بہت خوش ہیں وہ دونوں۔

کیا ہوا رامین تم خوش نہی ہو بیٹا؟

اماں نے گم سم سی بیٹھی رامین کو دیکھا تو پریشان ہو گئی۔

اماں آپ دونوں خوش ہیں نا' تو میں بھی خوش ہوں۔

میرے لیے آپ دونوں کی خوشی بہت عزیز ہے۔

آپ کی خوشی میں ہی میری خوشی ہے۔

رامین مسکراتے ہوئے بولی۔

وہ دونوں بھی مسکرادیئے'وہ جانتے تھے ان کی بیٹی کو ان کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہی ہو گا۔

بہت تھک گئی ہوں اماں کمرے میں جارہی ہوں۔

رامین مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

کمرے میں جاتے ہی چادر اتار کر سائیڈ پر رکھی۔

بیڈ پر گر سی گئی'زندگی ایسے رُخ موڑے گی۔

اس نے سوچا بھی نہ تھا۔

اماں ابا کو بتانا چاہتی تھی'کہ وہ خوش نہی ہے۔

اس رشتے سے'جس سے رشتہ جڑا ہے اس سے۔

مگر اس کی بات دل میں ہی رہ گئی۔

ہونٹوں تک نالا سکی وہ یہ بات۔

ان کے خوشی سے چمکتے چہروں کی خوشی بہت اہم تھی اس کے لیے۔

ان کی خوشی کے لیے وہ اس زہر کا گھونٹ پینے کو تیار تھی۔

ابھی ابھی تو اس کے دل میں پرنس کی محبت نے جنم لیا تھا۔

اور اب اس پر حکم صادر ہو چکا تھا'پرنس کو بھولنے کا۔

ہاں مجھے بھولنا ہی ہو گا پرنس کو۔

اسی میں بھلائی ہے۔

مجھے بھلانا ہی ہو گا اسے'رامین کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو چکے تھے۔

exponovels

صلہ کی آنکھ روشنی کی آواز پر کھلی۔

وہ چلا رہی تھی'صلہ باجی اٹھ جائیں۔

صلہ کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

بہ مشکل اس نے آنکھیں کھولیں۔

دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامے اٹھ بیٹھی۔

کیوں چلا رہی ہو روشنی؟

صلہ بے زاری سے بولی۔

صلہ باجی آپ کے بابا کو کچھ ہو گیا ہے۔

کیا۔۔۔؟

کیا ہوا بابا کو'صلہ چلائی۔

اور جلدی سے اٹھ کر باہر کی طرف بڑھی۔

کہاں ہیں بابا؟

وہ چلاتے ہوئے باہر کی طرف بڑھی۔

روشنی بھی اس کے پیچھے کمرے سے باہر نکل آئی۔

صلہ باجی وہ آپ کی ماما ہاسپٹل لے کر گئیں ہیں ان کو۔

کیا ماما اکیلی کیسے چلی گئیں ہاسپٹل۔

تم نے مجھے جگایا کیوں نہی۔

exponovels

صلہ اپنا فون ڈھونڈتے ہوئے بولی۔

وہ ایمبولینس منگوادی تھی میں نے۔

اور آپ کو بہت دیر سے جگانے کی کوشش کر رہی ہوں میں۔

مگر آپ کو تو ہوش ہی نہی آ رہا تھا۔

آپ کل رات سے بے ہوش پڑی ہیں۔

رات کو کوئی لڑکا آپ کو گھر چھوڑنے آیا تھا۔

آپ کے بابا نے دیکھ لیا تھا۔

اس نے آپ کو بازوؤں میں اٹھا رکھا تھا۔

آپ کے بابا بہت غصے میں لگ رہے تھے۔

وہ آپ کو کمرے میں چھوڑ کر' مجھے آپ کے پاس بٹھا کر چلا گیا۔

صلہ کے دماغ میں دھماکا سا ہوا' اور رات کا سارا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے آ گیا۔

احتسام وہی تھا کوٹھے پر۔

جب وہ ناچ رہی تھی' وہ لمحہ بہت ازیت ناک تھا اس کے لیے۔

احتسام کی نظریں اسی پر جم سی گئیں تھیں۔

اس کی نظروں میں کچھ تو تھا' جو صلہ کے قدم ڈگمگائے تھے۔

اس کی نظر ساتھ بیٹھے احتسام کے باس پر پڑی' تو سارا معاملہ سمجھ میں آ گیا۔

صلہ نے ایک کڑوی نگاہ اس پر ڈالی۔

بدلہ لیا تھا' اس نے کسی بات کا۔

exponovels

سب سمجھ چکی تھی وہ۔

احتسام کی نظریں برداشت نا کر سکی وہ' آگے بڑھ کر بوتل اٹھائی اور منہ کو لگا گئی۔

اس کے بعد اس نے احتسام کو جاتے ہوئے دیکھا۔

وہ جاتے ہوئے رکا تھا' پلٹا تھا صلہ کی طرف۔

مگر اس کے بعد اسے کچھ یاد نہی۔

صلہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے وہی صوفے پر بیٹھ گئی۔

تو احتسام کو سب پتہ چل گیا' کہ میں طوائف ہوں۔

اب وہ مجھے کبھی نہی اپنائے گا۔

صلہ کے سر میں درد کی شدید لہر سی اٹھی' وہ درد سے چلائی۔

روشنی جلدی سے اس کے لیے پانی لے آئی۔

روشنی پین کلر لاو میرے لیے جلدی' صلہ پانی کا گلاس تھامتے ہوئے بولی۔

لیکن صلہ باجی آپ نے کچھ کھایا نہی ابھی تک' پہلے کچھ کھا لیں۔

روشنی فکرمندی سے بولی۔

نہی روشنی مجھے کچھ نہی کھانا' تم بس پین کلر لا دو۔

اور میرے کمرے سے بیگ لے آو میرا جلدی۔

روشنی جلدی سے کچن کی طرف بڑھی۔

پین کلر لا کر صلہ کو دی' اور اس کے کمرے کی طرف بڑھ گئی بیگ لینے۔

صلہ نے جلدی سے ٹیبلیٹ پانی کے ساتھ نگل لی۔

exponovels

روشنی بیگ لے کر آئی تو صلہ جلدی سے بیگ اٹھاتے ہوئے باہر کی طرف بڑھی۔

صلہ باجی میں بھی چلتی ہوں ساتھ' مجھے پتہ ہے کونسے ہاسپٹل لے کر گئے ہیں ان کو۔

ہاں ٹھیک ہے گیٹ کھولو جلدی۔

روشنی نے گیٹ کھولا تو صلہ نے گاڑی گھر سے باہر نکالی۔

روشنی جلدی سے گیٹ بند کرتے ہوئے گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔

صلہ نے جلدی سے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

ہاسپٹل پہنچ کر صلہ جلدی سے ایمرجنسی کی طرف بڑھی۔

ایمرجنسی وارڈ کے باہر ہی اسے ماما کھڑی ہوئی نظر آ گئیں۔

صلہ جلدی سے ان کی طرف بڑھی' بابا کہاں ہیں ماما۔

انہوں نے ایک نظر صلہ کے حلیے پر ڈالی' اور اس کے گلے لگ گئیں۔

ہارٹ اٹیک ہوا ہے تمہارے بابا کو' وہ روتے ہوئے بولیں۔

ہارٹ اٹیک کا نام سنتے ہی صلہ کے ہاتھ پیر پھولنے لگے۔

ماما آپ فکر مت کریں' وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔

آپ بیٹھیں یہاں میں ڈاکٹر سے بات کر کے آتی ہوں۔

روشنی پانی دو ماما کو' وہ روشنی سے کہتی آئی سی یو کے دروازے سے باہر آتے ڈاکٹر کی طرف بڑھی۔

بابا کیسے ہیں اب' کیا میں ان سے بات کر سکتی ہوں۔

آپ کس پیشنٹ کی بات کر رہی ہیں' ڈاکٹر نے صلہ کے حلیے پر نظر ڈالی۔

جن کو کچھ دیر پہلے ہارٹ اٹیک ہوا ہے' صلہ جلدی سے بولی۔

exponovels

اچھا۔۔بیڈ نمبر چار کی بات کر رہی ہیں آپ'ان کی حالت بہت خراب ہے۔

ابھی کچھ نہی کہہ سکتے ہم'ویسے ایسا کیا ہوا آپ کے گھر۔

جوان کو اتنا شدید اٹیک ہوا ہے؟

صلہ رو رہی تھی'اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

مجھے نہی پتہ'بابا کو کیا ہوا ہے۔

آپ کے ساتھ کوئی میل نہی ہے؟

بہتر ہو گا آپ اپنے گھر سے کسی میل کو بلا لیں۔

آپ اکیلی یہاں کیا کیا کریں گی۔

ہمیں ان کی انجیو گرافی کرنی ہے ابھی۔

جلدی بلا لیں کسی کو'آپ لوگوں کے ساتھ کسی مرد کا ہونا بہت ضروری ہے۔

ایکسکیوز می۔۔۔ڈاکٹر وہاں سے چل پڑا۔

جبکہ صلہ حیرتوں میں ڈوبی وہیں کھڑی آنسو بہاتی رہی۔

کس کو بلاوں میں اب یہاں'صلہ کو کچھ سمجھ نہی آ رہا تھا۔

پھر کچھ یاد آنے پر تیزی سے اپنے بیگ کی طرف بڑھی۔

فون نکال کر احتشام کا نمبر ملایا۔

پتہ نہی وہ آئے گا بھی یا نہی؟

میری کال ایکسیپٹ کرے گا بھی یا نہی؟

صلہ کے دماغ میں بہت سے سوال پیدا ہو رہے تھے۔

exponovels

مگر اس کے پاس اور دوسرا کوئی راستہ نہی تھا۔

وہ فون کر رہی تھی' بیل جا رہی تھی۔

مگر احتسام فون نہی اٹھا رہا تھا۔

احتسام پوری رات سو نہی سکا۔

نماز پڑھ کر آیا تو اس کا فون بج رہا تھا۔

سکرین پر جو نام چمک رہا تھا' اس نے لمبی سانس لیتے ہوئے کان اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

احتسام۔۔۔صلہ کی درد بھری آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

اور اس کا دل تڑپ اٹھا' کیا ہوا صلہ رو کیوں رہی ہو۔

احتسام بے چینی سے بس بولا۔

بابا کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے' صلہ روتے ہوئے بولی۔

کیا؟۔۔احتسام چلایا۔

کونسے ہاسپٹل ہیں وہ' تم رونا بند کرو۔

پریشان مت ہو' میں آ رہا ہوں۔

جلدی سے ہاسپٹل کا ایڈریس سینڈ کرو مجھے۔

صلہ تم فکر نہی کرو' میں آ رہا ہوں۔

ٹھیک ہے۔۔۔صلہ نے آنسو صاف کرتے ہوئے کال کاٹ دی۔

احتسام کو ہاسپٹل کا ایڈریس سینڈ کر کے پاس پڑے بینچ پر بیٹھ گئی۔

صلہ نے محسوس کیا کہ سب لوگ اسے عجیب نظروں سے گھور رہے ہیں۔

exponovels

صلہ نے جب اپنے حلیے پر نظر ڈالی'تو سارا معاملہ سمجھ میں آگیا۔

وہ جلدی جلدی میں کپڑے چینج کیے بغیر ہی ہاسپٹل آگئ۔

اب کیا کروں میں 'ماما اور روشنی کو اکیلا چھوڑ کر کیسے جاوں گھر۔

وہ وہی بینچ پر بیٹھی احتسام کا انتظار کرنے لگی۔

رامین کا مطلب جانتی ہو تم؟

"رامین کا مطلب ہے 'کامیاب عورت"

مگر تم مجھے اپنے نام جیسی بلکل نہی لگتی۔

تم بہت ڈرپوک ہو۔

اپنے نام جیسی بننے کی کوشش کرو۔

میں چاہتا ہوں 'تم کامیاب عورت بنو۔

"آخر اتنی ڈرپوک کیوں ہو تم"

آخر کب تم یونہی آنسو بہاتی رہو گی۔ آنسو بہانے سے مسلے حل نہی ہوتے۔ مشکلات سے جنگ لڑنی پڑتی ہے۔

اگر تم پہلے ہی دن ایک ایک تھپڑ دونوں کے منہ پر لگا دیتی تو وہ دوبارہ تمہارے راستے میں نہی آتے۔ مگر تم نے ہمت نہی دکھائی۔۔ میں پوچھتا ہوں آخر کیوں۔۔؟؟؟

میں وہی ہوں جس نے تمہیں کل ان لڑکوں سے نجات دلائی تھی۔

کامیاب عورت" وہ ہوتی ہے جو خود کو معاشرے میں ثابت کرے۔ مشکلات کا سامنہ کرے، رکاوٹوں کا ڈٹ کر سامنا کرے۔ اور کبھی ہار نہ مانے۔

مگر ان میں سے ایک بھی خوبی مجھے نظر نہی آئی تم میں۔ تم بہت ہی ڈرپوک لڑکی ہو۔ جو محض دو لڑکوں کے راستہ روکنے پر گھبرا جاتی ہو۔ اپنے نام جیسی تو بلکل بھی نہی ہو تم۔

رات کو دو بجے آپ چوروں کی طرح میرے کمرے میں گھسے ہیں۔ یہ کوئی شریفوں والا کام تو نہی کیا آپ نے۔

کیوں میں شریف انسان ہوں ہی نہی۔ وہ مسکراتے ہوئے رامین کی طرف بڑھا۔ چور ہوں میں۔ اور چوروں کی طرح ہی آوں گا نہ۔۔ وہ چلتا ہوا رامین کے پاس آکر دونوں بازوں سینے پر باندھے آ کھڑا ہوا۔

ابھی تو تم کہ رہی تھی کہ ڈروں گی نہی۔ اور پھر سے ڈر رہی ہو۔

میں اتنا برا چور نہی ہوں۔ مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہی ہے۔ اب میں چلتا ہوں۔ وہ لڑکے دوبارہ تنگ نہی کریں گے تمہے۔ امید ہے تم کامیاب عورت بن کر دکھاوں گی۔ بلکل اپنے نام کی طرح۔

پرنس کی کہی ہوئی ساری باتیں رامین کے ذہن میں آرہی تھیں۔

اس کی کہی گئی ہر ایک بات' اس کا مدھم سا لہجہ۔

بات کرنے کا انداز' خوبصورت آواز۔

رامین بہت بے بس محسوس کر رہی تھی خود۔

کچھ خواب اتنی جلدی کیوں ٹوٹ جاتے ہیں۔

ابھی ابھی تو اس کے خواب دیکھنا شروع کیے تھے میں نے۔

پھر اتنی جلدی کیوں ٹوٹ گیا میرا خواب۔

کیوں کے خواب ہوتے ہی ٹوٹنے کے لیے ہیں۔

خواب کبھی مکمل نہی ہوتے۔

ہمیشہ خواب ادھورے رہ جاتے ہیں۔

exponovels

کبھی بھی بیچ راستے میں ہماری آنکھ کھل جاتی ہے۔

خواب ٹوٹ جاتا ہے'اور ہم حقیقت کی دنیا میں آجاتے ہیں۔

وہی دنیا جو حقیقت ہوتی ہے ہماری۔

خواب ہمیں اس دنیا سے کہی دور لے جاتے ہے۔

ہم ان خوابوں کے عادی ہو جاتے ہیں۔

ان کے تصور میں جینے لگتے ہیں۔

مگر جیسے ہی آنکھ کھلتی ہے'ہم حقیقی دنیا میں واپس لوٹتے ہیں۔

تو سارے خواب چھن سے ٹوٹ جاتے ہیں۔

اسی لیے بہتر ہے کہ ہم ان خوابوں کی دنیا سے باہر نکل آئیں۔

حقیقی زندگی میں خوش رہیں۔

کیونکہ خواب جب ٹوٹتے ہیں'تو یہی زندگی ہمیں پھر سے ایک نیا خواب دیکھنے کی امید دلاتی ہے۔

ہم پھر سے ایک نیا خواب بنتے ہیں'ٹوٹنے کے لیے۔

کیونکہ خواب کبھی مکمل نہی ہوتے۔

رامین سوچوں کے سمندر میں ڈوب چکی تھی۔

وہ چاہتا ہے کہ میں کامیاب عورت بن کر دکھاوں اسے'مگر میں تو ابھی سے ٹوٹ رہی ہوں۔

نہی مجھے سنبھالنا ہوگا خود کو'ایسے ٹوٹ کر بکھر نہی سکتی میں۔

حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہوگا مجھے۔

سہی کہا تھا پرنس نے'رونے سے کچھ حاصل نہی ہوتا۔

exponovels

مجھے ہارنا نہی اظہر کے سامنے' یہ پرنس کی محبت کی توہین ہے۔

میں پرنس کو ہارنے نہی دوں گی۔

ثابت کر کے دکھاوں گی اسے' کہ تم جیت کر بھی ہار گئے ہو۔

ہاں ایسا ہی ہو گا' مسٹر اظہر صاحب۔

آپ نے دولت کے گھمنڈ میں مجھے حاصل تو کر لیا ہے۔

مگر میری روح' اس کو کیسے حاصل کریں گے آپ۔

آپ تو جیت کر بھی ہار چکے ہیں۔

یہی چاہتے ہیں نا آپ کہ میں پرنس کو بھول جاوں۔

تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے' پرنس کو میں نہی بھول سکتی۔

آپ نے دو محبت کرنے والوں کو جدا کیا ہے۔

اس کا نتیجہ زندگی بھر بھگتنا پڑے گا آپ کو۔

یہ میرا وعدہ ہے آپ سے اظہر صاحب۔

رامین آنسو صاف کرتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔

اس کے ہاتھوں میں پہنے کنگن کھنکے تھے۔

رامین کو ان کی کھنک بلکل پسند نہی آئی۔

اس نے کنگن اتارنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں ایک آواز گونجی۔

"وعدہ کیا تھا تم نے' جو جیتا اسے دل سے اپناو گی"

رامین کے ہاتھ رک گئے۔

exponovels

وہ چاہ کر بھی وہ کنگن نا اتار سکی۔

وہ دل اور دماغ کی جنگ میں پھنس کر رہ گئ تھی۔

ایک طرف پرنس ہے جو'اس سے اپنے آپ سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے۔

اور دوسری طرف اظہر'جو اس کا شوہر بن چکا ہے۔

اس کا مجازی خدا'

کچھ سمجھ نہی آرہا کیا کروں'رامین سمجھ نہی پارہی تھی کہ کیا کرے وہ۔

یہ کیسے موڑ پر لا کھڑا کیا ہے زندگی نے'کاش کہ اس دن میں فیکٹری جاتی ہی نا۔

نا میں اظہر سے ٹکراتی'نا ان کا فون ٹوٹتا۔

اور نا بات یہاں تک پہنچتی۔

افف۔۔۔اب کیا ہو سکتا ہے'نکاح ہو چکا ہے۔

اب کچھ بھی ممکن نہی'فرار کی کوئی راہ نظر نہی آرہی مجھے۔

رامین اٹھ کر وضو کرنے چلی گئ۔

نماز پڑھ کر نیچے کی طرف بڑھی ہی تھی'کہ اماں اور ابا دونوں کی باتوں کی آواز رامین کے کانوں میں پڑی۔

دیکھا رامین کی اماں کتنی اچھی قسمت نکلی ہماری بیٹی کی۔

میں تو کبھی سوچ بھی نہی سکتا تھا'کہ جس فیکٹری کا میں چپڑاسی ہوں۔

اسی فیکٹری کی مالک بن جائے گی میری بیٹی۔

اکلوتا بیٹا ہے اظہر ان کا۔

ساری جائیداد، فیکٹری کا اکلوتا وارث۔

exponovels

اور جو کچھ شوہر کا ہے' وہ بیوی کا بھی ہوا۔

راج کرے گی ہماری رامین۔

شکر ہے میں نے وہ پہلے والے رشتے کے لیے ہاں نہی کی۔

ورنہ خوامخواہ ذلت اٹھانی پڑتی وہاں سے۔

وہ لڑکا کوئی اتنا خاص امیر نہی تھا' فی الحال تو اس کے پاس نوکری بھی نہی تھی۔

باپ کا چھوٹا سا کاروبار ہے اس کے۔

اچھا ہوا جو میں نے ہاں نہی کی۔

ورنہ کل کو پچھتانا پڑتا' باپ کے سر پر لے جا کر بٹھا دیتا ہماری رامین کو۔

اور خود بھی باپ کے سہارے بیٹھا رہتا۔

اور دیکھو تو سہی ان کو ابھی جواب دیا نہی' اور اتنا اچھا رشتہ ہمارے دروازے پر آ گیا۔

لیکن ایک بات مجھے سمجھ نہی آئی رامین کے ابا' اتنی جلدی نکاح کیوں کروایا انہوں نے۔

ہمیں کچھ سوچنے سمجھنے کا وقت ہی نہی دیا انہوں نے۔

اچانک سے نکاح' ہم نے رامین سے بھی کوئی رائے نہی لی۔

کہی ہم نے اپنی بیٹی کی ساتھ زیادتی تو نہی کر دی۔

وہ کچھ بول ہی نہی جب سے نکاح ہوا ہے' بہت چپ چپ سی ہے۔

حالانکہ لڑکیاں تو بہت کھل اٹھتی ہیں نکاح کے نام پر۔

مگر ہماری رامین اتنی خاموش کیوں ہو گئی ہے۔

کہی کوئی غلط فیصلہ تو نہی لے لیا ہم نے یہ نکاح کروا کر۔

ہمیں ایک بار رامین سے پوچھ لینا چاہیے تھا'رامین کی اماں پریشان ہوتے ہوئے بولیں۔

بس کر دو رامین کی اماں'تم ایسے ہی پریشان ہو رہی ہو۔

اور اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی پریشان کر رہی ہو۔

رامین بہت خوش ہے'وہ بس ہم سے دور جانے کا سوچ کر پریشان ہو رہی ہے۔

ہر لڑکی کے لیے یہ وقت بہت مشکل ہوتا ہے۔

ٹھیک ہو جائے گی وہ'جب رخصت ہو کر اپنے شوہر کے گھر چلی جائے گی۔

تو گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ اس کا دل لگ جائے گا وہاں۔

وہ پریشان نہی ہے'اداس ہے۔

تم سنبھالو اس کو'اور اس کی آنے والی زندگی کے لیے دعا کرو۔

انشااللہ سب بہتر ہو گا۔

ہماری بیٹی راج کرے گی اس گھر میں۔

شہزادی بن کر رہے گی وہاں'اظہر کسی شہزادے سے کم تھوڑی ہے۔

کتنے اچھے لگ رہے تھے دونوں ایک ساتھ۔

اللہ ان کی جوڑی ہمیشہ سلامت رکھے۔

اور دوسروں کی بری نظروں سے بچائے آمین۔

آمین۔۔۔کہہ تو آپ سہی رہے ہیں۔

رامین کی ساس بھی کتنے لاڈ اٹھا رہی تھی'رامین کے۔

سونے کے کنگن لے کر آئی'بہت مہنگے لگ رہے تھے مجھے۔

exponovels

کتنے خوبصورت لگ رہے تھے وہ کنگن رامین کے ہاتھوں میں۔

بس اللہ اسی طرح میری بیٹی کی عزت قائم رکھے آمین۔

اور اسے سسرال میں شان وشوکت والی زندگی عطا کرے۔ آمین

مگر ایک بات میری سمجھ میں نہی آرہی'اب ہم اسد کے گھر والوں کو کیا جواب دیں گے۔

وہ لوگ بہت مان سے آئے تھے رشتہ لے کر۔

وہ سب تم چھوڑ دو'میں سنبھال لوں گا سب۔

دروازے پر دستک ہوئی تو رامین کے ابا باہر چلے گئے۔

رامین آنسو صاف کرتے ہوئے پیچھے کی طرف بڑھی۔

اس رشتے سے میرے ماں، باپ کی خوشیاں جڑی ہیں۔

مجھے اس رشتے کو دل سے نبھانا ہوگا'بھلانا ہوگا پرنس کو۔

"اظہر کو اپنانا ہوگا مجھے"

رامین سوچوں میں گُم اماں کے پاس آبیٹھی۔

اماں کھانا نہی کھلانا کیا آج'یا پھر میرے نکاح کی خوشی میں مجھے بھوکا رکھنا ہے۔

رامین مسکراتے ہوئے بولی۔

ارے ہاں ہاں کیوں نہی ابھی لاتی ہوں کھانا'تم بیٹھو

وہ مسکراتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

احتسام نے جلدی سے اپنی بائیک باہر نکالی'اور گھر میں کسی کو بتائے بغیر ہی ہاسپٹل کے لیے نکل پڑا۔

exponovels

ہاسپٹل گھر سے زیادہ دور نہی تھا۔

احتسام جلدی ہاسپٹل پہنچ گیا۔

بائیک پارک کرتے ہی جلدی سے ایمر جنسی وارڈ کی طرف دوڑا۔

صلہ اسے سامنے بینچ پر بیٹھی نظر آگئی۔

مگر اس کا حلیہ دیکھ کر احتسام کو شدید افسوس ہوا۔

وہ رات والے حلیے میں ہی آگئی ہاسپٹل' احتسام کو کوفت سی ہونے لگی۔

رات کا سارا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا۔

وہ سر جھٹکتے ہوئے صلہ کی طرف بڑھا۔

وہ سر جھکائے آنسو بہانے میں مصروف تھی۔

احتسام چلتا ہوا صلہ کے پاس جا رُکا۔

صلہ۔۔۔ مدھم لہجے میں اسے پکارا۔

صلہ نے احتسام کی آواز پر سر اوپر اٹھایا' اور پھر سے سر جھکا کر رونے لگی۔

احتسام اس کے پاس ہی بیٹھ گیا بینچ پر۔

صلہ سنبھالو خود کو سب ٹھیک ہو جائے گا۔

کچھ نہی ہو گا انکل کو' احتسام اسے تسلی دینے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

صلہ مسلسل روئے جا رہی تھی۔

احتسام نے محسوس کیا کہ ارد گرد سے گزرنے والے لوگ عجیب نظروں سے دیکھ رہے ہیں ان دونوں کو۔

وہ تیزی سے وہاں سے اٹھ گیا۔

exponovels

چند منٹوں بعد واپس آیا'اور ایک بڑی سی شال صلہ کے گرد پھیلا دی۔

صلہ نے جھکا سر اٹھا کر احتسام کو دیکھا۔

اور ایک نظر چادر پر ڈالی'احتسام صلہ کو چادر اوڑھا کر ڈاکٹر کی طرف بڑھ گیا۔

صلہ ہکا بکا سی اسے ڈاکٹر سے باتیں کرتا دیکھ رہی تھی۔

یہ منظر روشنی،اور صلہ کی ماما نے بھی دیکھا۔

روشنی صلہ کی ماما کو سب بتا چکی تھی۔

وہ بس دور بیٹھی بیٹی کے سر پر اوڑھی گئی چادر کو دیکھ رہی تھیں۔

احتسام ڈاکٹر سے کچھ پیپرز لیتے ہوئے صلہ کی طرف بڑھا۔

ان پر سائن کرنے ہوگے تمہیں'اس نے پیپرز صلہ کی طرف بڑھائے۔

انکل کا آپریٹ کرنا ہے ابھی'اور اس کے لیے خونی رشتے کے سائن چاہیے۔

صلہ نے کانپتے ہاتھوں سے پیپرز تھامے'اور سائن کر کے پیپرز احتسام کے حوالے کر دیئے۔

احتسام نے پیپرز ریسیپشن پر جمع کروا دیئے۔

میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں'احتسام صلہ سے کہتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

صلہ وہاں سے اٹھ کر ماما اور روشنی کے پاس بیٹھ گئی۔

وہ ماما سے نظریں نہی ملا پا رہی تھی۔

کیا جواب دیتی ان کو'کہ کیوں ہے اس حلیے میں۔

وہ بس خاموشی سے اچھی طرح خود پر چادر اوڑھے بیٹھی رہی۔

ماما نے اس سے کوئی سوال نہی کیا'وہ دعائیں مانگنے میں مصروف تھیں۔

کچھ دیر احتسام واپس آیا۔

اس کے ہاتھ میں شاپنگ بیگ تھا'اور ناشتے کا کچھ سامان تھا۔

احتسام نے شاپنگ بیگ صلہ کی طرف بڑھایا۔

صلہ سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

اس میں کپڑے ہیں'جا کر چینج کر لو۔

آپ بھی ان کے ساتھ جاو'احتسام روشنی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

روشنی جلدی سے صلہ کے ساتھ چل پڑی۔

احتسام صلہ کی ماما کے پاس بیٹھ گیا۔

ناشتے کا سامان ان کی طرف بڑھایا۔

آنٹی آپ کچھ کھالیں'آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔

انکل کو کچھ نہی ہو گا'آپریٹ ہو گا ان کا پھر وہ بلکل ٹھیک ہو جائیں گے پہلے کی طرح۔

وہ گم سم سی بس احتسام کو دیکھے جا رہی تھیں۔

کون ہے یہ وہ نہی جانتی تھیں'اتنی فکر کیوں کر رہا ہے وہ ان کی۔

وہ بہت حیران ہو رہی تھیں۔

صلہ کے سر پر چادر اوڑھانا'پھر اس کے لیے کپڑے لے کر آنا۔

اب ناشتہ'ایسا خیال تو کوئی اپنا ہی رکھ سکتا ہے۔

تم کون ہو بیٹا'آخر ہمت کر کے وہ بول ہی پڑیں؟

exponovels

احتسام مسکرادیا' مجھے اپنا بیٹا سمجھ لیں آپ۔

صلہ اور میری بہنیں دوست ہیں آپس میں' صلہ آتی جاتی رہتی ہے ہمارے گھر۔

میری بہن نے بتایا مجھے کہ صلہ کے بابا ہاسپٹل میں ہیں۔

تو جیسے ہی پتہ چلا میں چلا آیا یہاں۔

احتسام جھوٹ بول رہا تھا' اور کچھ سمجھ ہی نہی آیا اسے۔

اب کیا بتاتا وہ ان کو کہ آپ کی بیٹی سے ایک بار پارک میں ملاقات ہوئی تھی۔

تب سے ہی پیچھے پڑ گئی ہے میرے' سوچ کر احتسام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

صلہ کی ماما نے احتسام کے سر پر ہاتھ رکھا۔

بہت شکریہ بیٹا' اللہ تمہیں اس کا اجر دے۔

شکریہ کس بات کا' ماں بیٹے کا شکریہ ادا کرتے اچھی نہی لگتی۔

وہ مسکراتے ہوئے بولا' تو صلہ کی ماما بھی مسکرا دیں۔

آپ کچھ کھالیں پلیز' بیٹے کی بات نہی مانیں گی آپ۔

احتسام کا اپنائیت بھرا رویہ دیکھ کر نا چاہتے ہوئے بھی انہوں نے ایک سینڈوچ اٹھالیا۔

میں صلہ کو دیکھ کر آتا ہوں' آئی نہی وہ لوگ ابھی تک۔

احتسام اٹھ کر وہاں سے چلا گیا' تبھی اسے صلہ اور وہ لڑکی دونوں آتے ہوئے دکھائی دیں۔

صلہ اس سمپل سے جوڑے میں بھی بہت نکھری نکھری سی لگ رہی تھی۔

لائٹ پنک کلر صلہ کی رنگت مزید نکھار رہا تھا۔

احتسام وہی رک کر اسے دیکھنے لگا۔

exponovels

وہ روشنی سے کچھ بولتے ہوئے آ رہی تھی۔

احتسام کو سامنے کھڑے دیکھا تو خاموش ہو گئی۔

جاو روشنی میرا بیگ لے آو۔

صلہ احتسام کے پاس آ رکی' تھینکس ان کپڑوں کے لیے۔

صلہ جھجکتی ہوئی بولی' اس سے پہلے کے احتسام کچھ بولتا اس کے فون پر رِنگ ٹون بجی۔

احتسام نے فون دیکھا تو رانیہ کی کال تھی۔

احتسام نے کال پِک کرتے ہوئے فون کان سے لگایا۔

اور آگے کی طرف بڑھ گیا' صلہ اپنی ماما کی طرف بڑھ گئی۔

بھائی آپ صبح صبح کہاں چلے گئے ہیں؟

امی بہت پریشان ہو رہی ہیں۔

آپ بتا کر بھی نہی گئے' اور ناشتہ بھی نہی کیا۔

بھائی کہاں ہیں آپ؟

رانیہ بنا رکے بولی جا رہی تھی۔

رانیہ' تم خاموش ہو گی تو کچھ بتاوں گا نا میں' احتسام نے رانیہ کو ٹوکا تو وہ خاموش ہوئی۔

اوہ سوری بھائی' رانیہ شرمندہ ہوتے ہوئے بولی۔

اچھا میری بات سنو اب خاموشی سے' میں ہاسپٹل آیا ہوں۔

صلہ کے بابا کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے' ان کی کنڈیشن بہت خراب ہے۔

کیا بھائی صلہ کے بابا کو ہارٹ اٹیک' وہ بہت پریشان ہو گی۔

exponovels

ہاں وہ بہت پریشان ہے' اسی لیے تو میں یہاں ہوں۔

تم ماما کو بتا دو کہ بھائی کے کسی دوست کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے وہ ہاسپٹل ہیں۔

ان کو صلہ کے بارے میں کچھ مت بتانا' میں خود بتا دوں گا بعد میں۔

ابھی جیسا بولا ہے' ویسا ہی کہنا۔

احتسام التجا کرتے ہوئے بولا رانیہ سے۔

میں جھوٹ کیوں بولوں بھائی؟

وہ بھی صبح صبح' اور ویسے آپ کو کیسے پتہ چلا کہ صلہ کے بابا ہاسپٹل میں ہیں۔

صلہ کا فون آیا تھا مجھے' احتسام گھبراتے ہوئے بولا۔

اچھا' آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ اس کو جانتے ہی نہی۔

پھر اس کے پاس آپ کا نمبر کہاں سے آیا؟

رانیہ کی تشویش شروع ہو چکی تھی۔

صلہ کے پاس میرا نمبر کہاں سے آیا یہ تو میں گھر آ کر پوچھوں گا تم سے۔

ابھی ان باتوں کے لیے وقت نہی ہے میرے پاس۔

فون بند کرنے لگا ہوں میں۔

اوپس' صلہ کو بھائی کا نمبر میں نے ہی تو دیا تھا۔

اب میری خیر نہی۔

خیر جو بھی ہوا اچھا ہوا' بھائی صلہ کے ساتھ تو ہیں اب۔

امی کو بتا دوں' پریشان ہو رہی ہو گی۔

exponovels

رانیہ فون چارچنگ پر لگاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔

احتسام فون جیب میں رکھتے ہوئے واپس پلٹا تو صلہ ہاتھ میں کوئی سلپ پکڑے چلتی آرہی تھی۔

کہاں جارہی ہو'احتسام نے اسے روکا۔

یہ ماما کی دوائیاں لینے جارہی ہوں'بہت ضروری ہیں۔

لاو مجھے دو میں لا دیتا ہوں'تم ناشتہ کرلو جاکر۔

نہی میں لے آوں گی'مجھے بھوک نہی ہے۔

میں نے کہا نا کہ میں لے آتا ہوں'تم جاکر ناشتہ کرو۔

اور وہ لڑکی'کیا نام لیا تھا ابھی تم نے اس کا؟

روشنی'صلہ نے جواب دیا۔

ہاں روشنی'اس کو بھی ناشتہ کروادو۔

ہوں۔۔صلہ سر ہلاتے ہوئے واپس مڑ گئی۔

اور احتسام دوائیاں لینے چلا گیا۔

دوائیاں لے کر واپس آیا اور صلہ کو تھما دیں۔

صلہ نے ماما کو دوائی کھلا کر واپس بیگ میں رکھ دیں۔

صلہ نے ناشتہ نہی کیا'ویسے کا ویسا ہی پڑا تھا۔

احتسام ابھی کچھ بولنے ہی لگا تھا کہ نرس بھاگتی ہوئی باہر آئی۔

صلہ کون ہے'وہ عجلت میں بولی۔

صلہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

exponovels

وہ پیشنٹ کی حالت بہت زیادہ خراب ہو رہی ہے' آپ کا نام پکار رہے ہیں وہ بار بار۔

آپ اندر آئیں جلدی۔

نرس بولی تو صلہ نے ایک نظر مڑ کر سب کی طرف دیکھا' اور آئی سی یو میں داخل ہو گئی۔

اندر داخل ہوئی تو سامنے کا منظر دیکھ کر اس کا دل دہل گیا۔

اس کے بابا مشینوں میں جکڑے بیڈ پر لیٹے ہوئے تھے۔

سانس اکھڑ رہا تھا' وہ کچھ بولنے کی کوشش کر رہے تھے۔

مگر بول نہی پا رہے تھے' صلہ نے ان کا ہاتھ تھام کر آنکھوں سے لگا لیا۔

بابا کچھ نہی ہو گا آپ کو' آپ ہمت نہی ہاریں۔

سب ٹھیک ہو جائے گا' صلہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔

انہوں نے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے صلہ کے سامنے' جیسے معافی مانگ رہے ہو۔

صلہ نے ان کے جڑے ہوئے ہاتھ تھام کر آنکھوں سے لگا لیے۔

نہی بابا' آپ معافی مت مانگیں۔

جو ہوا اس میں آپ کا کوئی قصور نہی تھا۔

آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔

ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی زرا سی۔

اور صلہ کے ہاتھوں سے ان کے ہاتھ چھوٹ گئے۔

صلہ کے پیروں تلے جیسے زمین ہی نکل گئی۔

وہ چلائی بابا' نہی۔۔۔ آپ ہمیں چھوڑ کر نہی جا سکتے۔

exponovels

سسٹر ان کو باہر لے جائیں' ڈاکٹر عجلت میں بولا۔

اور ان کو شاک دینے لگا۔

نرس صلہ کو بازو سے کھینچتے ہوئے باہر لے آئی۔

صلہ کی آنکھوں کے سامنے بابا کا چہرہ آیا' ان کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔

ہاتھ ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔

صلہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا محسوس ہوا۔

وہ احتسام اور ماما کی طرف دیکھ رہی تھی' اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔

احتسام نے اسے گرنے سے بچا لیا تھا' اس نے صلہ کو پاس پڑے بینچ پر بٹھا دیا۔

صلہ سنبھالو خود کو' احتسام کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

روشنی جلدی سے پانی کی بوتل لے کر احتسام کی طرف بڑھی۔

احتسام نے پانی کے چھڑکا صلہ کے منہ پر تو صلہ نے آنکھیں کھول دیں۔

احتسام بابا' وہ بس اتنا ہی بول پائی۔

اور اٹھ کر ماما کی طرف دوڑی' جو دیوار سے سر لگائے آنسو بہا رہی تھیں۔

ماما کچھ نہی ہو گا بابا کو' آپ رونا بند کر دیں۔

وہ ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے ان کو تسلی دے رہی تھی۔

تبھی ڈاکٹر باہر آیا' احتسام جلدی سے ان کی طرف بڑھا۔

ڈاکٹر نے سر نفی میں ہلا دیا' آئی ایم سوری۔

ہم ان کو نہی بچا سکے' ہارٹ اٹیک بہت شدید تھا ان کا۔

exponovels

ہم بس انجیو گرافی کے لیے لے کر جانے ہی والے تھے ان کو۔

مگر اس سے پہلے ہی ان کی طبیعت مزید بگڑ گئی۔

صلہ صدمے کی حالت میں ڈاکٹر کو دیکھ رہی تھی۔

ماما کے رونے میں مزید اضافہ ہو چکا تھا۔

احتشام بھی وہی بینچ پر بیٹھ گیا' سر دونوں ہاتھوں میں تھامے۔

رامین کے ابا بہت دیر بعد گھر واپس آئے۔وہ بہت پریشان لگ رہے تھے۔

ان کے چہرے پر پریشانی کے آثار واضح تھے۔

رامین بھی پریشان ہو چکی تھی۔

آخر کون آیا تھا' ابا سے ملنے۔

جو ابا اتنی دیر بعد گھر واپس آئے ہیں۔

ضرور کوئی پریشانی والی بات ہے' جو ابا ہم سے چھپا رہے ہیں۔

کہی مالک مکان تو نہی آگیا کرایہ مانگنے' رامین خود سے ہی اندازہ لگا رہی تھی۔

نہی اگر وہ ہوتا تو بہت شور مچاتا۔

ضرور کوئی اور ہو گا' کہیں ملک صاحب تو نہی آئے تھے۔

یا پھر اظہر' کوِئی ایسی بات نا کہہ دی ہو انہوں نے جس سے ابا پریشان ہو گئے۔

رامین نے پوچھا مگر انہوں نے کچھ نہی بتایا۔

رامین نے زیادہ اسرار نہی کیا۔

exponovels

وہ جانتی تھی ابا نہی بتانا چاہتے۔

وہ طبیعت خراب ہونے کا بہانہ کرتے ہوئے کمرے میں چلے گئے۔

رامین بس بے بسی سے ان کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

اور کر بھی کیا سکتی تھی۔

چند دنوں میں زندگی کیا سے کیا بن گئی۔

وہ ہوا جو کبھی سوچا بھی نہی تھا۔

پہلے پرنس آیا زندگی میں' اس کے لیے محبت جاگی ہی تھی ابھی دل میں۔

کہ ملک اظہر آگیا زندگی میں۔

اور وہ بھی پورے حقوق کے ساتھ۔

جس کا انکار ممکن نہی۔

کچھ لوگ پیسے کی طاقت پر کچھ بھی خرید سکتے ہیں۔

کسی سے اس کی محبت بھی چھین سکتے ہیں۔

اور کسی سے اس کے جینے کا حق' اس کی خوشیاں بھی چھین لیتے ہیں۔

دوسروں کو غلام بنانا شان ہوتی ہے ایسے لوگوں کی۔

ایسا ہی کچھ رامین کے ساتھ ہوا تھا۔

اظہر نے پرنس سے اس کی محبت کو چھین کر خود کو ثابت کر دیا۔

ثابت کر دیا اس نے کہ پیسے کے دم پر' غریب پر پیسے کا رعب جھاڑ کر سب کچھ خریدا جا سکتا ہے۔

غریب ماں، باپ تو بس اتنی بات پر ہی خوش ہو جاتے ہیں۔

exponovels

کہ ان کی بیٹی اچھی زندگی گزارے گی۔

دولت کی ریل پیل ہو گی' گاڑیاں، گھر سب کچھ قدموں میں ہو گا۔

بس یہی کمزوری رامین کے گھر والوں کی تھی۔

اظہر نے ان کی کمزوری پر وار کیا۔

مستقبل کے سہانے خواب دکھا کر' چند لمحوں میں رامین کو اپنی غلام بنالیا۔

اظہر جیت گیا' مگر محبت کیسے جیت پائے گا۔

"محبت روح سے ہوتی ہے' روح ہی ساتھ نا دے۔"

""تو کیا فائدہ ایسی محبت کا"

"محبت میں جیت ہار نہی ہوتی"

"محبت تو قربانی مانگتی ہے"

""محبت تو یہ کہ محبت کی محبت سے بھی محبت کی جائے""

"کیا فائدہ ایسی محبت کا جس میں قربانی ہی نہ ہو"

"محبت نام ہے قربانی کا"

"کہاں ملی ہے یہ محبت کسی کو"

"یہ جان لیتی ہے' اور جان مانگتی ہے"

"دلوں کی یہ دشمن ہے"

"خون دلوں کا یہ پیتی ہے"

"جو ہو جائے ایک بار"

exponovels

"تو کہاں جینے دیتی ہے"

"لاکھوں ملے گے تجھ کو افسانے"

"محبت کے دیوانوں کے"

"یہ جان کی بازی مانگتی ہے"

"ٹکرے دلوں کے کرواتی ہے"

"یہ جو چُن لے کسی دل کو"

"تو قبر تک پہنچاتی ہے"

"یہ کہاں کسی کو ملتی ہے"

"یہ نصیب بنتی ہے 'قسمت والوں کا"

"محبت نام ہے قربانی کا"

رامین سر جھٹکتے ہوئے وہی بیٹھ گئی اماں کے پاس

کھانا کھانے کے بعد بچوں کا انتظار کرنے لگی۔

بچے آئے تو ان کو پڑھانے میں مصروف ہو گئی۔

ارے یہ کیا بات ہوئی 'رامین کی اماں نے اسے بچوں کو پڑھاتے دیکھا تو ہنس دیں۔

اب ان بچوں کو فارغ کر دو تم 'ایک ہفتے بعد شادی ہے تمہاری۔

اور تم بچوں کو پڑھانے بیٹھ گئی ہو۔

رامین کو حیرانگی ہوئی اماں کی بات پر۔

"یہ کیا بات ہوئی بھلا اماں؟

exponovels

میں ان بچوں کو کیوں پڑھانا چھوڑ دوں۔

جب تک یہاں ہوں' تب تک تو پڑھانے دیں۔

نہی نہی رامین اب بس کر دو تم۔

نکاح ہو چکا ہے تمہارا بیٹا۔

اب تمہارے سسرال والوں کا آنا جانا لگا رہے گا۔

اب اگر انہوں نے دیکھ لیا' تمہیں بچوں کو پڑھاتے ہوئے۔

تو شاید ان کو یہ بات ناگوار گزرے۔

وہ امیر لوگ ہیں' وہ کبھی گوارہ نہی کریں گے۔

کہ ان کی اکلوتی بہو نوکری کرے۔

کہہ دو کل ثوبیہ کو بھی فون کر کے۔

کل سے تم سکول نہی جانے والی۔

نکاح ہو چکا ہے تمہارا' اب تم کسی کی امانت ہو ہمارے پاس۔

کل بلا کر کہہ دوں گی ان بچوں کے گھر والوں سے بھی کہ کسی اور ٹیوشن بھیج دیں اب انکو۔

تم جاو جا کر آرام کرو ان کو چھٹی دے دو۔

اماں کیا ہو گیا ہے آپ کو؟

مجھے خرید تھوڑی نا لیا ہے انہوں نے جو مجھ پر اتنی پابندیاں لگائیں گے وہ لوگ۔

اور ان کو سب پتہ ہی ہو گا کہ میں نوکری کرتی ہوں سکول میں' اور بچوں کو ٹیوشن پڑھاتی ہوں۔

ہمارے گھر کے سارے حالات سے واقف ہیں وہ لوگ اچھی طرح۔

exponovels

ہم جیسے ہیں ویسے ہی رہتے ہیں ہم 'کیوں ہم ان کے لیے خود کو بدلیں۔

نہی رامین اس میں خریدنے والی کوئی بات نہی 'میری بات کا غلط مطلب سمجھ لیا تم نے۔

میں تو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اب تم رامین صدیق احمد نہی رہی۔

تم رامین اظہر بن چکی ہو۔

تمہاری زندگی بدل چکی ہے۔

ان لوگوں کا حق بن چکا ہے تم پر۔

ان کے گھر کی اکلوتی بہو ہو تم۔

اور سب سے زیادہ حق تمہارے شوہر کا ہے تم پر اب۔

ہم سے بھی زیادہ 'اور یہ اسی کا حکم ہے۔

تم جتنے دن اس گھر میں ہو میں چاہتی ہوں ہم زیادہ وقت گزارے ایک دوسرے کے ساتھ۔

چند دنوں بعد تم اپنے سسرال چلی جاوگی۔

ہزاروں زمہ داریاں آجائیں گی تمہارے سر۔

پھر کہاں آوگی جلدی ملنے 'اماں،ابا کی یاد بھی آئے گی تمہیں یا نہی۔

رامین کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے 'وہ اماں سے لپٹ گئی۔

ایسا کیوں کہہ رہی ہیں اماں 'میں کہی نہی جانے والی آپ کو چھوڑ کر۔

"چھوڑ کر تو جانا ہی پڑے گا 'ہاں البتہ ملوانے لاتا رہوں گا میں"

ایک جانی پہچانی سی آواز رامین کے کانوں میں پڑی۔

وہ اماں سے الگ ہوئی 'تو وہ سیڑھیوں کے پاس کھڑا مسکرا رہا تھا۔

exponovels

آنکھوں پر گلاسز لگائے'کالا سوٹ پہنے وہ کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔

ہونٹوں پر دل پھینک مسکراہٹ سجائے'وہ رامین کو ہی دیکھ رہا تھا۔

رامین نے ایک غصیلی نگاہ اس پر ڈالی۔

اسے دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں نفرت بھر آئی۔

رامین کی اماں مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھیں۔

آو بیٹا اندر آو وہاں کیوں کھڑے ہو۔

وہ بولیں تو وہ مسکراتے ہوئے بچوں کے پاس جا بیٹھا۔

اماں کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

بچوں آپ سب سے ایک ضروری بات کرنی ہے'اس کی مدھم سی آواز رامین کو اپنے حواسوں پر چھاتی ہوئی محسوس ہوئی۔

آپ کی یہ جو ٹیچر ہیں نا'رامین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

جی'۔۔۔بچے بلند آواز میں ایک ساتھ بولے۔

"یہ اب میری ٹیچر ہیں'آپ لوگ اپنی کوئی اور ٹیچر ڈھونڈ لیں۔

آج سے آپ سب کو چھٹی'اب آپ سب جاو اپنے اپنے گھر۔

میرے دس گننے تک سارے بچے یہاں سے بھاگ جائیں۔

اگر کوئی بچہ مجھے نظر آیا تو اس کی خیر نہی'وہ مسکراتے ہوئے گنتی شروع کر چکا تھا۔

ایک،

دو،

exponovels

تین،

چار' دیکھتے ہی دیکھتے سارے بچے بھاگ گئے۔

رامین حیران پریشان سی دور کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

اس کی حرکتیں بچوں والی تھیں' ایک پل کے لیے رامین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

مگر اگلے ہی پل وہ مسکراہٹ سمٹ گئی۔

وہ پلٹ کر رامین کی طرف آیا۔

کیسی ہے میری مسز؟

وہی گھمگیر سا لہجہ' رامین ایک پل کے لیے چونکی۔

وہ مسکرادیا'

رامین وہاں سے چل پڑی اوپر کی طرف' مگر اظہر نے اس کا راستہ روک لیا۔

کہاں جا رہی ہو' میں تم سے ملنے آیا ہوں۔

اور تم دامن بچا کر بھاگ رہی ہو۔

وجہ جان سکتا ہوں میں۔

رامین نے خونخوار نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

اظہر مسکرادیا' چلو میرے ساتھ کہیں جانا ہے۔

حکم دینے والا انداز تھا اظہر کا۔

کیوں جاوں میں آپ کے ساتھ' میں آپ کی غلام نہی ہوں جب دل چاہے راستہ روک لیتے ہیں میرا۔

رامین جتنا بھی عہد کر لے دل سے کہ اظہر کو دل سے اپنا لے گی۔

exponovels

مگر جیسے ہی اظہر اس کے سامنے آتا اس کے سارے عہد پر پانی پھر جاتا۔

اظہر حیران ہوا رامین کے جواب پر' مگر غصہ پی گیا۔

اور مسکرا دیا۔

وہ جانتا تھا اس نے بہت غلط کیا رامین کے ساتھ' اس کو تھوڑا وقت تو لگے گا اس رشتے کو قبول کرنے میں۔

اسی لیے وہ اب رامین کے ساتھ نرمی سے پیش آ رہا تھا' تا کہ اس کے دل میں اپنے لیے محبت پیدا کر سکے۔

وہ کیا ہے ناڈیئر مسز آپ کو شادی کی شاپنگ پر لے کر جانا ہے۔

اور رہی بات غلامی کی تو غلام حاضر کا ہے آپکا۔

آپ کی نظروں نے غلام بنا رکھا ہے ہمیں۔

اور آپ فرما رہی ہیں کہ ہم نے آپ کو غلام بنا رکھا ہے۔

رامین کچھ بولنے ہی والی تھی کہ اماں چائے لے آئیں۔

اظہر صوفے کی طرف بڑھ گیا' اور بڑے مزے سے چائے پینے لگا۔

اب چائے پیتے وقت بھی گلاسز نہی اتارے' عجیب انسان ہے۔

آخر ہے کیا اس کے گلاسز میں' رامین کو کوفت سی ہونے لگی۔

اگر آپ کو کوئی اعتراض نا ہو تو میں رامین کو شاپنگ پر لے جاوں۔

اظہر رامین کی اماں سے بہت عقیدت اور اپنائیت سے بھرپور لہجے میں بولا۔

کیوں نہی بیٹا' بیوی ہے تمہاری اس میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔

رامین کو جیسے صدمہ لگا' اماں ایسے کیسے بھیج سکتی ہیں مجھے اکیلا اس کے ساتھ۔

جاو رامین تیار ہو جاو جلدی سے' اماں بولیں تو رامین دانت پیستے ہوئے اوپر کی طرف بڑھ گئی۔

exponovels

کچھ دیر بعد چادر اوڑھے اور اپنا بیگ اٹھائے نیچے آگئی۔

رامین کو نیچے آتا دیکھ اظہر بھی اٹھ کھڑا ہوا' چلیں مسز مسکراتے ہوئے بولا۔

رامین اماں کی طرف بڑھ گئی' خدا حافظ اماں اس کا ماتھا چومتے ہوئے بولیں۔

دونوں باہر کی طرف بڑھ گئے۔

رامین نے گاڑی کا دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اظہر سامنے آگیا۔

آپ کا غلام حاضر ہے میڈم' سر خم کرتے ہوئے بولا۔

اور رامین کے لیے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔

رامین چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ گئی۔

اظہر بھی مسکراتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا۔

اور مسکراتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

احتشام کو وہ دن یاد آگیا جب اس کے بابا اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے۔

ایسے لگا تھا جیسے ہر طرف اندھیرا چھا گیا ہو۔

سر سے چھت اڑ گئی ہو جیسے۔

وہ بھی ایسے ہی بیٹھا آنسو بہا رہا تھا' جیسے آج صلہ بہا رہی تھی۔

وہ بھی ایسے ہی ٹوٹ کر بکھر چکا تھا۔

مگر اسے خود کو سنبھالنا پڑا' ماں اور دونوں بہنوں کو سنبھالنا تھا اسے۔

اور آج بھی وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا۔

exponovels

تاکہ صلہ کو سنبھال سکے۔

صلہ کے بابا کو آئی سی یو سے باہر لایا گیا تو صلہ ان کے پیچھے دوڑی۔

نہی ہٹاد و یہ سفید کپڑا میرے بابا کے چہرے سے کچھ نہی ہوا ان کو۔

وہ ٹھیک ہے' سو رہے ہیں بس۔

میرے بابا مجھے چھوڑ کر نہی جاسکتے' وہ چلا رہی تھی۔

وہ ہوش میں نہی لگ رہی تھی۔

روشنی صلہ کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔

مگر صلہ اس سے ہاتھ چھڑواتے ہوئے ان کے پیچھے پیچھے بھاگ رہی تھی۔

احتسام نے آگے بڑھ کر صلہ کو بازو سے کھینچ کر روکا۔

صلہ رُک جاو' وہ جا چکے ہیں۔

سنبھالو خود کو پاگل ہو چکی ہو تم۔

نہی احتسام بابا زندہ ہیں' کچھ نہی ہوا ان کو۔

ڈاکٹرز کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔

بابا مجھے چھوڑ کر نہی جاسکتے۔

صلہ کی ماما کو روشنی ساتھ لیے آ رہی تھی۔ جبکہ احتسام صلہ کا بازو تھامتے ہوئے اسے زبردستی گاڑِی کی طرف لے کر گیا۔

روشنی نے جلدی سے گاڑی کی چابیاں احتسام کی طرف بڑھائیں۔

احتسام نے صلہ کو گاڑی میں بٹھایا' روشنی اور صلہ کی ماما کو اس کے ساتھ بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔

exponovels

اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔

پہلے ان کی گاڑی پہنچی اور ساتھ ہی ایمبولینس بھی۔

صلہ گاڑی سے باہر بھاگتے ہوئے بابا کی طرف بڑھی۔

ان کی میت گھر پر آئی تو دیکھتے ہی دیکھتے محلے والے بھی جمع ہونا شروع ہو گئے۔

احتسام جلدی سے گھر پہنچا اور امی اور رانیہ، ہانیہ کو ساتھ لے آیا۔

صلہ اور اس کی ماما کو کسی سہارے کی ضرورت تھی۔

مگر یہاں ان کا کوئی رشتہ دار نہی ہے' احتسام نے صلہ کی ماما سے پوچھا تو انہوں نے یہی جواب دیا۔

احتسام کو یہی ٹھیک لگا پھر ان حالات میں۔

صلہ نے ان سب کو یہاں دیکھا تو رو رو اپنے دل کا حال بیان کرنے لگی۔

میرے بابا مجھے چھوڑ کر چلے گئے آنٹی' دیکھو تم دونوں۔

میرے بابا مجھ سے ناراض ہو کر چلے گئے۔

ان تینوں کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو چکے تھے۔

وہ کہتے ہیں نا" جس تن نوں لگدی' او ہی تن جانے"

جس پر یہ کیفیت گزری ہو وہ ان کا درد محسوس کر سکتے ہیں۔

صلہ کی ماما بس گم سم سی بیٹھیں آنسو بہائے جا رہی تھیں۔

وہ کچھ نہی بول رہی تھیں۔

ہانیہ اور رانیہ دونوں صلہ کو سنبھالنے میں لگی تھیں۔

مگر وہ چپ نہی ہو رہی تھی۔

exponovels

اس کی سسکیاں پورے گھر میں گونج رہی تھیں۔

مرد حضرات بھی جمع ہو چکے تھے۔

احتسام تدفین کے انتظامات میں لگا تھا۔

سب کچھ اسے ہی تو کرنا تھا۔

سارے انتظامات مکمل ہوئے تو میت کو آخری منزل تک پہنچانے کے لیے مرد حضرات گھر میں داخل ہوئے۔

کلمہ شہادت'

اللہ اکبر'

بس یہی آوازیں صلہ کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔

وہ چلا رہی تھی' مگر اس کی آواز گم ہو چکی تھی اس بھیڑ میں۔

وہ خود کو پانی میں ڈوبتی محسوس کر رہی تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ زمین پر گر گئی۔

ساری آوازیں بند ہو چکی تھیں' ہر طرف اندھیرا چھا چکا تھا۔

ایک آخری بات جو اس کی زبان پر تھی وہ یہ تھی۔

"میرے بابا مجھے چھوڑ کر چلے گئے"

"گھبرا کیوں رہی ہو مجھ سے؟

ایسے دور ہو کر بیٹھنے کا کیا مطلب سمجھوں اب میں۔

مجھ سے کس بات کا ڈر ہے تمہیں؟

میں تمہیں اس لیے ساتھ لے کر آیا ہوں۔ تا کہ ہمارے درمیان کی دوریاں ختم کر سکوں۔

تم مجھے جان سکو!

میری عادتیں جاننے کی کوشش کرو۔

مجھے جاننے کی کوشش کرو۔

سب کچھ تمہارے لیے ہی تو کیا ہے۔

"تمہاری محبت میں'

تمہاری محبت ہی تو طاقت ہے میری'

جتنا جلدی ہو سکے ہمارے رشتے کو قبول کرنے کی کوشش کرو'

بس چند دن اور پھر تم ہمیشہ کے لیے میری زندگی میں شامل ہو جاو گی۔

شامل تو ہو چکی ہو ویسے میری زندگی میں'بس مجھے قبول نہی کر پا رہی تم۔

"اکیلے باہر ساتھ لانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کو جان سکیں۔

اگر ایسے ہی مجھ سے بھاگتی رہی تو زندگی مشکل ہو جائے گی ہم دونوں کی۔

بے فکر ہو کر بیٹھو!

"شوہر ہوں تمہارا'کوئی غیر تو نہی۔

اظہر نے جب رامین کو چپ چاپ سمٹ کر بیٹھے دیکھا تو بنا بولے رہ نہ سکا۔

تم تو ایسے بیٹھی ہو جیسے مجھے جانتی ہی نہی'

"اب تو زندگی بھر کا ساتھ جڑ چکا ہے ہمارا"

"سہی کہا آپ نے!

exponovels

میں واقعی نہی جانتی آپ کو ہمارے درمیان بس نکاح کا رشتہ ہے۔

'ویسے تو اجنبی ہیں آپ میرے لیے"

رامین کی بات پر اظہر نے گاڑی کو بریک لگائی 'کیا ہم اجنبی ہیں؟

'اظہر کو جیسے صدمہ لگا!

"اس میں اتنا حیران ہونے والی کونسی بات ہے 'ٹھیک ہی تو کہا ہے میں نے'

ہمارے درمیان اس دھوکے سے کیے گئے نکاح کے سوا اور کوئی رشتہ ہے کیا؟

دھوکا، جھوٹ، فریب یہ سب تو آپ کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہیں۔

مگر اس بار آپ نے حد ہی کر دی 'دھوکے سے نکاح ہی کر ڈالا'

میرے جزبات کو ٹھیس پہنچائی آپ نے 'دھوکا دیا مجھے"

"کیسا دھوکا رامین؟

میں نے کوئی زبردستی نہی کی تمہارے ساتھ 'بس نکاح ہی تو کیا ہے۔"

"زبردستی اسے ہی تو کہتے ہیں ملک اظہر صاحب!

بنا بتائے اچانک اگر آپ کی مرضی جانے بغیر آپ کو نکاح نامے پر سائن کرنے کو کہہ دیا جائے'

اسے زبردستی ہی تو کہتے ہیں'

میں نے یہ نکاح اپنے ماں، باپ کا مان رکھنے کے لیے کیا ہے بس!

اور اس رشتے کو اپنی آخری سانس تک نبھاوں گی 'کیونکہ میرے ماں، باپ کی خوشیاں جڑی ہیں اس رشتے سے"

"رامین تم بدگمان ہو مجھ سے 'بہت زیادہ غلط فہمیاں پیدا کر رکھی ہیں تم نے اپنے دل میں میرے بارے میں۔

مگر میں وعدہ کرتا ہوں!

exponovels

'بہت جلد تمہاری ساری بدگمانیاں دور کر دوں گا۔

تم بس کوشش کرو مجھ پر بھروسہ کرنے کی'

میں مانتا ہوں بہت غلط کیا میں نے تمہارے ساتھ 'تم جو چاہے مجھے سزا دو۔

مگر مجھ سے بدگمان مت ہونا کبھی'

"بہت محبت کرتا ہوں میں تم سے 'اپنی جان سے بھی زیادہ۔

کیسے یقین دلاوں تمہیں!

رامین دیکھو میری طرف!

اظہر نے رامین کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔

کیا میری محبت نظر نہی آتی تمہیں؟

کیا میں اتنا برا لگتا ہوں تمہیں کہ میرے ساتھ چند پل نہی گزارنا چاہتی تم'

'میں تو اپنی زندگی تمہارے نام کر چکا ہوں۔

دیکھو تو سہی ایک شریف سیدھے سادھے بندے کو مجنوں بنا کر رکھ دیا ہے تم نے'

وہ گھمگیر لہجے میں بول رہا تھا"

"کیسے دیکھوں؟

'آنکھوں پر تو چشمہ لگا رکھا ہے آپ نے!

رامین کی بات پر وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

'تو اتار دو یہ چشمہ ان آنکھوں سے 'مگر شرط یہ ہے کہ ان آنکھوں سے نظریں نہی ہٹاو گی۔

'جب ان آنکھوں کو دیکھو گی۔

exponovels

'تو چھونے کی خواہش کرو گی۔

'ان آنکھوں میں کھو جاو گی۔

'رہنے دو ان آنکھوں کو پردے میں۔

'کہ ملن میں ابھی کچھ گھڑیاں باقی ہیں۔

'جو دیکھ لی یہ ہوش رُبا آنکھیں۔

'تو ابھی ٹوٹ کر میری بانہوں میں بکھر جاو گی۔

'تو سوچ کیا رہی ہو بڑھاو ہاتھ اور اتار دو اس چشمے کو۔

اظہر نے چہرے مزید رامین کے قریب کیا۔

ننہی آپ جلدی گاڑی سٹارٹ کریں 'شام ہونے والی ہے۔

'ہم لیٹ ہو جائیں گے۔

رامین کی بات پر وہ مسکرا کر پیچھے ہٹا 'اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔

مگر رامین کا ہاتھ ابھی بھی اس کی گرفت میں تھا۔

'ویسے یہ کنگن بہت خوبصورت لگ رہے ہیں تمہارے ہاتھوں میں۔

ایسے لگتا ہے جیسے تمہارے لیے ہی بنے ہو یہ۔

'یہ میں کل رات کو لایا تھا۔

کیسے لگے تمہیں؟

اچھے ہیں 'رامین نے بنا اس کی طرف دیکھے جواب دیا۔

بس ٹھیک!

exponovels

بہت محنت لگی مجھے انتخاب کرنے میں' کبھی یہ شاپ کبھی وہ شاپ۔

پچاس دکانیں گھومنے کے بعد پسند آئے یہ مجھے۔

مگر جانتی ہو!

سب سے زیادہ خوبصورت یہ مجھے تب لگے' جب میں نے اپنے ہاتھوں سے تمہارے خوبصورت ہاتھوں میں پہنایا انہیں۔

مجھے خوشی ہوئی یہ دیکھ کر کہ تم نے انہیں ابھی تک پہن رکھا ہے۔

اُتارا نہی' میری محبت کا پہلہ تحفہ قبول کیا تم نے"

"رامین نے اظہر کی بات کا کوئی جواب نہی دیا۔

بس دل ہی دل میں اسے کوفت سی ہونے لگی' اظہر کی ان باتوں سے۔

'اچھا ہو تا کہ میں اُتار ہی دیتی یہ کنگن' خوامخواہ غلط فہمیاں پال رہے ہے یہ اپنے دل میں۔

خیر مجھے کیا!

'جو سوچتے ہیں سوچتے رہیں۔

رامین نے اپنا ہاتھ واپس کھینچنے کی کوشش کی مگر اظہر نے اپنے ہاتھ کی گرفت مزید سخت کر دی۔

"چھوڑنے کے لیے نہی تھاما یہ ہاتھ!

اب زندگی بھر یہ ہاتھ تھام کر چلنا ہے مجھے' یہ دامن چھڑوا کر بھاگنے کی کوششیں چھوڑ دو۔

"تم اب میری ہو'

"تمہارا خود پر بھی اب کوئی حق نہی۔

"سارے حق اب میرے ہیں۔

exponovels

اظہر کی آواز رامین کے کانوں میں پڑی' تو اس نے مزاحمت ختم کر دی۔

"بے بسی سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

اظہر نے گاڑی پارک کی' اور رامین کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔

ایسے مت دیکھو نظر لگ جائے گی مجھے!

"دولہے کو نظر لگ جائے گی دلہن کی'

رامین جلدی سے دوسری طرف دیکھنے لگی' میں آپ کو نہی دیکھ رہی تھی۔

میں تو باہر دیکھ رہی تھی' غلطی سے آپ پر نظر پڑ گئی۔

رامین شرمندہ ہوتے ہوئے بولی'

چلو غلطی سے ہی سہی!

نظر تو پڑی میرے چہرے پر تمہاری'

اظہر مسکراتے ہوئے گاڑی سے باہر نکلا۔

اور رامین کی طرف کا دروازہ کھولا' رامین بھی گاڑی سے باہر نکل آئی۔

دونوں شاپنگ مال کی طرف بڑھ گئے' اظہر نے پھر سے رامین کا ہاتھ تھام لیا'

'ہاتھ چھوڑ دیں میرا!

میں کوئی بچی تو نہی ہوں' سب دیکھ رہے ہیں'

رامین چلتے چلتے اظہر کے کان کے پاس آہستہ سے بولی۔

'مگر اس پر کوئی اثر نہی پڑا' وہ مسکراتے ہوئے شاپ میں داخل ہو گیا۔

"اظہر ایک ایک کر کے رامین کو سارے برائیڈل ڈریس دکھا رہا تھا۔

exponovels

رامین بس ایک نظر ڈریس پر ڈالتی اور سر ہلا دیتی'

اظہر حیرانگی سے رامین کی طرف دیکھنے لگا' ہم یہاں بس دیکھنے نہی آئے۔

ڈریس خریدنا ہے ہمیں' پسند کرو یار۔

'مجھے کوئی تجربہ نہی ہے ایسے کپڑے خریدنے کا' تمہیں تو پتہ ہی ہو گا۔

مجھے بھی کوئی تجربہ نہی ہے' آپ خود ہی پسند کر لیں۔

جو آپ پسند کریں گے میں پہن لوں گی'

دلہن آپ کی مرضی کی ہے' تو ڈریس بھی تو آپ کی مرضی کا ہونا چاہیے نا!

'رامین کا لہجہ تھوڑا تلخ تھا'

اور اظہر نے اس کے لہجے کی تلخی بہت اچھی طرح محسوس کی تھی۔

وہ بس رامین کی طرف دیکھتا رہ گیا' بولا کچھ نہی۔

آخر کار آگے بڑھا!

ریڈ اور گولڈن کلر کی میکسی جس پر ہیوی کام ہوا تھا'

رامین کی طرف اشارہ کیا' یہ اچھا لگا مجھے!

ٹھیک ہے اگر آپ کو پسند ہے تو پھر مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

اظہر بس لمبی سانس بھر کر رہ گیا' اور آگے بڑھ کر ایک گرے کلر کی میکسی بھی پسند کر لی۔

اس بار اس نے رامین سے نہی پوچھا' کیونکہ جانتا تھا۔

اس کا جواب یہی ہو گا' اگر آپ کو پسند ہے تو ٹھیک ہے۔

دونوں ڈریس پیک کروائے' پیمنٹ کی اور گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔

exponovels

رامین کا موڈ اب بھی ویسا ہی تھا'

کچھ کھاؤ گی'اظہر گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے بولا۔

نہی۔۔میں کھانا کھا کر آئی تھی'آپ پلیز مجھے گھر ڈراپ کر دیں۔

شام ہو چکی ہے'اماں پریشان ہو رہی ہو گی۔

رامین بہت جھنجلائی ہوئی تھی۔

ڈونٹ وری رامین!

تم اپنے شوہر کے ساتھ ہو کسی کزن یا دوست کے ساتھ نہی ہو'

جو اتنا گھبرا رہی ہو۔

آنٹی کی اجازت پر ہی لے کر آیا ہوں میں ساتھ تمہیں'

میں کوئی بچہ نہی ہوں'جو تمہارے اس رویے کو سمجھ نہی سکتا۔

"سچ تو یہ ہے کہ تم اس نکاح سے خوش نہی ہو'تمہیں تو پرنس چاہیے تھا نا!

وہ نہی ملا تمہیں!

جانتی ہو کیوں نہی ملا وہ تمہیں؟

کیونکہ وہ تمہارے لائق ہی نہی تھا'

ایک نمبر کا آوارہ لڑکا ہے وہ'ہر وقت غنڈا گردی اس کے لیے جیسے مزاق ہے۔

پسٹل جیب میں ڈال کر پھرتا ہے وہ'جہاں دل چاہے گولی چلا دیتا ہے۔

خود ہی سوچوں کیا تم ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزار سکتی ہو'جس کا کوئی فیوچر ہی نا ہو"

غنڈہ گردی'لوگوں سے پیسے چھیننا اور چوریاں کرنا یہی اس کی زندگی ہے۔

exponovels

میں نے تمہاری جان بچائی ہے اس غنڈے سے !

اللہ کا شکر ادا کرو اب تم محفوظ ہاتھوں میں ہو۔

میں ہوں تمہارے ساتھ 'اب وہ تمہارا کچھ نہی بگاڑ سکے گا۔

رامین بس حیرتوں میں ڈوبی اظہر کی باتیں سُن رہی تھی۔

پرنس چور ہے !

"وہ اسی لیے خود کو چور کہتا تھا 'اور وہ پسٹل !

پسٹل ہے اس کے پاس 'اس نے مجھے بھی تو ڈرایا تھا۔

تو کیا واقعی وہ ایک غنڈہ ہے '

نہی ایسا نہی ہو سکتا 'اس نے مجھے کبھی کوئی نقصان نہی پہنچایا۔

ہمیشہ میری مدد ہی کی ہے !

ہو سکتا ہے ان کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو 'پرنس ایسا بلکل بھی نہی ہے۔

وہ ایک شریف انسان۔۔۔!

"میں شریف چور ہوں !

رامین کے کانوں میں پرنس کی آواز گونجی '

اس کے دل میں اظہر نے شک کا بیج بو دیا تھا۔

"میرا نکاح پرنس سے نہی ہوا '

اس بات کا دکھ نہی ہے مجھے '

دکھ اس بات کا ہے کہ آپ نے بنا بتائے مجھ سے نکاح کیا ہے اچانک۔

جانتے ہیں آپ!

نکاح ایک لڑکی کی زندگی کا سب سے خوبصورت لمحہ ہوتا ہے'

اس کے دل میں اپنے ہونے والے شوہر کا ایک عکس سا ہوتا ہے۔

جو نکاح ہونے کے بعد ایک وجود کی شکل اختیار کر لیتا ہے'

جب میں نے نکاح نامے پر سائن کیے تھے'اس وقت میرے دل میں جو عکس تھا۔

وہ پرنس کا تھا'

اور وجود!

وجود آپ کا تھا'اب آپ خود ہی بتائیں اس میں میرا کیا قصور ہے؟

رامین کی آنکھیں برس پڑیں!

اظہر نے گاڑی سائیڈ پر روک دی'اور رامین کا چہرے سے آنسو صاف کیے۔

اس عکس کو ختم کر دوں گا میں'اگر تم میرا ساتھ دو۔

رامین کے آنسو پونچھتے ہوئے مدھم لہجے میں بولا۔

میں چاہتا ہوں'جب تم رخصت ہو کر میرے پاس آؤ تو۔

تمہارے دل میں میرا عکس ہو'اور وجود بھی میرا ہی ہو۔

اس رشتے کو سچے دل سے قبول کر لو'

اظہر نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

رامین کے گھر کے باہر گاڑی روک دی۔

ایک گفٹ پیک رامین کی طرف بڑھایا'

exponovels

رامین نے سوالیہ نظروں سے اظہر کی طرف دیکھا۔

ڈونٹ وری اس بار بہت اچھا گفٹ ہے' مسکراتے ہوئے بولا۔

رامین نے ناچاہتے ہوئے بھی وہ گفٹ تھام لیا۔

گاڑی کا دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اظہر نے روک لیا۔

یہ گفٹ ابھی کھولو!

رامین کو حیرانگی ہوئی' میں گھر جا کر دیکھ لوں گی۔

اس نے بہانہ چاہا'

نہی ابھی کھولو میرے سامنے' تمہارا کیا بھروسہ کہیں رکھ کر بھول جاو۔

اور میں انتظار ہی کرتا رہ جاوں'

رامین نے گفٹ کھولنا شروع کر دیا' کیونکہ جانتی تھی جب تک یہ گفٹ نہی کھولا میں نے تب تک گھر نہی جانے دینا اظہر نے اسے۔

اسی لیے مجبوراً اسے گفٹ کھولنا ہی پڑا'

رامین نے گفٹ کھولا تو ایک خوبصورت، مہنگاترین فون نکلا اس میں سے۔

رامین کو بلکل بھی خوشی نہی ہوئی یہ فون دیکھ کر۔

اس نے سوالیہ نظروں سے اظہر کی طرف دیکھا۔

یہ تمہارے لیے ایک چھوٹا سا گفٹ'

مگر مجھے اس کی ضرورت نہی ہے' رامین نے فون واپس ڈبے میں بند کر کے شاپر میں ڈال کر رکھ دیا۔

تمہیں ضرورت ہو یا نہ ہو' مجھے ضرورت ہے۔

exponovels

"اپنی بیوی سے بات کرنی ہوتی ہے میں نے'اسی لیے خریدا ہے۔

باقی شاپنگ ماما کروائیں گی'آؤ گھر چھوڑ دوں تمہیں۔

رامین گاڑی سے باہر نکل گئی'اظہر بھی شاپنگ بیگز اٹھاتے ہوئے رامین کے ساتھ گھر میں داخل ہو گیا۔

رامین کی اماں دونوں کو آتے دیکھ مسکرا دی۔

اظہر نے شاپنگ بیگز رامین کی طرف بڑھا دیئے۔

رامین اوپر کی طرف بڑھ گئی۔

اس کے اوپر جاتے ہی اظہر نے آنکھوں سے گلاسز اتار دیئے۔

اور رامین کے ابا کے پاس جا بیٹھا۔

نیچے آتے ہوئے رامین کی نظر اظہر پر پڑی'وہ نظریں جھکائے رامین کے ابا سے بات کر رہا تھا۔

چند لمحوں کے لیے رامین پر نظر اس پر ٹھہر سی گئی۔

پھر سر جھٹکتے ہوئے نیچے کی طرف بڑھ گئی۔

رامین کے آتے ہی اظہر گلاسز پہنتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

چلتا ہوں!

رامین کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

رامین مسکراتے ہوئے اماں،اور ابا کے پاس آ بیٹھی۔

"دن تیزی سے گزرتے گئے۔

ایک ہفتہ کیسے گزر گیا پتہ ہی نہی چلا'

اظہر روز رامین کو فون کرتا رہتا'

exponovels

رامین بس مختصر سی بات کرتی اور فون بند کر دیتی۔

مگر اظہر برا نہی مانتا تھا' وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد پھر کسی نا کسی بہانے سے فون کر دیتا۔

اور رامین کو مجبوراً فون اٹھانا پڑ جاتا۔

رامین کی ساری شاپنگ مکمل ہو چکی تھی۔

رامین ہر رات جاگ کر گزارتی پرنس کے انتظار میں' مگر وہ پھر کبھی نہی آیا۔

ناہی ثوبیہ کے گھر والے آئے' رامین بہت بار ثوبیہ کے گھر کے نمبر پر کال کرتی رہی مگر کوئی فون ہی نہی اٹھاتا تھا۔

شاید ان کو پتہ چل گیا تھا رامین کے اظہر سے نکاح کا'

اسی وجہ سے ناراض ہو چکے تھے وہ لوگ'

رامین سارا دن شاپنگ پر ہوتی اظہر کی ماما کے ساتھ' اور پھر شام کو پارلر۔

ایسے میں ثوبیہ کے گھر جا ہی نا سکی وہ۔

رات ہوتے ہی اس کو پرنس کا انتظار ہوتا' وہ اتنے دنوں سے نہی آیا۔

پتہ نہی کیوں پھر بھی رامین کو اس کا انتظار رہتا تھا۔

مگر پرنس نہی آیا!

آج مہندی کا فنکشن تھا۔

ہال مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔

رامین کو اظہر کے ساتھ لا کر بٹھا دیا گیا۔

رامین نے گرین اور پنک کلر کا لہنگا پہنا ہوا تھا' جس پر بہت خوبصورت گولڈن ستاروں اور موتیوں کا کام ہوا تھا۔

اور سرخ پھولوں کے زہورات پہنے ہوئے تھے رامین نے۔

exponovels

'اظہر کی نظریں رامین پر اٹک سی گئیں تھیں۔

اظہر نے وائٹ شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔بال سلیقے سے سیٹ کیے ہوئے۔

وہ پوری محفل پر چھایا ہوا تھا۔

سب کی نظریں سٹیج پر بیٹھی اس خوبصورت جوڑی کے تعاقب میں تھیں۔

'اظہر نے آنکھوں پر گلاسز نہی پہنے تھے آج۔

رامین ایک بار بھی نظریں اٹھا کر اظہر کی طرف نہی دیکھ سکی۔

خود پر جمیں اظہر کی نظروں کی تپش محسوس کر رہی تھی وہ۔

مگر نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھ نہی سکی۔

وہ بس نظریں ہاتھوں پر جمائے بیٹھی تھی'رسمِ حنا کا فنکشن بہت اچھا چل رہا تھا۔

فنکشن ختم ہوا تو سب گھر آ گئے۔

رامین گھر آئی تو رات کے دو بج رہے تھے۔

ابھی کمرے میں داخل ہوئی ہی تھی'کہ کمرے میں اندھیرا چھا گیا۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر رامین چونکی'

پرنس!

بے ساختہ اس کے منہ سے پرنس کا نام نکلا'

کھڑکی کھولنے کی آواز آئی'اور چاند کی ہلکی سی روشنی کمرے میں داخل ہوئی۔

اور اس روشنی میں کھڑکی کے پاس کھڑا ایک وجود نظر آیا رامین کو۔

وہ وہی تھا'پرنس۔۔۔ہاں وہ پرنس ہی تھا۔

exponovels

رامین کو اپنی آنکھوں پر جیسے یقین ہی نہی آیا۔

"صلہ کو جب ہوش آیا تو وہ اپنے کمرے میں تھی۔

رات ہو چکی تھی' وہ اٹھ کر پھر سے رونے لگی۔

بابا کہاں ہیں؟

مجھے جانا ہے بابا کے پاس' روشنی کو دیکھتے ہوئے بولی۔

روشنی جلدی سے باہر کی طرف بڑھی۔

صلہ کا رو رو کر برا حال ہو چکا تھا' سرخ آنکھیں رو رو کر آنکھیں سوج چکی تھیں۔"

"یہ کیسی صبح تھی میری زندگی کی' میرے بابا مجھ سے بچھڑ گئے۔

صلہ روتے ہوئے بول رہی تھی' نہی میرے بابا مجھے چھوڑ کر نہی جا سکتے۔

میں ان کے پاس جاوں گی' صلہ بیڈ سے اٹھ کر باہر کی طرف بھاگی'

مگر سامنے سے رانیہ اور ہانیہ نے روک لیا اسے۔

اور واپس بیڈ پر لا کر بٹھا دیا۔

صلہ روتے ہوئے ہانیہ کے گلے لگ گئ'

رو لو بیٹا جتنا رونا ہے' جی بھر کر رو لو۔

احتسام کی امی صلہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔

رونے سے جانے والے واپس تو نہی آتے' مگر دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔

رونے سے غم تھوڑا کم ہو جاتا ہے' مگر تم ایسے ہمت ہار جاو گی تو تمہاری ماما کو کون سنبھالے گا۔

جن کا آخری سہارا اب تم ہو'

ماما کے نام پر صلہ نے سر اٹھایا' اور جلدی سے ماما کے کمرے کی طرف بڑھی۔

وہ بستر پر لیٹی ہوئیں تھیں' ڈاکٹر ان کے پاس بیٹھا چیک اپ کر رہا تھا۔

ان کی آنکھیں بند تھیں۔

احتسام بھی وہی کھڑا تھا۔

صلہ جلدی سے ماما کے پاس آبیٹھی' ماما کیا ہوا آپ کو۔

ان کا بلڈ پریشر بہت لو ہو چکا ہے' اسی لیے ان کی یہ حالت ہے ڈاکٹر نے مختصر سا جواب دیا۔

ان کا بہت خیال رکھیں آپ' ان کو اکیلا مت چھوڑیئے گا۔

ان کی کنڈیشن بہت خراب ہے' کیا ان کو کوئی سیریس بیماری ہے؟

ڈاکٹر احتسام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا'

برین ٹیومر ہے ماما کو' اس سے پہلے کے احتسام کوئی جواب دیتا صلہ بول پڑی۔

احتسام چونکا!

اوہ ویری سیڈ!

ڈاکٹر افسوس سے بولا' ان کا علاج چل رہا ہے؟

جی' صلہ نے مختصر سا جواب دیا۔

ہمم۔۔۔ان کا خیال رکھنا پڑے گا آپ کو' اگر ان کی طبیعت زیادہ خراب ہو تو پھر ہاسپٹل لے جانے میں دیر مت کرنا آپ لوگ۔

اب میں چلتا ہوں' ان کی میڈیسنز وقت پر دیتے رہیں آپ لوگ۔

exponovels

ڈاکٹر اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گیا' احتسام بھی ڈاکٹر کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔

ڈاکٹر کو گھر واپس چھوڑ کر گیٹ بند کرتے ہوئے اندر کی طرف بڑھا۔

صلہ ابھی بھی اپنی ماما کے پاس بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔

احتسام کمرے میں داخل ہوا تو چند پل کے لیے صلہ کو روتے ہوئے دیکھتا رہا۔

یہ لڑکی کتنے درد چھپائے پھر رہی ہے سینے میں' اور میں کیا سمجھ بیٹھا تھا۔

بہت براہوں میں' بہت غلط سوچ رکھی میں نے اس معصوم لڑکی کے لیے۔

احتسام اپنی سوچ پر افسوس کرتے ہوئے صلہ کی طرف بڑھا۔

صلہ' بہت مدھم لہجے میں پکارا گیا۔

صلہ نے سر اٹھا کر احتسام کی طرف دیکھا۔

' احتسام کا دل تڑپ اٹھا صلہ کی حالت دیکھ کر۔

ایک پل کے لیے اس کا دل چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر صلہ کے آنسو صاف کر دے۔

مگر ایسا نہی کر سکا' ان کے درمیان ایسا کوئی رشتہ نہی تھا۔

جو وہ صلہ کی طرف ہاتھ بڑھاتا۔

صلہ باہر چلو' آنٹی کو آرام کی ضرورت ہے۔

اب وہ ٹھیک ہیں' انجیکشن کی وجہ سے سو رہی ہیں۔

صلہ نے سر نفی میں ہلا دیا' مجھے ماما کے پاس ہی رہنا ہے۔

نہی صلہ میرا یقین کرو اب وہ بلکل ٹھیک ہیں' تم باہر چلو میرے ساتھ۔

صلہ ناچاہتے ہوئے بھی اٹھ کر باہر کی طرف بڑھ گئی۔

تم جاو اپنے کمرے میں' آ رہا ہوں میں۔

احتشام صلہ کو کمرے کے پاس چھوڑ کر واپس پلٹا۔

روشنی کچن میں تھی' احتشام نے اسے صلہ کے لیے کھانا لانے کو کہا۔

اور واپس کمرے میں چلا گیا۔

صلہ احتشام کی امیکے کندھے پر سر رکھے آنسو بہا رہی تھی۔

احتشام کمرے میں داخل ہوا تو روشنی بھی کھانا لیے آ گئی۔

احتشام نے کھانے کی ٹرے روشنی کے ہاتھ سے لے کر سامنے پڑے ٹیبل پر رکھی۔

صلہ یہ کھانا کھالو' صبح سے کچھ نہی کھایا تم نے' احتشام پلیٹ میں کھانا ڈالتے ہوئے بولا۔

صلہ نے سر نفی میں ہلا دیا'

نہی مجھے بھوک نہی ہے' کچھ نہی کھانا مجھے۔

صلہ روتے ہوئے بولی۔

احتشام نے کھانے امی کی طرف بڑھایا' امی آپ کھلا دیں صلہ کو۔

ماما کے ہاتھ سے تو کھاو گی نا' احتشام صلہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

ہاں کیوں نہی' میری بیٹی میرے ہاتھ سے کھائے گی۔

انہوں نے پیار سے صلہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اور صلہ کو کھانا کھلانا شروع کیا۔

ناچاہتے بھی صلہ نے ان کے ہاتھ سے کھانا شروع کر دیا۔

ان کے لہجے کی اپنائیت اور پیار دیکھ کر صلہ کی آنکھوں سے مزید آنسو جاری ہو گئے۔

exponovels

احتسام کمرے سے باہر نکل گیا' اس سے برداشت نہی ہو رہا تھا صلہ کا رونا۔

احتسام کی امی نے زبردستی صلہ کو کھانا کھلا دیا۔

رانیہ نے پین کلر کھلائی صلہ کو اور ساتھ ہی ایک نیند کی گولی بھی۔

احتسام نے ہی کہا تھا اسے ایسا کرنے کو' کچھ دیر بعد ہی صلہ روتے روتے سو گئی۔

احتسام جانتا تھا صلہ ساری رات روتی رہے گی' اسی لیے اس نے ایسا کیا۔

صلہ کے سونے کے بعد احتسام رانیہ، امی اور ہانیہ کو گھر چھوڑنے چلا گیا۔

ان کو گھر چھوڑ کر صلہ کی گاڑی گیراج میں پارک کی۔

روشنی کو اپنا نمبر لکھ کر دیا' کہ اگر کوئی بھی مسئلہ ہو تو فوراً مجھے فون کر دینا۔

احتسام ایک نظر سوتی ہوئی صلہ پر ڈالتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

ہاسپٹل سے اپنی بائیک واپس لے کر گھر پہنچا۔

رانیہ احتسام کے لیے کھانا گرم کر کے کمرے میں لے آئی۔

بھائی کھانا کھا لیں' آپ نے صبح سے کچھ بھی نہی کھایا۔

کھانا ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولی۔

نہی رانیہ واپس لے جاو مجھے بھوک نہی ہے' احتسام لیپ ٹاپ آن کرتے ہوئے مصروف سا بولا۔

صبح آفس انفارم نہی کر سکا' نا ہی کسی کی کال آئی ہے صبح سے۔

شاید کوئی میل آئی ہو' احتسام سوچتے ہوئے لیپ ٹاپ آن کرنے لگا۔

صبح تو نہی جا سکوں گا آفس' ہاں مگر پرسوں جاتے ہی ریزائن کر دوں گا۔

میں اب یہاں جاب نہی کر سکوں گا۔

exponovels

جو ہو گا' دیکھا جائے گا۔

سارا انباکس چیک کر لیا' کوئی میل نہی آئی۔

لیپ ٹاپ بند کر بیٹھ گیا۔

رانیہ ابھی تک وہیں کھڑی ہوئی تھی۔

احتسام کی نظر رانیہ پر پڑی تو چونک گیا۔

تم گئی نہی ابھی تک!

یہ کھانا لے جاو بھوک نہی ہے مجھے'

رانیہ چلتی ہوئی احتسام کے پاس جا رکی۔

بھائی آپ کیسے جانتے ہیں صلہ کو' آپ تو کہہ رہے تھے کہ جانتے ہی نہی صلہ کو؟

تو پھر صلہ کے دکھ میں دکھی کیوں ہیں آپ؟

ایسا کچھ تو ہے جو آپ چھپا رہے ہیں ہم سب سے'

اس سے پہلے تو آپ نے کبھی ذکر نہی کیا صلہ کے بارے میں۔

وہ تو کہہ رہی تھی کہ آپ دونوں کلاس فیلوز تھے۔ کسی بات پر ناراض ہیں آپ اس سے۔

تو پھر اچانک آپ کی ناراضگی ختم کیسے ہو گئی اتنی جلدی'

رانیہ سوال پر سوال کرتی جا رہی تھی۔

احتسام حیرانگی سے رانیہ کی طرف دیکھ رہا تھا' اسے رانیہ سے ان سب سوالوں کی توقع نہی تھی۔

رانیہ ان سب سوالوں کا مقصد؟

احتسام نظریں چراتا ہوا الماری کی طرف بڑھ گیا۔

exponovels

بھائی مقصد تو کچھ بھی نہی ہے'میں تو بس اتنا ہی کہنا چاہتی ہوں کہ آپ دونوں ایک ساتھ اچھے لگتے ہیں۔

صلہ مجھے بھابی کے روپ میں بہت اچھی لگے گی'اگر آپ بات نہی کر سکتے امی سے'

تو میں بات کر لوں گی'مجھے یقین ہے امی انکار نہی کریں گی۔

ان کو صلہ بہت اچھی لگی ہے'وہ بہت دکھی ہیں اس کے لیے۔

صلہ کے بابا اب نہی رہے'وہ دونوں اکیلی رہ گئیں ہیں۔

ان کو سہارے کی ضرورت ہے'

ہم بھی کب تک جائیں گے ان کے گھر'اور آپ اگر بار بار ان کے گھر جائیں گے۔

تو محلے والے انگلیاں اٹھائیں گے۔

اسی لیے میں سوچ رہی ہوں کہ صلہ کے بابا کے چالیسویں کے بعد امی سے بات کرنے کو کہوں کہ وہ صلہ کی ماما سے آپ کے بارے میں بات کریں۔

احتشام الماری کھولے ہاتھ روکے'شاکڈ سا رانیہ کی باتیں سُن رہا تھا۔

رانیہ تم پاگل ہو گئی ہو کیا'کیسی باتیں کر رہی ہو۔

صلہ مجھ سے شادی نہی کرے گی'اور میں بھی ابھی شادی نہی کر سکتا جب تک تم دونوں بہنوں کو رخصت نا کر لوں۔

جیسا تم سوچ رہی ہو ویسا کچھ بھی نہی ہے'ہم دونوں بس دوست ہیں۔

اور کچھ نہی!

تم یہ فضول باتیں مت سوچا کرو'

کتنی بار منع کیا ہے میں نے تمہیں۔۔احتشام کا لہجہ تھوڑا سخت ہو گیا۔

exponovels

بھائی آپ چاہے مجھے ڈانٹ لیں'جو مرضی کہہ لیں۔

مگر میں سچ جان چکی ہوں'

آپ کا صلہ کے لیے فکر کرنا'یہ سب یونہی نہی ہے۔

آپ کی آنکھوں میں صلہ کے لیے محبت دیکھ چکی ہوں میں۔

بہتر ہو گا کہ آپ امی سے خود بات کر لیں'ورنہ میں امی کو سب کچھ بتا دوں گی۔

رانیہ غصے سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

احتسام وہیں سر تھام کر بیٹھ گیا'کیسے سمجھاوں تمہیں رانیہ۔

"میں صلہ کے قابل نہی ہوں'وہ بہت اچھی لڑکی ہے مگر میں نے بہت غلط سمجھ لیا اسے۔

اب کیسے سامنا کروں میں اسکا'کیسے بات کروں اس سے۔

اگر اس نے انکار کر دیا تو!

احتسام نے ساری رات انہی سوچوں میں گزار دی۔

صبح ناشتہ کرنے کے بعد پھر سے سب صلہ کے گھر چلے گئے۔

صلہ کو اور اس کی ماما کو زبردستی ناشتہ کروایا احتسام کی امی نے۔

صلہ کی امی خود حیران تھیں'احتسام کے گھر والوں کا رویہ اور اپنائیت دیکھ کر۔

ان لوگوں کا کوئی خونی رشتہ نہی ہے ہم سے پھر بھی ہمارا اتنا خیال رکھ رہے ہیں۔

کبھی کبھی اپنوں سے زیادہ غیر لوگ اپنائیت کا احساس دلا جاتے ہیں۔

غم کتنا بھی بڑا کیوں نا ہو'اگر کوئی آپ کو تسلی دینا والا ہو۔

جو آپ کا ساتھ دے'تو آپ کا غم کافی حد تک کم ہو ہی جاتا ہے۔

exponovels

"خوشیاں بانٹنے سے ختم نہی ہو جاتیں' مگر غم بانٹنے سے کم ضرور ہو جاتا ہے۔

رامین بھاری قدموں کے ساتھ اس کے پاس پہنچی۔

پرنس!

اس نے دبی دبی سی آواز میں پرنس کا نام پکارا۔

پرنس اس کی طرف پلٹا' چاند کی روشنی میں اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

چہرے پر آج بھی نقاب تھا' سر پر کیپ تھی۔

"کس کے نام کی مہندی سجا رکھی ہے ہاتھوں میں' وہ رامین کے ہاتھوں میں چمکتی مہندی کو دیکھتے ہوئے بولا۔

آواز میں گہرا درد تھا'

پرنس۔۔۔وہ میرا کوئی قصور نہی!

رامین ہکلاتے ہوئے بولی۔

اماں، ابا کی مرضی سے ہوا یہ سب!

اور تم!

"تمہاری کوئی مرضی شامل نہی تھی اس میں' پرنس کی آواز میں کچھ کھونے کا غم تھا۔

میں کچھ نہی کر سکی'

رامین سر جھکائے بولی۔

"شادی بہت بہت مبارک ہو تمہیں'

چلتا ہوں' خوش رہو میری دعا ہے'

exponovels

اتنی جلدی!

رامین پرنس کا ہاتھ تھام چکی تھی' کچھ دیر اور رُک جائیں۔

ابھی تو آئے ہیں۔

پرنس نے ایک نظر رامین کے مہندی اور گجروں سے سجے ہاتھ میں لپٹے اپنے ہاتھ پر ڈالی۔

اور ایک نظر رامین کے چہرے پر' رامین کی نظروں میں التجا تھی۔

اس نے نرمی سے رامین کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ الگ کیا'

رامین کی آنکھوں سے آنسو برسنے لگے' کبھی یہ شخص اسے اپنا سا لگتا تھا۔

مگر آج اس شخص کی آنکھوں میں اجنبیت کے آثار نظر آرہے تھے رامین کو۔

" اگر میں کہوں کہ تم رُک جاو!

تو رُک جاو گی'

رامین چونکی پرنس کے سوال پر' مطلب وہ بے ساختہ بولی؟

مطلب یہ کہ میرے ساتھ چلو ہمیشہ کے لیے' سب کچھ چھوڑ کر۔

کر سکو گی ایسا میرے لیے' وہ محبت کا امتحان لے رہا تھا۔

نکاح ہو چکا ہے پرنس!

رامین ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولی۔

جانتا ہوں!

نکاح ہو چکا ہے تمہارا' ملک اظہر سے'

میں یہ نکاح ختم بھی کروا سکتا ہوں!

exponovels

اگر تم میرا ساتھ دو'

چلو میرے ساتھ' وہ رامین کا ہاتھ تھام کر دروازے کی طرف بڑھا۔

کہاں۔۔۔رامین گھبرا گئی؟

نیچے۔۔۔بتادو اپنے اماں، ابا کو سب کچھ'

ان کو بتادو کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو' یہ شادی نہی کرنا چاہتی۔

رامین نے سر نفی میں ہلا دیا' اور پرنس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

نہی میں ایسا نہی کر سکتی'

ان کو دُکھ نہی دے سکتی میں'

پرنس نے اپنے خالی ہاتھ پر نظر ڈالی' جس ہاتھ میں چند لمحے پہلے رامین کا ہاتھ تھا۔

تو کیا تم مجھ سے محبت نہی کرتی رامین؟

پرنس کا لہجہ بہت ٹوٹا سا لگا رامین کو۔

رامین خاموش رہی' کچھ نا بولی۔

کچھ دیر تک وہ رامین کے بولنے کا انتظار کرتا رہا'

جب رامین کچھ نہی بولی تو کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔

کچھ سوچتے ہوئے پلٹا'

"تمہاری خاموشی نے سب بتادیا مجھے' تمہیں مجھ سے محبت نہی تھی رامین۔

"محبت تو میں نے کی تھی' تو سزا بھی تو مجھے ہی ملنی تھی۔

"تم نے بے وفائی کی مجھ سے' بے وفا ہو تم'

exponovels

رامین نے سر نفی میں ہلایا' نہی پرنس۔

بس!

پرنس نے ہاتھ کے اشارے سے رامین کو مزید بولنے سے منع کر دیا۔

اب کچھ کہنے کی ضرورت نہی' سب ختم ہو چکا ہے۔

"میں کوشش کروں گا کہ دوبارہ کبھی تمہارے راستے میں نا آوں۔

میں بس اتنا کہوں گی کہ میں بے وفا نہی ہوں'

کیا جانے سے پہلے میری ایک خواہش پوری کر سکتے ہو' رامین کی آواز میں ایک مان سا تھا۔

کیا خواہش' وہ بنا پلٹے بولا۔

جانے سے پہلے ایک بار آپ کا چہرہ دیکھنا چاہتی ہوں میں'

وہ پلٹ کر رامین کی طرف بڑھا'

کبھی نہی!

یہ چہرہ تم کبھی نہی دیکھ سکو گی!

وہ پھر سے کھڑکی کی طرف بڑھ گیا'

میں خواہش کروں گی' مرنے سے پہلے ایک بار یہ چہرہ دیکھ سکوں۔

رامین کی آواز پر اس کے بڑھتے قدم رک گئے' وہ پلٹ کر رامین کی طرف آیا۔

پسٹل نکال کر رامین کے سر پر رکھ دیا' چاہوں تو تمہاری یہ خواہش ابھی پوری کر دوں۔

مگر نہی میں ایسا نہی کر سکوں گا' جانتی ہو کیوں؟

کیونکہ تم بے وفا ہو رامین!

exponovels

تمہیں کوئی حق نہی ہے میرا چہرہ دیکھنے کا'

رامین مسکرادی!

کردیں میری یہ خواہش ابھی پوری' اگر آپ کو لگتا ہے میں بے وفا ہوں۔

اگر تم بے وفا نا ہوتی تو کبھی یہ نکاح نہی کرتی'پسٹل واپس جیب میں رکھتے ہوئے بولا۔

"میری مجبوری تھی' اماں، ابا کی عزت کا سوال تھا' رامین نے فوراً جواب دیا۔

"اور میری محبت!

"میری محبت کا کیا رامین؟

"محبت ماں باپ کی عزت سے بڑھ کر نہی ہوتی"

رامین نے بہت سوچ سمجھ کر جواب دیا۔

اگر ماں باپ اولاد کے ساتھ زبردستی کریں' بیٹی کا ہاتھ ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دے دیں جو دولتمند ہو۔

صرف دولت کی خواہش میں بنا جانچ پڑتال کے اپنی بیٹی کا ہاتھ کسی کے بھی ہاتھ میں رکھ دیں تو؟

کیا تب بھی تمہارا جواب یہی ہو گا؟

پرنس نے رامین کو سوچ میں ڈال دیا'

آپ کہنا کیا چاہتے ہیں' رامین سوچوں میں ڈوبی بولی۔

رامین میں یہ کہنا چاہتا ہوں بس کہ تم رُک جاو۔

انکار کردو اس شادی سے' میں تمہاری زندگی برباد ہوتے ہوئے نہی دیکھ سکتا۔

"ہر چمکتی چیز سونا نہی ہوتی"

بلکل اسی طرح ملک اظہر جو نظر آرہا ہے در حقیقت وہ ویسا ہے نہی'

exponovels

رامین میری بات مان لو' پلیز میرے ساتھ چلو۔

ملک اظہر بہت خطرناک انسان ہے' تم سمجھ کیوں نہی رہی۔

رامین جھنجلا چکی تھی' ایک طرف اظہر اسے کہہ رہا تھا کہ پرنس سہی انسان نہی ہے' غنڈہ ہے۔

اور دوسری طرف پرنس ہے' اس کا کہنا ہے کہ اظہر سہی انسان نہی ہے۔

کس پر یقین کرے اور کس پر نا کرے' رامین کچھ نہی سمجھ پا رہی تھی۔

دونوں ہی مجھ سے محبت کے دعوےدار ہیں۔

لیکن جو بھی ہو اظہر میرے شوہر ہیں اب!

مجھے ان کا ساتھ دینا چاہیے'

"میرے شوہر کے بارے میں ایسی کوئی بھی بات برداشت نہی کروں گی میں۔

مسٹر پرنس!

آپ آئندہ کچھ بھی بولنے سے پہلے ہزار بار سوچ لیجیے گا' کہ کس کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

یہ میرے ماں باپ کا فیصلہ ہے' اور ماں باپ اپنی اولاد کے لیے کبھی کوئی غلط فیصلہ نہی کر سکتے۔

پرنس چونکا رامین کے اس اجنبی رویئے پر!

آپ یہاں سے جا سکتے ہیں اب' رامین رخ دوسری طرف موڑتے ہوئے بولی۔

پرنس نے رامین کو بازو سے کھینچتے ہوئے اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔

اور گن نکال کر رامین کے سر پر رکھ دی۔

"ابھی ختم کر دوں گا میں تمھیں بھی اور خود کو بھی۔

رامین نے ظبط سے آنکھیں بند کر لیں' اس کا بازو ابھی بھی پرنس کی گرفت میں تھا۔

exponovels

رامین کے چہرے کی معصومیت'اس کی مہندی کی بھینی بھینی سی خوشبوا سے پاگل کر رہی تھی۔

اس نے ایک جھٹکے میں رامین کا بازو چھوڑا'رامین لڑکھڑاتی ہوئی بیڈ پر جا گری۔

ماردیں مجھے'چلا دیں گولی۔

یہی آپ کی اصلیت ہے'مارنا اور مرنا یہ سب تو کھیل ہے آپ کے لیے۔

سہی کہا تھا اظہر نے!

آپ ایک غنڈے ہیں'

میں ہی یقین نہی کر رہی تھی ان کی بات کا'

مگر اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا'

میں شکر ادا کرتی ہوں اللہ کا'

اللہ نے بچا لیا مجھے!

آپ جیسے آوارہ اور غنڈے انسان سے'

جب دل چاہا'جس پر مرضی گولی چلا دی۔

جب دل چاہا کسی کو لوٹ لیا'

یہی ہے نا آپ کی زندگی؟

رامین تلخ لہجے میں بولتی گئی۔

پرنس جہاں کھڑا تھا'وہیں کھڑا رہ گیا۔

ملک اظہر رامین کے دل میں اس کے لیے اتنی نفرت بھر چکا تھا'

رامین کے زہر گھولتے الفاظ'پرنس کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔

exponovels

کیا یہ وہی رامین ہے ؟

"اس کو مجھ سے زیادہ ملک اظہر پر یقین ہے '

وہ رامین کی طرف بڑھا'

ہاں یہی ہے میری زندگی !

آوارہ ہوں میں'

غنڈہ بھی ہوں'

اور چور بھی ہوں۔۔۔ایک لمحے کے لیے وہ رُکا۔

رامین کو لگا کہ ابھی وہ کہے گا'میں شریف چور ہوں۔

مگر ایسا نہی کہا اس نے'کچھ ٹوٹا تھا۔

پرنس کی آواز میں درد تھا'ہاں وہ پرنس کا دل تھا۔

جو ابھی ٹوٹا ہے'

گولیاں بھی چلاتا ہوں میں مگر'

وہ ایک پل کے لیے رُکا'رامین کی آنکھوں میں دیکھا۔

مگر میں بے وفا نہی ہوں"

"میری دُعا ہے تم سدا خوش رہو"

میں گزار لوں گا زندگی تمہاری یادوں کے سہارے'

"جب موت آئے گی نا مجھے تب بھی میری آنکھوں کے سامنے جو چہرہ ہو گا وہ تمہارا ہو گا۔

"میری آخری سانس پر بھی تمہارا نام ہو گا'

exponovels

"میرا دل تمہارے نام پر ہی دھڑکے گا'

"میری ہر سانس میں تمہارا ہی نام ہوگا رامین'

چلتا ہوں!

وہ کھڑکی کی طرف بڑھا' چند پل رُکا۔

مگر پلٹا نہی'

مجھے تم سے نفرت ہے رامین'

بس اتنا ہی بولا' اور کھڑکی سے باہر نکل گیا۔

رامین تیزی سے کھڑکی کی طرف بڑھی' مگر وہ جا چکا تھا۔

رامین کا چہرہ آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا' وہ وہی کھڑکی کے ساتھ بیٹھ کر سر گھٹنوں میں رکھ کر آنسو بہانے گی۔

"میں بے وفا نہی ہو پرنس!

"میں چاہتی ہوں کہ آپ نفرت کریں مجھ سے۔

نفرت کریں گے تو بھلا سکیں گے مجھے شاید'

مگر محبت کرتے رہے' تو برباد ہو جائیں گے۔

مجھے پورا یقین ہے آپ پر' آپ کی محبت پر۔

مجھے یقین ہے کہ آپ آوارہ نہی ہیں' نہی ہیں آپ غنڈے۔

"آپ شریف چور ہیں بس'

رامین سر گھٹنوں پر گرائے آنسو بہاتے ہوئے بول رہی تھی۔

آج کی رات منا لے جتنا منانا ہے ماتم اے دل!

exponovels

کل سے نا تو یہ رات ہو گی اور نا ہی غم منانے والے !

ساری رات کھڑکی کے پاس بیٹھے گزار دی رامین نے '

صبح فجر کی نماز پڑھ کر بیڈ پر جا لیٹی !

سر بری طرح چکرا رہا تھا' آنکھیں رو رو کر سرخ ہو چکی تھیں۔

مگر دل کا غم تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہی لے رہا تھا۔

آج رامین کی شادی کا دن تھا' اور اسے اپنے سارے غم' ساری یادیں اسی کمرے میں دفن کر کے جانی تھیں۔

اظہر کو دل سے اپنانا ہے اسے' مگر اس کے دل میں تو پرنس کا قبضہ ہے۔

اس دل کو نکالنا پڑے گا' پرنس کی یادوں کے سمندر سے۔

رامین پرنس کی یادوں کے سمندر میں کھو سی گئی۔

دور کسی ویرانے میں رات کے اندھیرے میں کسی نے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔

وہ آنکھیں رامین اچھی طرح پہچان سکتی تھی' چہرے پر نقاب نہی تھا۔

مگر آنکھوں کے سوا سارا چہرہ دھندلا سا تھا۔

"میں ہی ہوں تمہارا پرنس' تمہارا شریف چور'

پرنس مسکراتے ہوئے بولا'

یہ آواز رامین کو پاگل کر رہی تھی۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر ان آنکھوں کو چھونا چاہا' مگر اس کا ہاتھ روک دیا گیا۔

چہرے سے مسکراہٹ ختم ہوئی' سکڑتی آنکھوں میں ہنسی کی جگہ نفرت نے لے لی۔

تمہیں کوئی حق نہی میرا چہرہ دیکھنے کا'

exponovels

تم بے وفا ہو"

"رامین تم بے وفا ہو' نفرت کرتا ہوں میں تم سے"

رامین کا ہاتھ چھوڑ کر وہ تیزی سے وہاں سے چلا گیا۔

رامین بے بس سی اسے دور جاتے دیکھ رہی تھی۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اندھیرے میں کہیں غائب ہو گیا۔

رامین کی آنکھ کھل گئی' وہ جلدی سے اٹھ بیٹھی۔

پرنس۔۔۔اس کے لبوں سے یہ نام آزاد ہوا۔

وہ پھر سے رونے لگی'

چہرہ پسینے اور آنسوؤں سے تر ہو چکا تھا۔

تب ہی اس کی نظر فون پر پڑی' فون کی رِنگ ٹون بج رہی تھی!

رِنگ ٹون مسلسل بج رہی تھی' رامین نے نمبر دیکھا تو اظہر کا تھا۔

رامین نے اپنے آنسو پونچھ ڈالے اور خود کو ریلیکس کرتے ہوئے کال پِک کر لی۔

رامین کہاں بزی ہو؟

کب سے فون کر رہا ہوں' اظہر پریشانی سے بولا۔

وہ رات کو دیر تک جاگتی رہی' صبح آنکھ لگ گئی نماز پڑھنے کے بعد۔

پیتہ ہی نہی چلا'

فون کی آواز پر آنکھ کھلی میری ابھی'

رامین نے بہانہ بنانا چاہا'

exponovels

تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے'تم روئی ہو رامین؟

اظہر کے سوال پر رامین چونکی!

نہیں تو'وہ کولڈ ڈرنک پی لی تھی کل شاید اسی وجہ سے گلہ خراب ہو گیا۔

اوہو۔۔۔تم اپنا بلکل خیال نہی رکھتی ہو رامین'

اب ٹائم دیکھو کیا ہو رہا ہے'تم اب اٹھی ہو مطلب تم نے ناشتہ بھی نہی کیا ابھی تک؟

ویری سیڈ!

اٹھو جلدی سے فریش ہو کر ناشتہ کرو'

پھر گاڑی بھیج رہا ہوں میں'پارلر جانا ہے تمہیں۔

مام کب سے فون کر رہی تھیں تمہیں'وہ پہنچ جائیں گی۔

'تم گاڑی میں چلی جانا'مام وہاں آ جائیں گی۔

گھبرانے کی ضرورت نہی ہے'ماما تھوڑی لیٹ ہو سکتی ہیں۔

ڈرائیور باہر ہی ویٹ کرے گا'ماما تمہیں ساتھ لے کر ہال پہنچیں گی۔

جی ٹھیک ہے'رامین نے مختصر جواب دے کر فون بند کر دیا۔

قل خوانی کے ختم کے بعد سب محلے والے اپنے اپنے گھروں کی طرف چل دیئے۔

احتسام کی فیملی ابھی یہیں پر تھی۔

احتسام کی امی'صلہ اور اس کی ماما کو تسلیاں دیتے ہوئے گھر واپس آ گئیں۔

احتسام ان کو واپس گھر چھوڑ کر دوبارہ صلہ کے گھر کی طرف نکل پڑا۔

exponovels

وہ صلہ سے بات کرنا چاہتا تھا' مگر مہمانوں کی وجہ سے اس کی بات ہی نہی ہو پائی۔

اور پھر رانیہ کی وجہ سے بھی محتاط ہو چکا تھا وہ'

صلہ کی ماما سو رہی دوائیوں کے زیرِ اثر' روشنی ان کے کمرے میں ہی تھی۔

احتسام ایک نظر ان کے کمرے میں ڈالتے ہوئے صلہ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

وہ کمرے میں اندھیرا کیے کھڑکی کے پاس کھڑی آنسو بہا رہی تھی۔

اس کے ہاتھ میں فون جگمگا رہا تھا'

کمرے کی لائٹ آن ہونے پر وہ نہی چونکی!

بند رہنے دو یہ لائٹ' ان روشنیوں سے کوئی فرق نہی پڑتا۔

اب زندگی میں جو اندھیرے چھا گئے ہیں۔

"ان روشنیوں سے زندگی میں چھائے اندھیرے ختم نہی ہو سکتے'

وہ احتسام کی آہٹ پہچان چکی تھی' بنا پلٹے بولی۔

احتسام دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا اس کے پاس پہنچا'

"زندگی میں چھائے اندھیروں کو دور بھی کیا جا سکتا ہے۔

روشنی کی نئی کرنیں نئی امید پیدا کرتی ہیں'

کسی ایک کے چلے جانے سے زندگی رُک نہی جاتی صلہ'

جانتا ہوں تمہارا نقصان بہت بڑا ہے' مگر اپنے ساتھ جڑے رشتوں کے بارے میں تو سوچو۔

ان کا بھی نقصان ہوا ہے' مگر ان کی امیدیں تم سے جڑی ہیں۔

اپنی ماما کا اور روشنی کا سوچو!

exponovels

ان کا تمہارے سوا کون ہے اس دنیا میں'

"رونے سے کچھ حاصل نہی ہوتا'بس تکلیف ہی ہوتی ہے۔

خود کو مظبوط بناو'اتنے غم ڈٹ کر سہہ جانے والی لڑکی اب کیسے کمزور پڑ سکتی ہے۔

"یہی اللہ کی مرضی تھی۔

"ہر انسان اتنا ہی جیتا ہے جتنا اس کی قسمت میں لکھا ہوتا ہے۔

قسمت کے لکھے سے زیادہ کوئی ایک منٹ بھی نہی جی سکتا۔

"یہ زندگی تو اللہ کی امانت ہے"

ہمیں اسی کے پاس واپس جانا ہے'بس کسی کا جلدی جانا طے ہے۔

اور کسی کا دیر سے جانا طے ہے'

صلہ کے فون کی رِنگ ٹون پھر سے بجی!

صلہ نے فون سائیڈ پر رکھ دیا کال کاٹ کر۔

مگر فون کرنے والا بہت ڈھیٹ تھا'صلہ کے بار بار فون کاٹنے پر بھی اس پر کوئی اثر نہی پڑا تھا۔

کس کا فون ہے'اٹھا کیوں نہی رہی؟

احتسام صلہ کے بار بار فون کاٹنے پر بول پڑا۔

کسی کا نہی!

صلہ نے سر نفی میں ہلا دیا۔

احتسام نے صلہ کے ہاتھ سے فون پکڑا'سامنے روبینہ بائی کا نام جگمگا رہا تھا۔

صلہ نظریں جھکا گئی'

exponovels

احتسام کی آنکھیں غصے سے سکڑیں۔

اس نے کال اٹھا کر فون کان سے لگا لیا'

کیا ہوا میری رانی چھوکرا مل گیا تو بھول گئ ہمیں۔

روبینہ بائی کی نخوست بھری آواز احتسام کے کانوں میں پڑی۔

تو حکم تو کر رانی'ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت امیر چھوکروں کی لائن لگا دوں گی تیرے لیے۔

چھوڑ اس کو اور واپس آ جا'

مہمان انتظار کر رہے ہیں'

"وہ چھوکرا تیری ماں کا علاج نہی کروا سکے گا'اور اپنے باپ کا سوچ اس کی دوائیوں کا خرچہ کہاں سے اٹھائے گی تو!

اور مکان کا کرایہ'اگر دو ماہ کرایہ ادا نا کیا تو نے'تو مالک مکان تیرا بوری بستر اٹھا کر گھر سے باہر پھینک دے گا۔

اسی لیے سمجھا رہی ہوں واپس آ جا'ابھی بھی وقت ہے۔

بعد میں میرے سامنے ہاتھ مت پھیلانا'میں کوئی مدد نہی کروں گی پھر تیری!

کچھ نہی رکھا اس پیار محبت میں'کچھ دن تک اس کے سر سے محبت کا بھوت اتر جائے گا۔

پھر چھوڑ دے گا وہ تجھے تنہا!

احتسام نے ظبط سے مٹھیاں بھینچی!

بس۔۔۔!

وہ چلایا'خبردار جواب صلہ کے بارے میں ایک اور لفظ بھی منہ سے نکالا'تو مجھ سے بُرا کوئی نہی ہو گا۔

صلہ اب کوٹھے پر نہی آئے گی'

"ابھی میں زندہ ہوں!

exponovels

جب تک میں زندہ ہوں'صلہ کو اس دلدل میں واپس نہی جانے دوں گا۔

آپ جیسی عورتیں معصوم لڑکیوں کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھا کر انہیں گناہوں کے اس دلدل میں دھکیل جاتی ہیں۔

مگر اب اور نہی!

صلہ کی ضروریات میں پوری کر سکتا ہوں'

صلہ اب میری زمہ داری ہے'

دوبارہ یہاں فون کرنے کے بارے میں سوچنا بھی مت'ورنہ انجام کی زمہ دار آپ خود ہو گی۔

اور آپ کی انفارمیشن کے لیے بتادوں'صلہ کے بابا کا انتقال ہو چکا ہے۔

اوہ۔۔۔یہ تو بہت بُرا ہوا'

"اللہ صبر دے صلہ کو'

ویسے تو نے ٹھیک نہی کیا چھو کرے!

خیر اگر ساتھ نبھانے کا سوچ ہی لیا ہے تو آخری سانس تک سانس نبھانا۔

بس اتنا کہتے ہوئے روبینہ بائی نے فون بند کر دیا۔

صلہ بس حیران سی کھڑی احتسام کو دیکھ رہی تھی۔

احتسام نے فون سائیڈ پر رکھ دیا۔

اور صلہ کے سامنے آرُکا'

اگر یہ دوبارہ فون کریں تو مجھے بتا دینا!

"میرے ہوتے ہوئے کسی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہی تمہیں'

"میں تمہارے ساتھ ہو'

exponovels

سو جاواب تم' میں کل شام کو آوں گا۔

"اپنا خیال رکھنا!

احتسام صلہ کو حیران کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

اگلی صبح احتسام آفس گیا اور باس کے کمرے میں داخل ہوا۔

ارے واہ بھئی کہاں گم ہو گئے تھے تم؟

لڑکی مل گئی تو یہ بھی بھول گئے کہ دفتر جانا ہے۔

لگتا ہے اب ہوش آیا ہے تمہیں!

باس نخوست سے مسکراتے ہوئے بولا!

ویسے کیا لگتی ہے وہ لڑکی تمہاری!

تمہارے لیے اتنی بڑی قربانی دی اس نے' پانچ لاکھ کی رقم کا انتظام چند منٹوں میں کر دیا اس نے۔

احتسام بس مٹھیاں بھینچے ضبط کیے سُن رہا تھا۔

بہت اچھا بدلہ لیا میں نے اس سے' ویسے تو کبھی بات بھی نہی کرتی تھی مجھ سے۔

جب کبھی اس سے بات کرنے کی کوشش کی تو ناکامی ہاتھ لگتی۔

اور تم!

باس غصے سے اٹھ کھڑا ہوا!

تمہاری خاطر وہ میرے آفس تک آ گئی' ایک معمولی سے ایمپلائے کے لیے۔

اور میں اتنی بڑی کمپنی کا مالک' مجھے ٹھکرایا اس نے'

جب اس نے تمہارے لیے مجھے چیک سائن کر کے دیا' اور یہ بات تم سے چھپانے کو بولی۔

exponovels

اُسی دن میں سمجھ گیا کہ تمہارا اس سے کوئی خاص رشتہ ہے۔

میں نے بدلے میں اس سے کوٹھے پر آنے کی ڈیل کی'اور اس نے ہاں کر دی۔

پھر میں تمہیں اپنے ساتھ لے کر گیا'کیونکہ تم اس کی سچائی سے انجان تھے۔

اور دیکھو'اس دن میں نے اس کو ہارتے ہوئے دیکھا۔

بہت سکون محسوس ہوا اس دن مجھے'اس کو تمہارے لیے تڑپتا دیکھ کر۔

میرا بدلہ پورا ہوا!

ویسے ناچتی بہت کمال ہے وہ!

جاوں گا دوبارہ جلدی کوٹھے پر'اس کی ٹوٹی ہوئی اکڑ دیکھنے'

اگر چاہو تو تمہیں بھی ساتھ لے چلوں گا'وہ نحوست بھری ہنسی سجائے آنکھ دباتے ہوئے بولا۔

اب تم بتاو کیوں آئے ہو یہاں؟

باس اپنی بات ختم کرتے ہوئے واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

احتشام نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ رکھی تھیں'وہ تیزی سے باس کی طرف بڑھا۔

اور گریبان سے کھینچتے ہوئے اسے اپنے سامنے کھڑا کیا۔

میری ہونے والی بیوی ہے وہ'احتشام چلایا۔

خبردار!

خبردار'جو دوبارہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کا سوچا بھی آنکھیں نوچ لوں گا میں۔

بس اتنا کہتے ہوئے اسے چھوڑ کر آفس سے باہر نکل گیا۔

ریزائننگ لیٹر منیجر کے پاس پھینکتے ہوئے وہاں سے نکل آیا۔

exponovels

باس کو غصہ نہی آیا' بلکہ وہ تو انجوائے کر رہا تھا احتسام کی حالت کو۔

احتسام دوبارہ آفس نہی گیا' گھر پر اس نے یہ بتایا کہ ہانیہ کی شادی کے لیے چھٹیاں لی ہیں۔

مینجر کی کال آئی تھی اسے' احتسام تم نے پانچ لاکھ کا قرضہ لیا ہے۔

تم اس طرح جاب چھوڑ کر نہی جا سکتے' تم پر پولیس کیس بن سکتا ہے۔

مگر احتسام پر کسی بات کا اثر نہی ہوا'

ہانیہ کی شادی کی تیاریوں میں بہت مصروف ہو چکا تھا وہ۔

صلہ سے ملنے چلا جاتا تھا کبھی کبھی' یا پھر فون پر بات کر لیتا تھا۔

ہانیہ کی شادی پر انوائٹ کیا اس نے صلہ کو مگر وہ امی کی طبیعت کا بہانہ بنا کر نہی گئی۔

احتسام کی امی خود گئی ان کے گھر ان کو انوائٹ کرنے' وقت مناسب تو نہی تھا۔

مگر اب کچھ کر نہی سکتے تھے' احتسام کی پھوپھو کہاں ڈیٹ بڑھانے والی تھیں شادی کی۔

احتسام کا دل تو نہی چاہ رہا تھا صلہ کو اس حال میں اکیلا چھوڑنے کا مگر کیا کرتا۔

ساری تیاریاں اسے ہی تو کرنی تھیں' آخر کار شادی کا دن بھی آن پہنچا۔

ہانیہ کی رخصتی خیریت سے ہو گئی' وہ پیا گھر سدھا گئی۔

اب رانیہ اور امی گھر ہوتے' احتسام دن بھر کہی باہر چلا جاتا۔

اور شام کو واپس گھر آجاتا' گھر والوں کو یہی ظاہر ہوتا کہ وہ آفس گیا ہے۔

مگر آخر کب تک یہ بات چھپائے گا وہ گھر والوں سے۔

صلہ کے بابا کو گزرے ایک مہینہ ہونے والا تھا۔

احتسام ابھی سونے کے لیے لیٹا ہی تھا کہ فون بجنا شروع ہو گیا۔

exponovels

صلہ کی کال تھی'احتسام نے جلدی سے کال اٹینڈ کی۔

بھائی آپ جلدی سے آجائیں صلہ آپی کی ماما کو کچھ ہو گیا ہے۔

صلہ آپی بہت رو رہی ہیں'روشنی روتے ہوئے بول رہی تھی۔

میں آرہا ہوں روشنی تم فکر مت کرو!

احتسام فون بند کرتے ہوئے تیزی سے باہر کی طرف دوڑا۔

بائیک نکال کر جلدی سے صلہ کے گھر پہنچا'

صلہ بیڈ پر بیٹھی اپنی ماما کا ہاتھ تھامے رو رہی تھی۔

احتسام کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی۔

احتسام جلدی سے آگے بڑھا'ان کی نبض چیک کی'نبض تھم چکی تھی۔

دل کی دھڑکن بند ہو چکی تھی'ان کا ٹھنڈا ہاتھ احتسام کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

صلہ پر ایک اور قیامت ٹوٹی تھی'اس کی ماما بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔

احتسام نے جلدی سے امی کو فون کر کے یہاں بلایا۔

وہ رانیہ کو ساتھ لیے یہاں آگئیں۔

دیکھتے ہی دیکھتے سارے محلے میں یہ خبر پھیل گئی۔

ابھی باپ کو گزرے ایک مہینہ ہی ہوا تھا کہ ماں بھی رخصت ہو گئی۔

بے چاری جوان بچیاں یتیم ہو گئیں'محلے کی عورتیں میت کے ارد گرد بیٹھی افسوس کا اظہار کر رہی تھیں۔

احتسام کو آج پھر سے سب کچھ سنبھالنا تھا۔

صلہ اب رو نہیں رہی تھی'وہ تو بس بت بنی اپنی ماما کو دیکھی جا رہی تھی۔

روشنی نے رو رو کر برا حال کر لیا تھا اپنا'

آخر کار اگلی صبح میت کو اپنی آخری منزل کی طرف روانہ کر دیا گیا۔

صلہ بس صدمے کی حالت میں بیٹھی اپنی ماما کو جاتا دیکھ رہی تھی۔

وہ نا تو کچھ بول رہی تھی' اور نا ہی رو رہی تھی۔

آخر کار وہ وہی فرش پر ڈھے سی گئی۔

بہت دیر تک اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی گئی۔

مگر وہ ہوش میں نہی آسکی'

احتشام جیسے ہی گھر واپس آیا جلدی سے صلہ کو لے کر ہاسپٹل پہنچا۔

رانیہ اور امی روشنی کے پاس ہی تھیں۔

ہاسپٹل پہنچا تو صلہ کو ایمرجنسی وارڈ میں شفٹ کر دیا گیا۔

کچھ دیر بعد ڈاکٹر باہر آیا۔

ان کو کوئی گہرا صدمہ پہنچا ہے' اس حالت میں ان کا بے ہوش ہونا خطرے سے خالی نہی ہے۔

اگر ان کو چوبیس گھنٹوں تک ہوش آگیا تو ٹھیک ورنہ یہ کومہ میں بھی جاسکتی ہیں۔

ڈاکٹر بس اتنا بول کر وہاں سے چلا گیا' جبکہ احتشام وہی کھڑا رہ گیا۔

کومہ کے نام پر اس کا دل کانپ اٹھا۔

وہ وہی بینچ پر بیٹھ گیا۔

نہی صلہ' تم ایسے مجھے چھوڑ کر نہی جاسکتی۔

احتشام ڈاکٹر کی اجازت سے صلہ کے پاس جا بیٹھا۔

exponovels

اس کا ہاتھ تھامے کتنے ہی پل اس کے چہرے کو دیکھتا رہا۔

بکھرے بال، پیلی رنگت، آنکھوں پر گہرے حلقے احتسام کا دل تڑپ اٹھا۔

صلہ اٹھ جاو پلیز!

میری خاطر اٹھ جاو' مجھے چھوڑ کر مت جاو۔

ایک اور صدمہ برداشت نہی کر سکوں گا میں' تم مجھے اکیلا چھوڑ کر نہی جا سکتی۔

احتسام کتنے ہی پل اس کا ہاتھ تھامے بیٹھا رہا۔

نرس نے اسے باہر جانے کو کہا' تو بے دلی سے صلہ کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے واپس چلا گیا۔

رانیہ بار بار احتسام کو فون کر کے صلہ کا حال پوچھ رہی تھی۔

صبح سے دوپہر ہو چکی تھی' مگر صلہ ابھی تک ہوش و حواس سے بیگانی پڑی تھی۔

آخر کار شام کو صلہ کو ہوش آ ہی گیا' وہ ہوش میں آ تو گئی تھی۔

مگر اس کا رویہ بیگانہ سا تھا' وہ ہوش میں آ کر بھی ہوش میں نہی تھی۔

صلہ کو ہوش آیا تو ڈاکٹر نے گھر جانے کو کہہ دیا۔

وہ نا تو رو رہی تھی' اور نا ہی کوئی بات کر رہی تھی۔

احتسام ڈرائیونگ کرتے ہوئے بار اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

احتسام نے گاڑی سائیڈ پر پارک کی۔

صلہ' اس نے پکارا۔

مگر صلہ نے کوئی جواب نہی دیا۔

احتسام نے اسے کندھے سے ہلایا' تو صلہ ڈر کر پیچھے ہٹی۔

exponovels

صلہ تمہاری ماما نہی رہی' تم رو کیوں نہی رہی۔

ہوش میں آو صلہ' احتسام نے اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجوڑا۔

نہی میری ماما کہی نہی گئ' تم جھوٹ بول رہے ہو۔

وہ میرے ساتھ ہیں'

صلہ تم ایسے کیوں بی ہیو کر رہی ہو جیسے کچھ ہوا ہی نا ہو۔

ایسے کرنے سے کیا ہو گا' تمہاری ماما اب اس دنیا میں نہی ہیں۔

اس سچائی کو مان لو۔

نہی۔۔۔ تم جھوٹ بول رہے ہو' صلہ احتسام کو گریبان سے کھینچتے ہوئے بولی۔

میری ماما زندہ ہیں سمجھے تم' وہ احتسام کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

آہستہ آہستہ اس کی گرفت ڈھیلی پڑی' اور وہ احتسام کے سینے پر سر رکھ کر آنسو بہانے لگی۔

میری ماما مجھے چھوڑ کر چلی گئیں' بابا بھی چلے گئے۔

میں اکیلی رہ گئ احتسام'

احتسام نے آہستہ سے صلہ کو خود سے الگ کیا' اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کیے۔

اور اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

نہی صلہ تم اکیلی نہی ہو'

"میں ہوں نا تمہارے ساتھ"

"میں وعدہ کرتا ہوں' تمہیں کبھی اکیلا نہی چھوڑوں گا۔"

حالات چاہے جیسے بھی ہو' کچھ بھی ہو جائے میں تمہارا ساتھ نہی چھوڑوں گا۔

exponovels

احتسام نے اپنے آپ سے بھی اور صلہ سے بھی ایک وعدہ کر لیا آج'

چند دن گزر گئے' احتسام امی کو اور رانیہ کو روز صلہ کے پاس چھوڑ دیتا اور شام کو واپس لے جاتا۔

ایک شام احتسام صلہ کے گھر کے باہر پہنچا تو محلے کے چند مرد اس کے گرد گھیر ابنائے کھڑے ہو گئے۔

احتسام نے حیرانگی سے ان کی طرف دیکھا۔

کیا رشتہ ہے تمہارا اس گھر سے' ایک آدمی احتسام کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

مطلب؟

احتسام چونکا!

مطلب یہ کہ گھر میں دو جوان لڑکیاں ہیں' اور ان کے سر پر اب کسی محرم کا سایہ نہی ہے۔

ایسے میں تمہارا یہاں آنا جانا ٹھیک نہی ہے۔

محلے دار ہونے کے ناطے ہمارا فرض بنتا ہے ان بچیوں کا خیال رکھنا۔

سب باری باری بولتے گئے' اور احتسام حیران نظروں سے ان کی طرف دیکھتا گیا۔

میں نکاح کرنا چاہتا ہوں صلہ سے ابھی!

کیا آپ لوگ اس نکاح کے گواہ بنیں گے؟

احتسام کی بات پر سب نے حیران نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

ٹھیک ہے' تم اپنے کسی بڑے کو لے آؤ ساتھ۔

ہمیں کوئی مسئلہ نہی' بلکہ ہمارے لیے تو بہت بڑی سعادت ہو گی۔

احتسام وہاں سے واپس چلا گیا'

گھر جا کر امی کو ساری صورتحال بتائی۔

exponovels

وہ بہت خوش ہوئیں اپنے بیٹے کے اس قدم پر۔

ٹھیک ہے احتسام میں تمہارے چاچو اور پھوپھا کو بلوا لیتی ہو۔

ان کا ہمارے ساتھ ہونا بہت ضروری ہے' ان کے بغیر ہم ایسا کوئی قدم نہی اٹھا سکتے۔

"میں نہی چاہتی کوئی میرے بیٹے کے کردار پر انگلی اٹھائے۔

رانیہ تو خوشی سے پاگل ہو رہی تھی'

بھائی ہم کب جائیں گے بھابی کو لینے' وہ بہت خوش ہو گی ناں؟

رانیہ کے سوال پر احتسام سوچ میں پڑ گیا' کیا جھے صلہ سے اس کی رضامندی پوچھنی چاہیے؟

نہی۔۔ابھی میں وہاں نہی جا سکتا' اور فون پر ایسی بات کر نہی سکتا۔

امی سے کہوں گا' نکاح سے پہلے ایک بار صلہ کی رضامندی جان لیں۔

ہاں یہ ٹھیک رہے گا' بات کرتا ہوں امی سے۔

کچھ دیر بعد احتسام کے چاچو اور پھوپھا جی بھی آ گئے۔

ان کو کوئی اعتراض نہی ہوا اس نکاح سے'

ان کے آنے کے بعد سب لوگ صلہ کے گھر چل پڑے۔

وہاں پہنچے وہ لوگ تو' وہ آدمی ابھی بھی باہر کرسیوں پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

احتسام کو آتے دیکھا تو اس کی طرف بڑھے' اور باقی سب کو سلام کیا۔

بہت اچھا فیصلہ کیا بیٹا' اور آپ لوگوں نے اپنے بیٹے کا ساتھ دے کر بہت بڑی نیکی کمائی ہے۔

ان میں سے ایک آدمی نکاح خواں کو لینے چلا گیا' جبکہ باقی سب لوگ گھر میں چلے گئے۔

روشنی تو حیران ہو گئی اچانک اتنے سارے لوگوں کو دیکھ کر۔

رانیہ جلدی سے صلہ کے کمرے کی طرف بڑھی۔

جاکر صلہ کے گلے لگ گئی' آج میں بہت خوش ہوں' مسکراتے ہوئے بولی۔

صلہ حیران ہوئی رانیہ کی بات پر' کیوں کیا ہوا؟

آج ہم آپ کو ہمیشہ کے لیے اپنے ساتھ لے جانے آئے ہیں۔

احتسام بھائی کی دلہن بنا کر' اوہ مائی گاڈ۔۔ میں کیسے بتاوں آپ کو میں کتنی خوش ہوں۔

احتسام کے نام پر صلہ چونکی!

تب ہی احتسام کی امی کمرے میں داخل ہوئیں صلہ کا ماتھا چومتے ہوئے اس کے پاس بیٹھ گئی۔

میں اپنی بیٹی بنانا چاہتی ہوں تمہیں' اپنے احتسام کی دلہن بنانا چاہتی ہوں۔

احتسام چاہتا تھا کہ ایک بار تم سے پوچھ لوں' بیٹا اس نکاح سے کوئی اعتراض تو نہی تمہیں؟

صلہ سر جھکائے آنسو بہانے لگی' اور سر نفی میں ہلا دیا۔

احتسام کی امی نے صلہ کو گلے سے لگا لیا' اور کمرے سے باہر چلی گئیں۔

صلہ کو رانیہ کو امی کے کہنے پر ایک بڑی چادر اوڑھادی۔

ایک طوائف کے سر پر آج عزت کی چادر اوڑھادی گئی۔

یہ وہی چادر تھی جو احتسام نے ہاسپٹل میں اس کے سر پر اوڑھائی تھی۔

صلہ نے چادر کو مظبوطی سے تھام لیا' جیسے ڈر ہو کہ کہیں کوئی ہوا کا جھونکا اڑا نا لے جائے اس چادر کو۔

کچھ دیر بعد سب لوگ کمرے میں داخل ہوئے نکاح خواں کے ساتھ' سوائے احتسام کے۔

نکاح پڑھایا گیا' صلہ نے بہتے آنسوؤں کے ساتھ نکاح قبول کیا۔

یہ آنسو خوشی کے تھے یا غم کے' وہ نہی سمجھ پا رہی تھی۔

exponovels

کانپتے ہاتھوں سے صلہ نے نکاح نامے پر سائن کر دیئے۔

احتسام کا نام نکاح نامے پر چمکتا ہوا نظر آیا اسے' آنکھیں بند کر کے وہ اس لمحے کو محسوس کرنے لگی۔

کچھ خواب ایسے بھی پورے ہوتے ہیں' اس نے سوچا نہی تھا۔

نکاح کے بعد دعا ہوئی' اور سب نے مبارک باد دیتے ہوئے صلہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے سب کمرے سے باہر نکل گئے' سوائے رانیہ کے۔

اب میں آپ کو بھابی بلا سکتی ہوں نا؟

رانیہ خوشی سے پاگل ہو رہی تھی'

صلہ نے بس مسکرانے پر اکتفا کیا۔

تبھی رانیہ کی نظر دروازے پر کھڑے احتسام پر پڑی۔

بھائی اندر آئیں نا' وہاں کیوں کھڑے ہیں۔

رانیہ احتسام کو بازو سے کھینچتے ہوئے اندر لے آئی' اور صلہ کے ساتھ بٹھا دیا۔

یہاں بیٹھیں بھابی کے پاس' رانیہ کے بھابی کہنے پر احتسام نے چونک کر رانیہ کی طرف دیکھا۔

رانیہ نے کندھے اچکا دیئے' کیا؟

اب تو میں بھابی کہہ سکتی ہوں' ابھی ابھی میرے بھائی سے نکاح ہوا ہے ان کا' رانیہ مسکراتے ہوئے بولی۔

آپ دونوں بیٹھیں میں امی کو دیکھ کر آتی ہوں۔

رانیہ کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے باہر نکل گئی۔

رامین بے دلی سے اٹھ کر نیچے کی طرف بڑھ گئی۔ اماں اسی کا انتظار کر رہی تھیں'

آو رامین بیٹھو' ناشتہ لاوں تمہارے لیے۔

exponovels

نہی اماں میں خود لے لوں گی' آپ بیٹھ جائیں آرام سے۔

رات سے تھکی ہوئی ہیں' اپنا خیال بلکل نہی رکھتی آپ۔

آپ میرے بعد کیا کریں گی' کیسے کریں گی سارے کام۔

رامین اداس ہو چکی تھی'

کچھ نہی ہو تا رامین سب ہو جائے گا' بس میری ایک ہی دُعا ہے۔

"اللہ میری بیٹی کو خوش رکھے"

بیٹاں اپنے گھر میں سُکھی ہو تو ماں باپ بھی سکھی رہتے ہیں۔

ماں ہونے کے ناطے بس اتنا کہوں گی' اپنے شوہر کی فرمانبر داری کرنا ہمیشہ۔

اس کا کہا کبھی مت ٹالنا' ہمیشہ اپنے شوہر پر یقین رکھنا۔

عورت کا محافظ اس کا شوہر ہی ہو تا ہے۔

اور عورت سے سچی محبت بس اس کا شوہر ہی کر سکتا ہے'

اپنے ساس، سسر کا ایسے ہی سمجھنا جیسے ہمیں اپنا سمجھتی ہو۔

ان کی کوئی بیٹی نہی ہے' مگر تم ان کو بہو کے ساتھ ساتھ بیٹی بھی بن کر دکھانا۔

ان کی خدمت کرنا' بلکل ویسے ہی جیسے اپنے ماں، باپ کی کرتی ہو۔

ساس اتنی بُری نہی ہوتی جتنا برا معاشرے میں اسے ظاہر کیا جاتا ہے'

وہ بھی انسان ہی ہوتی ہے' اس کے دل میں جگہ بنانی پڑتی ہے۔

اپنے اخلاق اور خدمت سے اپنی ساس کے دل میں اپنا مقام پیدا کرنا پڑتا ہے۔

"جو لڑکیاں ساس کو بس ساس سمجھ کر ہی بہوؤں والا رویہ رکھتی ہیں'

exponovels

وہ آہستہ آہستہ شوہر کے دل سے بھی اُتر جاتی ہیں' چاہے وہ جتنا مرضی آپ کو چاہنے والا ہو۔

سچے دل اور لگن سے اگر ساس کو ماں سمجھ کر خدمت کی جائے' تو عورت سسرال میں بھی بیٹی بن کر راج کرتی ہے۔

اور شوہر کے دل میں بھی ملکہ بن کر راج کرتی ہے"

یہ کچھ باتیں تھیں جو میری ماں نے مجھے سکھائی تھیں۔

تاکہ میں کل کو اپنی بیٹی کو بتا سکوں' اور آج وہ وقت آ گیا۔

بیٹیاں بھی بیٹوں سے کم نہی ہوتیں' وہ ماں باپ کا سر فخر سے بلند کر سکتی ہیں۔

سسرال میں اپنے اخلاقیات کے دم پر۔

میں دُعا کروں گی اللہ میری بیٹی کو زندگی کی ساری خوشیاں عطا کرے۔

اور ہمیشہ اپنے شوہر کی فرمانبردار رکھے آمین۔

ناشتہ لے کر آتی ہوں میں' کھالو جلدی سے پھر گاڑی آنے والی ہے پار لر جانا ہے تمہیں۔

جی اماں' رامین بس اتنا ہی بول سکی۔

ناشتہ کرنے کے بعد رامین اپنے کمرے میں چلی گئی' فون بج رہا تھا۔

اظہر کا فون تھا' رامین نے فون کان سے لگا لیا۔

اسلام و علیکم!

و علیکم اسلام' کر لیا ناشتہ؟

اظہر کی مدھم سی آواز رامین کے کانوں میں پڑی۔

جی' کر لیا۔ رامین نے مختصر جواب دیا۔

ہمم'ٹھیک ہے پھر میں گاڑی بھیج دیتا ہوں۔

پارلر چلی جاو'اور جلدی سے دلہن بن کر آجاو۔

اظہر جزبات سے بھرپور لہجے میں بولا۔

جی'بھیج دیں۔

رامین نے بس مختصر سا جواب دیا۔

اظہر بس آہ بھر کر رہ گیا'یہ لڑکی میرے جزبات کب سمجھے گی۔

میں نے رومینس جھاڑا ہے'اور یہ بس جی کہہ رہی ہے۔افففف

اظہر سر تھام کر رہ گیا'اچھا میں بھیجتا ہوں گاڑی۔

اپنا فون پاس ہی رکھنا'جب پارلر پہنچ جاو تو مجھے کال کر دینا۔

اظہر جانتا تھا کہ وہ کال نہی کرے گی'مگر پھر بھی اس نے کہنا ضروری سمجھا۔

جی ٹھیک ہے'رامین نے مختصر بات کہتے ہوئے کال کاٹ دی۔

اظہر بس فون کو دیکھتا رہ گیا'رامین نے اس ایک ہفتے کی دوران کبھی خود کال نہی کی اسے۔

اظہر نے پھر بھی ہار نہی مانی'وہ خود اسے کال کرتا رہتا تھا بار بار۔

رامین کا رویہ بس نارمل ہی رہتا تھا ہمیشہ۔

اظہر جانتا تھا سب کچھ نوٹ کرتا تھا'مگر کچھ بولتا نہی تھا۔

وہ کسی بھی صورت رامین کو کھونا نہی چاہتا تھا بس۔

وہ یہ سوچ کر چپ ہو جاتا تھا کہ ابھی رامین اس سے دور ہے اسی لیے۔

جب پاس آجائے گی تو اسے اپنی محبت سے اپنا بنا لے گا۔

exponovels

کچھ وقت لگے گا اسے مجھے سمجھنے میں' وقت گزرنے کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

آہستہ آہستہ اس کے دل میں جگہ بنا لے گا۔

اور اب وہ پل نزدیک آرہے تھے' مگر رامین کا رویہ اب بھی ویسا ہی تھا۔

رامین گاڑی کی آواز پر نیچے بڑھی' اپنا بیگ اٹھایا اور چادر اوڑھی۔

اماں کی اجازت سے باہر کی طرف بڑھی'

گاڑی میں بیٹھی ہی تھی کہ اظہر کا فون آگیا۔

اس نے یہی پوچھنے کے لیے فون کیا تھا کہ گاڑی پہنچ گئی یا نہی۔

رامین نے اسے بتا دیا کہ وہ گاڑی میں بیٹھ گئی ہے' جا رہی ہے پارلر۔

تو اس نے فون بند کر دیا۔

رامین پارلر پہنچ گئی تو پھر سے اظہر کی کال آگئی۔

اب اس نے یہ پوچھنے کے لیے فون کیا کہ پارلر پہنچ گئی ہو؟

رامین جھنجلا چکی تھی' جی جی میں پہنچ گئی ہوں۔

رامین ایک ایک لفظ چباتے ہوئے ہوئے بولی' اور فون بند کر دیا۔

پارلر والی مسکرا دی' بہت کیئرنگ ہیں آپ کے ہسبینڈ۔

مسکراتے ہوئے بولی۔

جی' رامین بھی تھوڑا سا مسکرا دی۔

قسمت والی ہوتی ہیں ایسی بیویاں جن کو ایسے شوہر ملتے ہیں۔

اور تم ان خوش قسمت لڑکیوں میں سے ایک ہو' ورنہ آج کل کے مرد تو عورت کو پاوں کی جوتی سمجھتے ہیں۔

exponovels

پڑھے لکھے مرد بھی جاہل مردوں کی برابری کرنے لگے ہیں اب تو۔

خیر اللہ پاک تمہیں خوش رکھے'میں بھی کیا باتیں لے کر بیٹھ گئی۔

آو تیار کرو'ورنہ اگر پانچ منٹ بھی لیٹ ہو گئے نا تو آپ کے ہسبینڈ کی کالز آنا شروع ہو جانی ہیں۔

وہ جلدی سے بات بدلتے ہوئے بولی'رامین کو اس کا لہجہ تھوڑا غمگین سا لگا۔

رامین کا دل چاہا کہ اس سے پوچھ لے'مگر پھر خاموش ہو گئی۔

دوسروں کی زندگی میں دخل اندازی اسے پسند نہی۔

اظہر بھی مسکراتے ہوئے تیار ہونے چل پڑا۔

کچھ دیر بعد وہ شیشے کے سامنے تیار کھڑا مسکرا رہا تھا۔

وائٹ شروانی میں وہ کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔

ایک آخری نظر اپنی تیاری پر ڈالی'بال سیٹ کیے۔

اور خود پر پرفیوم چھڑکا'مسکراتے ہوئے ٹیبل سے اپنے گلاسز اٹھائے اور آنکھوں پر لگا کر مسکرا دیا۔

تیار ہو جاو مسز ملک ان آنکھوں میں ڈوبنے کے لیے'ایک بار ان آنکھوں میں کھو گئی تو ان آنکھوں کے جادو سے بچ نہی پاو گی۔

تب ہی اظہر کی ماما کمرے میں داخل ہوئیں۔

ماشااللہ۔۔۔اللہ میرے بیٹے کو نظرِ بد سے بچائے آمین۔

ڈونٹ وری مام!

یہ کالا چشمہ اسی لیے تو لگایا ہے'اظہر مسکراتے ہوئے بولا۔

ہمم۔۔سمارٹ بوائے۔

exponovels

وہ اظہر کے کندھے پر تھپکی لگاتے ہوئے بولیں۔

اظہر مسکرا دیا۔

بس آدھے گھنٹے تک نکلتے ہیں' بارات ہال میں جب پہنچ جائے گی تب میں رامین کو لے آوں گی۔

اوکے مام' اظہر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

کچھ دیر بعد بارات ہال پہنچ گئی' سارے مہمان ہال میں پہنچ گئے۔

اظہر سٹیج پر بیٹھ گیا' اس کی نظریں رامین کا انتظار کر رہی تھیں۔

آنکھوں پر گلاسز نہی تھے اب'

مسز ملک نے اظہر کی بے چینی دیکھی تو مسکرا دیں' جا رہی ہوں لینے تمہاری دلہن کو۔

اوکے اظہر مسکراتے ہوئے بولا'

مسز ملک پارلر پہنچی تو پارلر والی رامین کے میک اپ کو آخری ٹچ دے رہی تھی۔

بیوٹی فل!

مسز ملک مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئیں'

رامین کے پاس آکر رامین کی نظر اتارنے لگیں'

رامین مسکرا دی'

چلیں بیٹا' اظہر انتظار کر رہا ہے۔

رامین مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

دونوں گاڑی میں بیٹھ کر ہال کے لیے روانہ ہو گئیں۔

دونوں ہال پہنچیں تو سب کی نظریں رامین کی طرف مڑیں۔

exponovels

کیمرہ مین نے کیمرے کا رُخ رامین کی طرف موڑ دیا۔

رامین ایک ہاتھ سے میکسی سنبھالتی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی سٹیج کی طرف بڑھی۔

جیسے ہی رامین سٹیج کے قریب پہنچی۔

اظہر نے ہاتھ رامین کی طرف بڑھایا' رامین کا دل چاہا کہ نظریں اٹھا کر اظہر کی طرف دیکھے۔

مگر ایسا نہی کر سکی' اس نے اپنا مہندی سے سجا ہاتھ اظہر کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

اور سٹیج کے زینے طے کرتے ہوئے اظہر کے ساتھ جا رُکی۔

رامین کے اماں، ابا بھی سٹیج پر آ گئے۔ دونوں نے باری باری رامین کو گلے سے لگایا۔

ملک صاحب نے بھی رامین کے سر پر ہاتھ رکھا' اور اظہر کو گلے لگا کر مبارک باد دی۔

خوش ہو برخوردار!

ملک صاحب آہستہ سے اظہر کے کان میں بولے۔

جی ڈیڈ۔۔۔ تھینک یو' اظہر بھی مسکراتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں بولا۔

ملک صاحب اظہر کا کندھے تھپکتے ہوئے نیچے اتر گئے۔

مسز ملک نے رامین کو بٹھا دیا' اظہر بھی جلدی سے بیٹھ گیا۔

رامین بس نظریں جھکائے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

اور اپنے ساتھ بیٹھے اس وجود کی آوازیں اس کو دل میں اترتی محسوس ہو رہی تھیں۔

اظہر مدھم لہجے میں مسکراتے ہوئے سب کو جواب دے رہا تھا۔

اگر کوئی سوال رامین سے بھی پوچھا جاتا' تو اس کا جواب بھی وہ خود دے رہا تھا۔

رامین حیران تھی' وہ جانتا تھا رامین کنفیوز ہو رہی ہے۔

exponovels

مسز ملک مسکرا دیں'

سب رشتہ دار باری باری آ کر مبارک باد دیتے گئے۔

دیکھتے ہی دیکھتے رخصتی کا وقت سر پر آ پہنچا۔

رخصتی کا وقت ہر لڑکی کے لیے بہت نازک ہوتا ہے' رامین اپنے اماں ابا کے گلے لگ کر آنسو بہاتی رہی۔

رامین کے ابا نے اس کا ہاتھ اظہر کے ہاتھ میں دیا' اور اظہر اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

رامین ماں، باپ کی دعاوں میں رخصت ہو کر اپنے شوہر کے محل میں آ بیٹھی۔

گلاب کے پھولوں سے سجا کمرہ' کمرے میں دئیوں اور کینڈلز کی مدھم سی روشنی۔

رامین کو ایسا لگا جیسے وہ کسی محل کی رانی ہو' بیڈ پر دلہن بنی بیٹھی وہ کسی ملکہ سے کم نہی لگ رہی تھی۔

پرنس کے نام کا درد اب بھی کہی اٹھا تھا سینے میں' رامین نے آنکھیں ظبط سے بھینچ لیں۔

اسی پل کمرے کا دروازہ کھلا اور اظہر کمرے میں داخل ہوا۔

رامین نظریں جھکائے بیٹھی رہی' اسے ڈر تھا کہ کہی اظہر اس کے چہرے پر چھائی پرنس کی یاد کے آثار نا پڑھ لے کہیں۔

اظہر پھولوں کو سائیڈ پر کرتے ہوئے رامین کے پاس آ بیٹھا۔

رامین اپنی جگہ سے نہی ہلی' اس نے سر مزید. جھکا لیا۔

دونوں کچھ دیر خاموشی سے بیٹھے رہے' رامین اپنے دونوں ہاتھ آپس میں مسل رہی تھی۔

اظہر کی نظریں اسی پر جمی تھیں۔

رامین بہت کنففیوزڈ ہو رہی تھی' اظہر نے اس کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔

رامین کو جیسے کرنٹ لگا' وہ جلدی سے تھوڑا پیچھے ہٹی۔

exponovels

اظہر مسکراتے ہوئے رامین کے مزید قریب ہوا'رامین کی حالت سے بہت محفوظ ہو رہا تھا وہ۔

رامین بیڈ سے جا لگی'اظہر نے قہقہ لگایا۔

"اب یہاں سے مزید آگے کہاں جاو گی'مسکراتے ہوئے بولا۔

آ آ آپ مجھے تنگ مت کریں'رامین ہکلاتے ہوئے بولی۔

کروں گا تنگ میرا حق بنتا ہے تنگ کرنے کا'اظہر مدھم لہجے میں بولا۔

اب دیکھ بھی لو میری طرف یار'صبح سے تیار ہو کر پھر رہا ہو۔

اپنی بیوی کے لیے تیار ہوا ہوں'اور بیوی کو شرمانے سے فرصت ہی نہی۔

اظہر نے ناراض ہونے کی ایکٹنگ کی۔

رامین نے نظریں اٹھا کر اظہر کی طرف دیکھا'رامین کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔

وہ آج بھی آنکھوں پر گلاسز لگائے بیٹھا تھا'

رامین مسکرادی'آپ نے آج بھی گلاسز پہن رکھے ہیں۔

رامین مسکراتے ہوئے بولی۔

اظہر مسکرادیا'ہاں کیوں کہ اسی پل کے لیے تو چھپا کر رکھی تھی یہ آنکھیں۔

اب میں چاہتا ہوں کہ میری بیوی اپنے پورے ہوش وحواس میں پورے حق کے ساتھ ان آنکھوں سے یہ گلاسز اتارے۔

اظہر رامین کے مزید قریب ہوا سر جھکایا'اور رامین کو اشارہ کیا آنکھوں سے گلاسز اتارنے کا۔

رامین نے ہاتھ بڑھا کر گلاسز اتار دیئے۔

اظہر نے بند آنکھیں کھول کر رامین کی طرف دیکھا۔

exponovels

رامین کی مسکراہٹ ایک دم سمٹی۔

وہ بنا پلکے جھپکائے اظہر کو دیکھنے لگی'اس کی آنکھیں۔

رامین نے اپنی زندگی میں اتنی خوبصورت آنکھیں کبھی نہی دیکھی تھیں۔

اظہر کی سبز آنکھوں میں رامین کھو سی گئی'اظہر کی اتنی قربت اور اس کی آنکھیں رامین کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

اظہر نے رامین کے سامنے چٹکی بجائی'اور آگے بڑھ کر کان میں سرگوشی کی۔

"کہاں تھا نا کھو جاوں گی ان آنکھوں میں' دیکھا کھو گئی نا۔

اظہر کی مدہوش سی آواز رامین کے کان میں پڑی۔

رامین کا چہرے پر پسینہ آنے لگا۔

اظہر مسکراتے ہوئے پیچھے ہٹا'اور سائیڈ ٹیبل سے ایک باکس نکالا۔

اس میں سے ایک خوبصورت بریسلٹ نکال کر رامین کے ہاتھ میں باندھ دیا۔

اور نرمی سے رامین کے ہاتھ کو ہونٹوں سے چھوا۔

رامین نے جلدی سے اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

اظہر مسکراتے ہوئے رامین کے چہرے پر جھک گیا۔

رامین چاہ کر بھی اسے روک نا سکی'اور خود کو اظہر کے سپرد کر دیا۔

زندگی نے ایک نیا موڑ لے لیا تھا'زندگی میں ہر طرف بس خوشیاں ہی خوشیاں چھا گئی۔

رامین نے اپنے اخلاق سے اظہر کے مام،ڈیڈ کا دل جیت لیا تھا۔

وہ دونوں بھی رامین کا خیال اپنی بیٹی کی طرح رکھنے لگی۔

exponovels

اور اظہر کی محبت بھی دن بدن رامین کے لیے بڑھتی جا رہی تھی۔

رامین اپنے گھر بھی چلی جاتی ہفتے میں ایک دو بار۔

اظہر اس کے ساتھ ہی رہتا سایہ بن کر' رامین کے دل میں اپنا مقام قائم کر ہی لیا تھا اس نے۔

مگر رامین کے دل کے کسی کونے میں پرنس نام کا دیا ابھی بھی کہی جل رہا تھا۔

پرنس نے دوبارہ کبھی رامین سے رابطہ کرنے کی کوشش نہی کی۔

اور نا ہی اسد یا ثوبیہ نے اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔

بس وہ کہتے ہیں نا لا حاصل کی طلب انسان کو مرتے دم تک رہتی ہے۔

جو چیز انسان کو نا ملے' اسی کی طلب رہتی ہے انسان کو۔

ایسا ہی کچھ رامین کے ساتھ ہو رہا تھا' وہ جب کبھی اپنے گھر جاتی۔

تو کمرے میں اندھیرا کیے' کھڑکی کے پاس بیٹھ کر پرنس کی یاد میں گھنٹوں آنسو بہاتی۔

وہ پرنس کو کبھی نہی بھلا پائی' اسے آج بھی ایسا لگتا تھا کہ شاید پرنس اس کھڑکی سے اندر آ جائے۔

مگر ایسا نہی ہوا' ضروری نہی کہ جو ہم چاہیں ہمیشہ وہی ہو۔

کئی دفعہ اس نے سوچا کہ ثوبیہ سے ملنے جائے' اس سے پوچھے پرنس کے بارے میں۔

مگر اظہر کے ڈر سے جا ہی نا سکی' وہ جانتا تھا کہ پرنس کا رشتہ ثوبیہ کے گھر والے ہی لے کر آئے تھے۔

بس اس لیے کہ اس کو شک نا ہو جائے' رامین یہ قدم اٹھانے سے ڈرتی تھی۔

وہ اس رشتے کو آخری سانس تک نبھانا چاہتی تھی' صرف اور صرف اپنے ماں باپ کی خاطر۔

لا حاصل کی طلب میں وہ اپنے شوہر سے بے وفائی کر رہی تھی۔

مگر اس بات کا احساس ہی نہی ہوا اسے کبھی۔

دن اسی طرح گزرتے گئے۔

رامین اپنی زندگی میں مصروف ہوگئی۔اپنے ماں، باپ کی خاطر وہ اس رشتے کو نبھانے لگی۔

احتسام اور صلہ دونوں ہی خاموش بیٹھے تھے۔شاید دونوں ہی بات کرنے کے لیے الفاظ ڈھونڈ رہے تھے۔

نیا رشتہ جڑنے سے احساس بھی بدل چکے تھے۔

صلہ ہاتھوں پر ہاتھ دھرے بیٹھی تھی' پھر اچانک صلہ اٹھ کر باہر کی طرف بڑھی۔

تب ہی احتسام تیزی سے اس کے سامنے آرکا۔

صلہ چونک کر پیچھے ہٹی۔

کہاں جا رہی ہو مسز؟

احتسام چہرے پر مسکراہٹ سجائے بولا۔

صلہ شرماتے ہوئے نظریں جھکا گئی۔

مجھے پانی پینے جانا ہے' آپ پیچھے ہٹیں راستہ دیں مجھے۔

صلہ اپنی گھبراہٹ چھپاتے ہوئے بولی۔

جبکہ احتسام اس کے دہکتے گال دیکھ کر مسکرا دیا۔

کیا ہوا صلہ گھبرا کیوں رہی ہو؟

احتسام شرارت بھرے انداز میں بولا۔

ننہی تو میں کہاں گھبرا رہی ہوں' وہ مجھے تو بس پیاس لگی ہے۔

احتسام نے صلہ کا ہاتھ تھاما' اور اسے صوفے پر بٹھا دیا۔

exponovels

خود بھی صوفے پر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

صلہ تم خوش ہو نا اس نکاح سے؟

صلہ کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بولا۔

صلہ بس احتسام کی طرف دیکھتی رہی کچھ نہی بولی۔

کیا ہوا صلہ تم خوش نہی ہو کیا' تم بھی تو یہی چاہتی تھی ناں؟

تو پھر اب اس خاموشی کا کیا مطلب سمجھوں میں' جب صلہ نے کوئی جواب نا دیا تو احتسام پریشان ہوتے ہوئے بولا۔

صلہ نے آنسو بہانے شروع کر دیئے۔

اب تو احتسام سچ میں پریشان ہو گیا' اس نے تو امی سے کہا تھا صلہ سے پوچھنے کے لیے۔

تو کیا امی نے صلہ سے اجازت نہی لی اس نکاح کے لیے' احتسام کا سر چکرا گیا۔

تب ہی اچانک صلہ احتسام کے گلے لگ گئی' اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچے آنسو بہانے لگی۔

احتسام نے حیرت سے صلہ کو دیکھا۔

مسکراتے ہوئے صلہ کے گرد اپنے بازو پھیلا دیئے۔

صلہ کیوں رو رہی ہو' کچھ بتاو تو سہی اب میں پریشان ہو رہا ہوں یار۔

احتسام صلہ کے سر پر تھوڑی ٹکاتے ہوئے بولا۔

صلہ تم مجھ سے شادی کرنا چاہتی تھی ناں وہ ہو تو گئی۔

ابھی نکاح ہوا ہے بس' شادی ہم دھوم دھام سے کریں گے۔

جب تم کہوں گی تب!

احتسام نے نرمی سے صلہ کو خود سے الگ کیا' اور اس کے آنسو صاف کیے۔

exponovels

صلہ کی ناک رورو کر سرخ ہو چکی تھی'احتسام نے آہستہ سے اس کی ناک دبائی۔

صلہ نے خفگی سے احتسام کی طرف دیکھا۔

احتسام مسکرا دیا۔

اب بتا بھی دو کیوں رو رہی ہو؟

بلکل پاگل ہو تم'

"پاس آتا ہوں تو بھی روتی ہو'دور جاتا ہوں تو بھی روتی ہو"

آخر چاہتی کیا ہو؟

ایک بار ہی بتا دو'احتسام نے پھر سے صلہ کی ناک دبائی۔

صلہ حیران ہوئی احتسام کے اس بدلتے روپ کو دیکھ کر۔

صلہ پہلے تو خفگی سے دیکھنے لگی احتسام کو"پھر ساتھ ہی مسکرا کر پھر سے احتسام کے گلے لگ گئی۔

احتسام نے مسکراتے ہوئے اس کے گرد بازو پھیلا دیئے۔

"میں بہت خوش ہوں اس نکاح سے'مجھے ابھی تک یقین نہی ہو رہا کہ میرے نام کے ساتھ آپ کا نام جڑ چکا ہے،،

"یہ آنسو تو خوشی کے آنسو ہیں'خدا اس طرح بھی مہربان ہو سکتا ہے،،

میں نے سوچا نہی تھا'

جب پہلی بار آپ کو دیکھا تھا پارک میں'اس دن سچے دل سے ایک دُعا کی تھی۔

وہ دعا یہ تھی کہ آپ میرا نصیب بن جائیں۔

مگر آپ کے رویوں نے میری اس خواہش کا دم توڑ دیا۔

مگر پھر وقت یوں بدلا کہ پتہ ہی نہی چلا۔

exponovels

کاش ماما، بابا بھی میرے ساتھ ہوتے' وہ دیکھتے کہ ان کی بیٹی کا نصیب کتنا اچھا ہے۔

صلہ پھر سے آنسو بہانے لگی' احتسام نے دھیرے سے اس کے سر کو تھپکا۔

صلہ جانتی ہو زندگی میں ہمیشہ وہ نہی ہوتا جو ہم چاہتے ہیں۔

ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے' کون کہاں کب کس کا نصیب بن جائے۔

یہ سب قسمت کے کھیل ہیں'

تمہاری دُعا قبول ہوئی' کیونکہ تم نے سچے دل سے مجھے اللہ سے مانگا تھا۔

سچے خلوص سے مانگی گئی دعائیں قبول ہوتی ہیں' یہ آج ثابت ہو گیا۔

جو ہونا تھا ہو چکا' اب زندگی کو نئے سرے سے شروع کرو۔

جو بُرا وقت گزر گیا' اسے بھول جاو!

آنے والی زندگی کے بارے میں سوچو' میرے بارے میں، اپنے بارے میں سوچو۔

میں ہوں اب تمہارے ساتھ' کسی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہی ہے تمہیں۔

"اب تم میری زمہ داری ہو،

تمہیں تحفظ دینا اب میری زمہ داری ہے۔

چلو اب جلدی سے سامان پیک کرلو اپنا' اپنے گھر جانے کی تیاری کرو۔

احتسام مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے' ضروری بات کرنی ہے۔

صلہ ابھی بولی ہی تھی کہ دروازہ ناک ہوا' صلہ جلدی سے پیچھے ہٹی۔

احتسام نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو رانیہ کھڑی مسکرا رہی تھی۔

روشنی بھی اس کے پیچھے کھڑی تھی۔

exponovels

وہ بھائی ہمیں بھابی کا سامان پیک کرنا ہے' آپ باہر انتظار کرلیں۔

رانیہ کا انداز شرارت بھرا تھا۔

اچھا آو۔۔۔ احتسام مسکراتے ہوئے پیچھے ہٹا۔

ایک نظر مسکراتی ہوئی صلہ پر ڈالتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

آہم_ آہم۔۔ رانیہ نے صلہ کو کمرے میں اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔

صلہ نے رانیہ کی کمر میں ہلکی سی تھپکی لگائی' تنگ مت کرو مجھے۔

صلہ مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی' رانیہ اور روشنی دونوں مسکرادیں۔

اور صلہ کی الماری کی طرف بڑھ گئیں۔

صلہ باہر آکر احتسام کی امی کے پاس بیٹھ گئی' انہوں نے پیار سے صلہ کو گلے لگالیا۔

احتسام فون پر کسی سے بات کررہا تھا' واپس پلٹا تو صلہ کو امی کے ساتھ بیٹھے دیکھ مسکرادیا۔

اللہ کرے امی کے دل میں صلہ کے لیے محبت کبھی کم نا ہو' آمین

احتسام نے صدقِ دل سے دعا مانگی۔

احتسام کے پھوپھا جی اور تایا جی اپنے گھر واپس جا چکے تھے۔

کل سنڈے تھا' اور سب کو انوائٹ کیا گیا کل احتسام کی امی نے اپنے گھر۔

تاکہ سب مل لیں صلہ سے' اور شادی کی تیاری کے بارے میں ڈسکس کرسکیں۔

احتسام مسکراتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔

میں زرا دیکھوں ان لڑکیوں کو پیکنگ کہاں تک پہنچی ان کی۔

احتسام کی امی مسکراتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

exponovels

احتسام آپ سے ضروری بات کرنی ہے'صلہ احتسام کی امی کے جاتے ہی احتسام کے پاس جا بیٹھی۔

احتسام فون سائیڈ پر رکھ کر صلہ کی طرف متوجہ ہوا۔

جی حکم کریں جناب!

احتسام سینے پر ہاتھ باندھے سر خم کرتے ہوئے متوجہ ہوا۔

صلہ مسکرادی'احتسام مجھے آپ سے روشنی کے بارے میں بات کرنی ہے۔

کیاوہ بھی ہمارے ساتھ جائے گی؟

احتسام کو صلہ کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

"یہ کیسا سوال ہے صلہ؟

روشنی تمہاری چھوٹی بہن ہے صلہ'ظاہری سی بات ہے ہم اسے اکیلا تو نہی چھوڑ کر جاسکتے ناں"

احتسام کی بات سُن کر صلہ مسکرادی' تھینکس احتسام کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بولی۔

میڈم ہم کمرے میں نہی ہیں'برائے مہربانی میرا ہاتھ چھوڑ دیں۔

احتسام صلہ کے کان میں سر گوشی کرتے ہوئے بولا۔

صلہ شرماتے ہوئے جلدی سے پیچھے ہٹی'اور اٹھ کر کمرے کی طرف بھاگ گئی۔

احتسام مسکراتے ہوئے اس جھلی سے لڑکی کو کمرے میں جاتے دیکھ رہا تھا۔

پیکنگ ہوئی تو احتسام نے سارے بیگز اٹھا کر گیراج میں رکھ دیئے۔

صلہ اچھی طرح دیکھ لو'کوئی چیز رہ تو نہی گئی۔

احتسام صلہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

نہی۔۔۔میرا کچھ رہا ہی نہی اب یہاں'ماما بابا ہی میرا کل اثاثہ تھے۔

exponovels

صلہ کی آنکھوں سے آنسو رواہو گئے۔

احتسام کی امی نے صلہ کو گلے سے لگالیا'بیٹاہم سب ہیں ناتمہارے ساتھ۔

اب یہ آنسو پونچھ ڈالو'صبر کرو میری بچی۔

یہی زندگی ہے'حقیقت کو تسلیم کرو۔

مظبوط بناوخود کو'

صلہ کوروتے دیکھ احتسام کے چہرے پر بھی اداسی چھاگئ۔

آخرکاروہ گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

امی پہلے آپ سب کو چھوڑ آوں گھر'پھر یہ بیگز لے آوں گا۔

ایک ساتھ سب کا جانا مشکل ہے۔

میں لے جاتی ہوں سب کو گھر اپنی گاڑی میں آپ سامان لے کر آجانا۔

صلہ نے احتسام کی پریشانی دور کر دی۔

ہاں یہ ٹھیک ہے!

میرے ذہن میں نہی رہا کہ محترمہ کے پاس اپنی گاڑی ہے۔

احتسام مسکراتے ہوئے بولا'توباقی سب بھی مسکرادیئے۔

صلہ مسکراتے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ گئ۔

صلہ سب کو ساتھ لے کر احتسام کے گھر کی طرف بڑھ گئ۔

وہ گھر جو اس کا اپناگھر ہے اب'احساس بدل چکے تھے۔

اس گھر کے ساتھ کتنی یادیں جڑی تھیں اس کی'مگر ایک ناایک دن تو اسے یہ گھر چھوڑنا ہی تھا۔

exponovels

دل میں تھوڑی اداسی تھی' مگر وہ خوش تھی۔

احتسام کا نام جو جڑ چکا تھا اس کے نام کے ساتھ۔

اب وہ بلکل محفوظ تھی۔

اب کسی کوٹھے پر نہی جانا پڑے گا اسے'

یہی تو وہ چاہتی تھی کہ کوئی اسے اپنالے' اسے اس دلدل بھری زندگی سے نجات دلا دے۔

وہ ایک عزت دار عورت کی طرح زندگی گزارنا چاہتی تھی۔

بلکل ویسے ہی جیسے ایک عورت اپنے شوہر کے مظبوط تحفظ میں رہتی ہے۔

احتسام اس کے لیے ایک گھنا سایہ ثابت ہوا تھا' زندگی پھر سے جی اٹھی۔

صلہ گھر پہنچ کر اندر کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی کہ احتسام کی امی نے اس روک دیا۔

ابھی نہی' جب احتسام آجائے تب ہی تم اندر آسکتی ہو۔

صلہ گھبرا گئی' کیوں آنٹی کیا ہوا؟

صلہ گھبراتے ہوئے بولی'

نہی نہی بیٹا پریشانی والی کوئی بات نہی'

میں چاہتی ہوں تم دونوں ایک ساتھ گھر میں داخل ہو۔

احتسام بس آتا ہی ہو گا' رانیہ اور روشنی اندر کی طرف بڑھ گئیں جلدی سے۔

صلہ اور احتسام کی امی وہی کھڑیں احتسام کا انتظار کرنے لگیں۔

تھوڑی دیر بعد ہی احتسام کی گاڑی گھر کے باہر آرکی۔

احتسام پریشان سا گاڑی سے باہر نکلا۔

exponovels

کیا ہوا آپ دونوں باہر کیوں رکی ہیں'اندر کیوں نہی جارہی۔

احتسام پریشانی سے دونوں کو دیکھنے لگا۔

میں نے روکا ہے صلہ کو یہاں'میں چاہتی ہوں تم دونوں ایک ساتھ گھر میں قدم رکھو۔

اوہ۔۔۔امی میں تو ڈر ہی گیا تھا۔

احتسام دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

انہوں نے آگے بڑھ کر احتسام کے ہاتھ پر صلہ کا ہاتھ رکھ دیا۔

اب آسکتے ہو تم دونوں اندر'وہ مسکراتے ہوئے اندر کی طرف بڑھیں۔

احتسام نے صلہ کا ہاتھ مظبوطی سے تھام لیا۔

ایک نظر صلہ پر ڈالی اس نے'صلہ مسکراتے ہوئے نظریں جھکا گئی۔

چلیں مسز'احتسام نے مسکراتے ہوئے اندر کی طرف قدم بڑھادیئے۔

صلہ بھی مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ قدم سے قدم ملاتی اندر کی طرف بڑھی۔

جیسے ہی وہ دونوں گیٹ سے اندر داخل ہوئے'ان پر گلاب کی پتیاں نچھاور کیں رانیہ نے۔

اور روشنی پکچرز بنانے لگی'

یہ پھول رانیہ نے ابھی ابھی کیاریوں سے توڑے تھے۔

احتسام اور صلہ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور مسکرا دیئے۔

ویلکم بھابی'رانیہ پھول نچھاور کرتے ہوئے بول رہی تھی۔

یہ لمحہ صلہ کو اپنی زندگی کا سب سے خوبصورت لمحہ لگا۔

اس کا ہاتھ اب بھی احتسام کے ہاتھ میں تھا'دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

For more visit (exponovels.com)

آئی لو یو'احتسام نے صلہ کے کان میں ہلکی سی سرگوشی کی۔

صلہ نے شرما کر ایک ہاتھ چہرے پر رکھ لیا'اور مسکرا دی۔

احتسام کا صلہ کی طرف جھکنا'اور صلہ کا شرما کر چہرے پر ہاتھ رکھ کر مسکرانا۔

یہ سب کیمرے میں محفوظ ہو چکا تھا'

احتسام اندر ٹی وی لاونج میں پہنچا تو رانیہ نے صلہ کو اپنی طرف کھینچ لیا۔

بس بھائی آپ کی انٹری ختم ہوئی'اب جا کر گاڑیاں پارک کریں۔

صلہ اور احتسام دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

اور دونوں مسکرا دیئے'احتسام نے آگے بڑھ کر رانیہ کا کان کھینچا۔

باز نہی آنے والی تم'

رانیہ چلانے لگی'چھوڑیں بھائی یہ ظلم ہے۔

احتسام نے ہنستے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔

اور صلہ کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

آئیں بھابی آپ کو آپ کا کمرہ دکھادوں'رانیہ صلہ کو بازو سے کھینچتے ہوئے اوپر لے گئی۔

احتسام کے کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے صلہ کو لیے اندر داخل ہوئی۔

کمرے کے سارے پردے'شیٹس، صوفے، دیواریں، یہاں تک کہ فرنیچر بھی سب کا رنگ سفید تھا۔

صلہ حیرانگی سے ایک ایک چیز کو دیکھنے لگی'ہر چیز سے نفاست جھلک رہی تھی۔

بھابی یہ کمرہ اب آپ کا بھی ہے لیکن ابھی کچھ دن مزید انتظار کرنا پڑے گا آپ کو اس کمرے میں آنے کے لیے۔

رانیہ کی بات پر صلہ مسکرائے بنا نہ رہ سکی'

exponovels

اچھا بھابی بیٹھیں میں کھانا لگا لوں امی کے ساتھ پھر آتی ہوں۔

رانیہ مسکراتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

سامنے دیوار پر لگی احتشام کی تصویر جاذبِ نظر لگ رہی تھی۔

صلہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی تصویر کی جانب بڑھی'تصویر کو چھو کر دیکھنے لگی۔

اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

وہ بنا پلکیں جھپکائے تصویر کو دیکھنے میں مگن تھی۔

اچانک اس کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا'وہ پلٹی تو سامنے احتشام کھڑا تھا۔

صلہ مسکرا کر دوبارہ تصویر کی طرف متوجہ ہو گئی۔

احتشام مسکراتے ہوئے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔

صلہ کو احتشام کی نظریں کنفیوزڈ کر رہی تھی۔

وہ جان بوجھ کر تصویر پر نظریں گاڑھے کھڑی تھی۔

ویسے مجھ سے اچھی تو یہ میری تصویر ہے'کم از کم اس کی طرف دیکھ تو رہی ہو تم۔

میں کب سے یہاں کھڑا ہوں'مجال ہے جو ایک نظر بھی مجھ پر ڈالی ہو۔

احتشام ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے بولا۔

صلہ مسکرا دی'ویسے ایک بات پر میں بہت حیران ہوں۔

صلہ احتشام کی تصویر کو چھوتے ہوئے بولی۔

احتشام چونکا!

کس بات پر'جلدی سے ہاتھ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہوا۔

exponovels

یہی کہ پہلے تو آپ مجھ سے بات کرنا بھی پسند نہی کرتے تھے۔

اب اچانک سے محبت کا اظہار بھی کر دیا'چند گھنٹوں میں محبت بھی ہو گئی آپ کو مجھ سے۔

ویسے یہ بات کچھ ہضم نہی ہوئی مجھے۔

احتسام نے اپنار کا ہوا سانس بحال کیا'اور صلہ کو بازو سے کھینچتے ہوئے اپنے قریب کیا۔

"وہ اس لیے کہ اب تمہارا حق ہے کہ میں تم سے اظہارِ محبت کروں'

کیونکہ اب ہمارے درمیان ایک جائز رشتہ ہے،،

"ایک دوسرے سے اظہارِ محبت ہمارا حق ہے'

"محبت کا اظہار جائز رشتے کو مظبوط بناتا ہے،،

تب ہمارے درمیان کوئی رشتہ نہی تھا'لیکن اب ہم میاں بیوی ہیں۔

"تمہارا مجھ پر پورا حق ہے'اور میرا تم پر،،

آ گئی سمجھ؟

جی۔۔۔صلہ نے مختصر جواب دیا'

تو پھر کرو اظہار مجھ سے محبت کا'احتسام مسکراتے ہوئے بولا۔

صلہ نے چونک کر احتسام کی طرف دیکھا'اور اپنا ہاتھ چھڑانے لگی۔

احتسام مسکراتے ہوئے صلہ کا ہاتھ ہونٹوں تک لے گیا۔

صلہ شرما کر سر جھکا گئی'

رانیہ۔۔۔صلہ ڈرتے ہوئے بولی'

احتسام نے جلدی سے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا'اور پلٹا۔

exponovels

مگر رانیہ کہی بھی نہی تھی'

صلہ فوراً وہاں سے دوڑ لگا گئی۔

احتسام بھی مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

ڈنر کرنے کے بعد رانیہ نے صلہ کو اس کا کمرہ دکھادیا۔

رانیہ نے صلہ اور روشنی کو سارا گھر دکھادیا' سوائے ایک کمرے کے۔

یہ کس کا کمرہ ہے' یہ کمرہ کیوں نہی دکھایا تم نے روشنی احتسام کے کمرے کے ساتھ والے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

وہ اس لیے کہ یہ کمرہ بند ہے' اس کی چابی بھائی کے پاس ہے۔

ان کے علاوہ اس کمرے میں کوئی نہی جاسکتا'

کیوں؟

ایسا کیا ہے اس کمرے میں' صلہ حیران ہوتے ہوئے بولی۔

پتہ نہی!

صلہ نے کندھے اچکادیئے۔

آپ خود ہی کیوں نہی پوچھ لیتی بھائی سے' رانیہ مسکراتے ہوئے بولی۔

چلیں آپ دونوں آرام کرلیں اب' صبح سب نے آنا ہے۔ ایسے میں آرام کرنے کا وقت نہی ملے گا آپ کو۔

رانیہ نے اپنا کمرہ صلہ اور روشنی کو دے دیا' اور خود امی کے کمرے میں چلی گئی۔

اگلے دن گھر میں خوب تیاریاں چل رہی تھیں' صلہ کچن میں گئی۔

لیکن احتسام کی امی نے اسے باہر بھیج دیا'

exponovels

صلہ نے آج گرے کلر کا ڈیزائیز سوٹ پہن رکھا تھا'رانیہ نے زبردستی اس کا لائٹ سامیک اپ کر دیا۔

وہ حیران رہ گئی جب سیڑھیوں سے نیچے آتے احتسام کو دیکھا۔

احتسام نے بھی گرے کلر میں شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔

احتسام مسکراتے ہوئے صلہ کے ساتھ والے صوفے پر آ بیٹھا۔

اسلام و علیکم!

احتسام نے مسکراتے ہوئے سلام کیا'

و علیکم اسلام'صلہ نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

یہ کیا۔۔؟

کچن سے نکلتی رانیہ کی آواز پر دونوں چونکے!

آپ دونوں نے سیم کلر پہن رکھے ہیں واہ۔۔۔رانیہ مسکراتے ہوئے بولی۔

ہاں بائے چانس!

احتسام مسکراتے ہوئے بولا۔

نہی نہی۔۔بائے چانس نہی پلاننگ سے ہوتا ہے ایسا'رانیہ صلہ کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔

رانیہ تم خود جاوگی یہاں سے یا پھر میں بھیجوں تمہیں'احتسام نے دھمکی لگائی۔

رانیہ کو یاد آگیا'اس کا کان ابھی بھی درد ہو رہا تھا۔

نہی نہی بھائی میں جا رہی ہوں'رانیہ تیزی سے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

احتسام کی دھمکی کام کر گئی۔

احتسام اور صلہ دونوں مسکرا دیئے۔

exponovels

اچھی لگ رہی ہو' احتسام صلہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

صلہ نے یہاں سے جانے میں ہی عافیت سمجھی۔

وہ تیزی سے اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔

احتسام کے قہقے کی آواز صلہ کے کانوں میں پڑی۔

دوپہر تک تایا ابو کی فیملی اور پھوپھو کی فیملی پہنچ گئیں گھر۔

احتسام اور صلہ کو مبارک باد دی سب نے' اور صلہ کو بہت پسند کیا سب نے۔

ہانیہ بھی بہت خوش ہوئی صلہ کو بھابی کے روپ میں دیکھ کر۔

اگلے مہینے کی ڈیٹ فکس کر دی گئی شادی کی۔

سب نے صلہ کی خوب تعریفیں کی۔

اب وہ ان کے گھر کی عزت جو بن چکی ہے۔

وہ کون ہے' کہاں سے آئی ہے۔

اس کا خاندان کہاں ہے' کسی نے کوئی سوال نہی کیا۔

سب کو یہ اطمینان تھا کہ احتسام کے ساتھ پڑھتی تھی۔

احتسام نہی جانتا امی نے چاچو اور پھوپھو سے کیا کہا' اس نے تو بس امی کو کہا کہ آپ بس چاچو اور پھوپھا جی کو بلا لیں۔

انہوں نے بھی کوئی خاص انفارمیشن نہی مانگی' البتہ حیران ضرور ہوئے تھے۔

گڑیا کو صلہ بہت پسند آئی' اور روشنی کو تو سب نے لاڈلی ہی بنا ڈالا۔

سب کا پیار اور توجہ حاصل کر کے روشنی بہت خوش ہوئی۔

exponovels

زوہیب کی شرارتیں ویسے کی ویسی ہی تھی رانیہ کے ساتھ۔

رانیہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد زوہیب کو ایک عدد گھوری نواز دیتی۔

مگر زوہیب پر اس کی گھوریوں کا کوئی اثر نہی پڑ رہا تھا۔

وہ کسی نا کسی بہانے سے رانیہ کو تنگ کر رہا تھا۔

صلہ بس چپ چاپ بیٹھی ان دونوں کی حرکتیں دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

مرد حضرات سب ڈرائینگ روم میں بیٹھے گپیں لڑا رہے تھے' سوائے زوہیب کے۔

اور خواتین ٹی وی لاونج میں جمع تھیں۔

گڑیا نے صلہ کے کان میں سرگوشی کی' ان دونوں کی شادی ہونے والی ہے'

ابھی تک یہ دونوں "چوہے، بلی کی طرح لڑتے ہیں۔

پتہ نہی شادی کے بعد ان کا کیا ہو گا۔

گڑیا کی بات پر صلہ محض مسکرا سکی'

ویسے چچی جان میں تو کہتی ہو کہ اب رانیہ کو بھی رخصت کرنے کی تیاری کر لیں آپ'

گڑیا کی بات پر زوہیب اور رانیہ نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

زوہیب مسکراتے ہوئے فون کان سے لگائے ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

رانیہ بھی روشنی کو ساتھ لیے کچن میں گھس گئی۔

صحیح کہا نا امی میں نے؟

گڑیا اپنی ساس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

چچی جان کے پاس تو اب صلہ آ گئی ہے۔

exponovels

بلکہ اکیلی صلہ نہی' دو بیٹیاں آگئی ہیں آپ کی' صلہ اور روشنی۔

اب رانیہ کو ہمیں دے دیں آپ' ویسے بھی میرا دیور بیچارا سوکھ رہا ہے شادی کے انتظار میں۔

گڑیا کی بات پر سب نے ایک ساتھ قہقہ لگایا۔

ہاں بھئی سوچتی ہوں کچھ' کرتی ہوں بات احتسام سے۔

یونہی دیر رات تک سب گپیں لڑاتے رہے' لنچ، ڈنر سب نے یہی کیا آج۔

آخر کار گیارہ بجے سب اپنے اپنے گھروں کی طرف چل دیئے۔

صلہ ابھی تھکی ہاری اپنے کمرے میں آ کر بیٹھ گئی۔

احتسام شاید کہی باہر گیا ہوا تھا۔

روشنی صلہ کے کان کھاتے کھاتے آخر کار تھک کر سو گئی۔

صلہ کو نیند نہی آرہی تھی' عجیب سی بے چینی نے گھیر رکھا تھا اسے۔

اسے اپنے ماما، بابا کی کمی محسوس ہو رہی تھی شدت سے۔

آنکھوں سے آنسو پھر سے جھلک آئے تھے۔

وہ کھڑکی کے پاس کھڑی آنسو بہاتی رہی۔

تب ہی اچانک اس کے کانوں میں احتسام کی آواز پڑی۔

صلہ' احتسام نے آہستہ سے اسے پکارا۔

صلہ پلٹی تو احتسام دروازے کے پاس کھڑا تھا' ہاتھ کے اشارے سے صلہ کو باہر بلایا۔

صلہ جلدی سے آنسو پونچھ کر کمرے کی لائٹ بند کرتے ہوئے باہر نکل گئی۔

احتسام اسے چھت کی طرف جاتی سیڑھیوں پر کھڑا نظر آگیا۔

exponovels

صلہ بھی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی'احتسام نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

صلہ نے مسکراتے ہوئے احتسام کا ہاتھ تھام لیا'اور دونوں چھت کی طرف بڑھ گئے۔

چھت پر ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔

'احتسام صلہ کو ساتھ لیے لے چھت پر رکھے جھولے کی طرف بڑھ گیا۔

دونوں جھولے پر بیٹھ گئے۔

چاند کی چاندنی ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔

تیز ہوا سے صلہ کے بال اڑ کر بار بار اس کے چہرے کو چھو رہے تھے۔

وہ بار بار اپنے بال کانوں کے پیچھے سمیٹ رہی تھی۔

احتسام کو یہ منظر بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

''کاش ٹھہر جائے یہ رات'

تیری زلفوں کے سائے میں'

یہ ہوائیں بھی تیری دیوانی سی لگتی ہیں'

جو گزرتی ہیں یہ تجھے چھو کر۔

تو یہ منظر ان آنکھوں کو پیارا لگے،،

احتسام مدھم لہجے میں بولتا صلہ کے دل کی دھڑکن بڑھا گیا۔

صلہ نے مسکراتے ہوئے احتسام کے کندھے پر سر رکھ دیا۔

کیوں بلایا ہے آپ نے مجھے؟

اگر کسی نے دیکھ لیا تو کیا سوچے گا'صلہ احتسام کے کندھے پر سر ٹکائے بولی۔

exponovels

صلہ کا ہاتھ ابھی بھی احتسام کی گرفت میں تھا۔

احتسام مسکرا دیا'کوئی دیکھ بھی لے گا تو کچھ نہی کہے گا۔

بس یہی سوچے گا کہ احتسام اپنی بیوی کے ساتھ ہے۔

کون کیا سوچے گا اس کی پرواہ نہی ہے مجھے'میں اپنی بیوی کے ساتھ ہوں۔

ہر بات کا جواب ہوتا ہے آپ کے پاس صلہ مسکراتے ہوئے بولی۔

ہاں یہ تو ہے'احتسام بھی مسکرا دیا۔

صلہ اصل میں مجھے ایک ضروری بات کرنی تھی تم سے۔

دراصل بات یہ ہے کہ میں وہ جاب چھوڑ چکا ہوں۔

اس وقت میں جاب لیس ہوں۔

لیکن گھر میں یہ بات کسی کو نہی پتہ۔

میں یہ بات صرف تم سے شئیر کر رہا ہوں۔

تم بھی یہ بات اپنے تک ہی رکھنا۔

دو تین کمپنیز میں اپلائے کیا ہے میں نے'جلدی مل جائے گی جاب مجھے۔

لیکن ایک مسئلہ ہے'کل مجھے باس کی طرف سے ایک لیٹر آیا تھا'جس میں یہ لکھا تھا کہ میں ان کے آفس سے جاب نہی چھوڑ سکتا۔

کیونکہ میں نے پانچ لاکھ کا لان لیا ہوا ہے۔

اور کمپنی رولز کے مطابق جب تک میں اپنا لان ادا نا کر دوں۔

میں اس کمپنی کو نہی چھوڑ سکتا۔

exponovels

اگر میں نے ایسا کیا تو پولیس کیس بن سکتا ہے۔

اسی وجہ سے پریشان ہوں میں' سمجھ نہی آرہا کیا کروں۔

احتسام نے اپنی پریشانی صلہ کے ساتھ شئیر کر کے دل کا بوجھ ہلکا کیا۔

آپ کی پریشانی کا حل ہے میرے پاس' صلہ احتسام کے کندھے سے سر اٹھاتے ہوئے بولی۔

وہ کیا؟

احتسام نے حیرانگی سے صلہ کی طرف دیکھا۔

وہ یہ کہ جو پیسے باس نے آپ کو دیئے تھے' وہ میرے پیسے تھے۔

اور اس بات کا ثبوت ہے میرے پاس' کل صبح ہم آفس جائیں گے۔

اور سارا معاملہ کلئیر کر دیں گے۔

ثبوت مطلب؟

میں کچھ سمجھا نہی' اور وہ پیسے کہاں سے آئے تمہارے پاس؟

احتسام نظریں چرا گیا' مطلب اس نے کوٹھے کی کمائی سے اپنی بہن کی شادی کی۔

ڈونٹ وری!

آپ جیسا سمجھ رہے ہیں ویسا نہی ہے۔

وہ پیسے بابا نے مجھے جمع کروائے تھے' ان کی محنت کی کمائی کے پیسے تھے وہ'

وہ ہر مہینے بیس ہزار دیتے تھے مجھے' میری شادی کے لیے پیسے جوڑ رہے تھے وہ۔

صلہ اداس ہو گئی' میری شادی تو پتہ نہی کب ہوتی' یا پھر شاید ہوتی ہی نا۔

تو میں نے سوچا کیوں نا آپ کی تھوڑی مدد ہی کر دوں۔

exponovels

اس دن جب میں آپ کے گھر آئی تھی'تو آپ کی اور آنٹی کی ساری باتیں سن لی تھیں میں نے۔

اسی دن میں نے سوچ لیا کہ کسی طرح یہ پیسے آپ تک پہچانے ہو گے۔

پھر میں نے آپ کے آفس جانے کا سوچا'

آپ کو یاد ہو شاید جس دن آپ کو باس نے لان دینے کی اجازت دی تھی۔

اس دن صبح آپ کے آفس میں ایک برقعہ پوش عورت آئی تھی۔

احتسام نے ذہن پر زور ڈالا'ہاں مجھے یاد ہے۔

احتسام چونکا!

تو کیا وہ تم تھی؟

جی۔۔۔صلہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

احتسام کو یہ لڑکی مزید حیرتوں میں دھکیلتی جارہی تھی۔

اتفاق سے آپ کے باس کو میں بہت بار دیکھ چکی تھی کوٹھے پر۔

اور انہوں نے بھی مجھے پہچاننے میں دیر نہی لگائی۔

میں نے ان کے سامنے پانچ لاکھ کا چیک رکھ دیا۔

انہوں نے مسکراتے ہوئے چیک تھام لیا'اور بدلے میں کوٹھے پر آنے کی فرمائش کرڈالی۔

لیکن مجھے یہ نہی پتہ تھا کہ وہ آپ کو بھی ساتھ لے آئے گا۔

جب میں نے آپ کو وہاں دیکھا تو ایسے لگا جیسے وہاں آپ کے سوا اور کوئی ہے ہی نہی۔

مجھے آپ کی الجھن اور دکھ بھری آنکھوں کا سامنا کرنا بہت مشکل لگ رہا تھا۔

میرے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔

exponovels

ایسالگ رہاتھا' جیسے سب ختم ہو گیا ہو۔

ساری خواہشیں دم توڑ چکی تھیں۔

اور اس دن پہلی بار میں نے شراب کو ہاتھ لگایا۔

درد کی شدت برداشت سے باہر ہو چکی تھی' اب اس درد کو کم کرنے کے لیے کوئی دوا تو چاہیے تھی ناں۔

آپ وہاں سے چل پڑے' مجھے لگا میری زندگی ختم ہو رہی ہے۔

میری سانس ابھی رُک جائے گی۔

مگر جیسے ہی آپ نے میری طرف پلٹ کر دیکھا' تو ایسے لگا جیسے زندگی پھر سے جی اٹھی ہو۔

دل میں امید کی ایک نئی کرن جاگی۔

صلہ احتسام کے کندھے پر سر رکھے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر رہی تھی۔

احتسام نے صلہ کے گرد اپنے بازو پھیلا دیئے'

"میں تمہیں اکیلا کیسے چھوڑ سکتا تھا' نرمی سے صلہ کے ماتھے کو چھوا۔

جو ہونا تھا وہ ہو چکا' سب بھول جاو۔

اب زندگی میں بس خوشیاں ہی تمہاری منتظر ہیں۔

"میں وعدہ کرتا ہوں اپنی آخری سانس تک تمہارا ساتھ نبھاوں گا،،

صلہ سر احتسام کے سینے پر رکھ کر آنکھیں بند کر گئی۔

کچھ دیر تک دونوں یونہی بیٹھے رہے' احتسام نے صلہ کو پکارا مگر صلہ کچھ نہی بولی۔

احتسام نے صلہ کا گال تھپتپایا تو وہ سو چکی تھی۔

احتسام کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ احتسام نے صلہ کو بازوں میں اٹھایا اور نیچے کی طرف بڑھ گیا۔

exponovels

کمرے کا دروازہ کھولا' اور بنا لائٹ آن کیے کمرے میں داخل ہو گیا۔

صلہ کو بیڈ پر لٹا کر اس پر چادر اوڑھا دی۔

صلہ کے ماتھے پر ہونٹ رکھ کر مسکراتے ہوئے کمرے کا دروازہ بند کیے باہر نکل گیا۔

صلہ گہری نیند میں تھی' ایسے لگ رہا تھا جیسے کئی راتوں سے سو نا سکی ہوں۔

آج جیسے سکون سا مل گیا ہو اسے' احتشام مسکراتے ہوئے سونے کے لیے لیٹ گیا۔

صبح صلہ کی آنکھ کھلی تو خود کو بستر پر دیکھ کر حیران رہ گئی۔

اسے یاد آیا کہ وہ رات کو احتشام کے پاس تھی' شاید وہیں سو گئی تھی۔

تو پھر میں کمرے میں کیسے آئی' سوچ کر ہی صلہ کے گال چمک اٹھے۔

وہ اٹھ کر وضو کرنے چلی گئی' روشنی بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ گئی۔

صلہ نے نماز پڑھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔

اللہ کی بہت شکر گزار تھی وہ کہ اللہ نے اسے احتشام کی صورت میں محبت کرنے والا شوہر عطا کیا۔

روشنی نے بھی نماز پڑھی' اور دل سے صلہ کی خوشیوں کی دعا مانگی۔

روشنی نے نماز پڑھ لی تو دونوں کمرے سے باہر نکل گئیں۔

رانیہ امی کے ساتھ کچن میں ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔

روشنی اور صلہ دونوں سلام کرتے ہوئے کچن میں داخل ہوئیں۔

احتشام کی امی نے باری باری دونوں کا ماتھا چوما۔

احتشام بھی ابھی ابھی مسجد سے واپس آیا' سب کی کچن سے آتی آوازیں سن کر کچن میں ہی آ گیا۔

وائٹ شلوار قمیض پہنے' وہ مسکراتے ہوئے گھر میں داخل ہوا۔

exponovels

اسلام و علیکم!

مسکراتے ہوئے سب کو مشترکہ سلام کیا۔جب کہ نظریں صلہ پر ہی جمی تھیں۔

صلہ شرما کر نظریں جھکا گئی'رات والی اپنی حرکت سوچ کر وہ احتشام سے نظریں نہی ملا پا رہی تھی۔

احتشام مسکراتے ہوئے کچن سے باہر آ گیا۔

پھر واپس پلٹا'

صلہ میرے کپڑے نکال دو آفس کے لیے پلیز!

احتشام کی بات پر صلہ نے چونک کر سب کی طرف دیکھا۔

ہاں بیٹا جاو نکال دو کپڑے احتشام کو'احتشام کی امی مسکراتے ہوئے بولیں۔

پہلے تو آپ اپنے کپڑے خود ہی نکال لیتے تھے بھائی!

بھابی کو آئے ابھی ایک رات ہی ہوئی ہو'اور امی دیکھ رہی ہیں آپ۔

ابھی سے بھائی نے حکم چلانے شروع کر دیئے بھابی پر'رانیہ کہاں چپ رہنے والی تھی۔

تم چپ رہو'اور آملیٹ پر دھیان دو جل رہا ہے۔

امی نے رانیہ کو ڈانٹا تو احتشام ہنسنے لگا۔

رانیہ نے غصے سے احتشام کی طرف دیکھا۔

احتشام صلہ کو ساتھ لیے کچن سے باہر نکل گیا۔

روشنی رانیہ کی مدد کروانے لگی'بہت منع کیا رانیہ نے اسے مگر روشنی پر کوئی اثر نہی پڑا۔

صلہ نے احتشام کے کپڑے نکال دیئے'وہ ایک کر کے ساری شرٹس احتشام کو دکھا رہی تھی۔

احتشام سر نفی میں ہلا دیتا'وہ جان بوجھ کر صلہ کو تنگ کر رہا تھا۔

صلہ نے حیرانگی سے احتسام کی طرف دیکھا۔

احتسام میں ساری شرٹس نکال چکی ہوں'

تو میں کیا کروں'جو شرٹ مجھے چاہیے وہ تو نہی دکھائی تم نے۔

ڈھونڈ کر دو مجھے احتسام ڈھٹائی سے بیڈ پر لیٹ گیا۔

دوسرے کمرے کی چابی دیں مجھے'شاید اس کمرے کی الماری میں رکھی ہو آپ کی شرٹ۔

صلہ کی بات پر احتسام چونک کر اٹھ بیٹھا'کونسا کمرہ؟

احتسام گھبراتے ہوئے بولا'

یہ ساتھ والے کمرے کی بات کر رہی ہوں میں'یہ کمرہ بھی تو آپ کا ہے۔

تو ہو سکتا ہے وہاں پر ہو آپ کی شرٹ جو آپ ڈھونڈ رہے ہیں۔

نہی وہاں کوئی شرٹ نہی ہے'میں تو بس ایسے ہی تنگ کر رہا تھا تمہیں۔

لاو ان میں سے کوئی بھی شرٹ دے دو مجھے'

صلہ نے احتسام کے لہجے میں گھبراہٹ اور اس کے چہرے کا بدلتا رنگ واضح محسوس کیا۔

لیکن احتسام کے سامنے اس نے ظاہر نہی کیا۔

مسکراتے ہوئے بلیو شرٹ اور بلیو جینز احتسام کی طرف بڑھا دی۔

احتسام کپڑے صلہ کے ہاتھ سے پکڑتے ہوئے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

وہ صلہ سے نظریں نہی ملا پا رہا تھا۔

صلہ سمجھ گئی'کچھ تو ہے اس کمرے میں جو احتسام سب سے چھپا رہا ہے۔

صلہ ساری شرٹس دوبارہ الماری میں سیٹ کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔

exponovels

احتسام تھوڑی دیر بعد تیار ہو کر نیچے آ گیا۔

مسکراتے ہوئے صلہ کی طرف دیکھا' صلہ بھی مسکرا دی۔

سب نے ایک ساتھ ناشتہ کیا'

صلہ میرے ساتھ چلنا ہو گا تمہیں' وہ امی دراصل صلہ نے جن سے مکان لے رکھا تھا۔

ان کی طرف کچھ پیسے رہتے ہیں صلہ کے' اور چابی بھی واپس کرنی ہے ان کو۔

تو ایسے میں صلہ کا ساتھ جانا بہت ضروری ہے۔

ہاں کوئی بات نہی' جاو صلہ بیٹا تیار ہو جاو۔

صلہ سر ہلاتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے باہر آ گئی۔

صلہ آئی تو احتسام اس کو ساتھ لیے خدا حافظ کہتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

احتسام نے گاڑی باہر نکالی' اور صلہ کے پرانے گھر کی طرف موڑ دی۔

مالک مکان کو ساری صورتحال بتائی' اور ان کو چابی واپس کر دی گھر کی۔

کچھ مہینوں تک ایڈوانس واپس کرنے کا بول دیا مالک مکان نے۔

مالک مکان کا گھر کچھ فاصلے پر تھا صلہ کے گھر سے'

صلہ پرانے گھر کے پاس ہی کھڑی تھی' سوچوں میں ڈوبی۔

بہت سی یادیں جڑیں تھیں اس گھر سے مگر اب یہ گھر چھوڑنا' صلہ بہت دکھی ہو رہی تھی۔

احتسام کی نظر دور کھڑی صلہ پڑ پڑی' تو وہ مالک مکان کو خدا حافظ کہتے ہوئے صلہ کی طرف بڑا۔

چلیں' احتسام صلہ کے پاس آ رکا۔

exponovels

صلہ احتسام کی طرف دیکھ کر مسکرا دی'اور دونوں گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔

احتسام نے گاڑی آفس کے باہر روک دی'اور صلہ کو ساتھ لیے آفس میں داخل ہوا۔

سب نے حیران کن نظروں سے احتسام اور صلہ کو ساتھ آتے ہوئے دیکھا۔

احتسام صلہ کو ساتھ لیے آفس میں داخل ہو گیا۔

سیکرٹری چلاتی رہی سر آپ ایسے اندر نہی جاسکتے۔

مگر احتسام نے اس کی ایک بات نہی سنی'اور آفس میں داخل ہو گیا۔

باس نے حیرانگی سے احتسام کی طرف دیکھا'اور پھر صلہ پر نظر پڑی تو ایک کڑوی مسکراہٹ اچھالی احتسام کی طرف۔

ارے ارے آئیں جناب تشریف رکھیئے!

باس نخوست سے دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرادیا۔

ہم یہاں بیٹھنے نہی آئے'احتسام نے لیٹر باس کے سامنے ٹیبل پر پھینکا۔

یہ کیا بد تمیزی ہے احتسام؟

باس غصے سے چلایا'

یہی تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا بد تمیزی ہے یہ!

احتسام دونوں ہاتھ ٹیبل پر ٹکائے باس کی طرف جھکتے ہوئے بولا۔

یہ بد تمیزی نہی ہے مسٹر احتسام'تم نے معاہدہ کیا تھا میرے ساتھ پانچ لاکھ لان لیا ہے۔

اور کمپنی رولز کے مطابق جب تک تم پانچ لاکھ واپس نہی کر دیتے'تب تک ریزائن نہی کر سکتے۔

سہی کہا آپ نے یہ کمپنی رولز ہیں'مگر یہ رولز مجھ پر تب لاگو ہوتے ہیں۔

exponovels

جب یہ پیسے مجھے کمپنی نے دیئے ہو' امید ہے میری بات آپ سمجھ گئے ہو گے سر!

احتسام کا اشارہ صلہ کی طرف تھا۔

اور باس نے احتسام کا اشارہ سمجھ لیا۔

وہ پیسے تمہیں کمپنی نے ہی دیئے تھے' باس ڈھٹائی سے بولا۔

صلہ نے اپنے فون احتسام کو دیا' احتسام نے آڈیو پلے کی۔

جی جی میں نے دے دیا ہے میڈم صلہ آپ کا دیا ہوا پانچ لاکھ احتسام کو۔

"شک تو نہی ہوا احتسام کو"

یہ صلہ کی آواز تھی۔

نہی نہی کوئی شک نہی ہوا احتسام کو آپ بے فکر ہو جائیں' یہ باس کی آواز تھی۔

اور کوئی کام میرے لائق؟

باس نخوست سے بولا'

مگر صلہ نے اس کی بات کا جواب دیئے بغیر ہی کال کاٹ دی۔

باس کے چہرے کے رنگ بدلے'

اب کیا خیال ہے آپ کا سر؟

احتسام مسکراتے ہوئے بولا۔

"سوچ سمجھ کر بولئے گا پولیس کیس بن سکتا ہے' اور یہ بھی سوچ لیں جب آپ کی فیملی کو پتہ چلے گا کہ آپ کو ٹھوں پر جاتے ہیں۔

تو کیا بیتے گی ان پر،،

کیا چاہتے ہو تم؟

باس نہایت غصے میں بولا'

احتسام نے ریزائیننگ لیٹر باس کی طرف بڑھایا۔

اس پر سائن کر دیں'اور میری پچھلے منتھ کی سیلری کا چیک بنا دیں۔

احتسام صلہ کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا'بدلے میں صلہ بھی مسکرا دی۔

باس نے ایک نظر ان دونوں کے مسکراتے چہروں پر ڈالی۔

غصے سے پین اٹھا کر سائن کر دیئے'اور چیک پھاڑ کر اس پر بھی سائن کر کے احتسام کی طرف بڑھا دیا۔

احتسام نے مسکراتے ہوئے چیک تھام لیا'تھینک یو سر!

دونوں مسکراتے ہوئے آفس سے باہر نکل آئے۔

چلیں؟

احتسام گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے بولا'

کہاں؟

صلہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا'

اپنے گھر۔۔۔اور کہاں احتسام نے مسکراتے ہوئے گاڑی گھر کی طرف بڑھا دی۔

صلہ مسکرا دی۔

احتسام مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔

میں یہ بات نکاح سے پہلے ہی آپ سے کرنا چاہتی تھی مگر موقع ہی نہی ملا۔

ہاں بتاؤ ناں'کیا بات کرنی ہے۔

exponovels

احتسام وہ دراصل میں صلہ '

صلہ ابھی بولنے ہی لگی تھی کہ احتسام کا فون۔ بجنے لگا۔

احتسام نے گاڑی سائیڈ پر روک دی 'اور فون کان سے لگالیا۔

فون پر بات کرتے ہوئے احتسام بہت خوش لگ رہا تھا۔

فون بند کر کے احتسام صلہ کی طرف مڑا۔

جاب انٹرویو کے لیے کال تھی 'ابھی جانا ہے مجھے۔

میں گھر ڈراپ کر دوں تمہیں پھر چلتا ہوں۔

صلہ مسکرادی 'مبارک ہو۔

احتسام بھی مسکرادیا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔

تم بہت لکی ہو میرے لیے صلہ '

پچھلے ایک ماہ سے میں جاب کے لیے خوار ہو رہا تھا۔

اور دیکھو تمہارے میرے زندگی میں آنے سے جاب مل گئی مجھے۔

احتسام کی بات پر صلہ کھکھلا کر ہنس دی 'احتسام بھی مسکرادیا۔

ایسے ہی ہنستی رہا کرو اچھی لگتی ہو 'احتسام گھر کے باہر گاڑی پارک کرتے ہوئے بولا۔

گھر آ کر بات کرتا ہوں 'احتسام صلہ کا گال تھپتپاتے ہوئے بولا۔

صلہ مسکراتے ہوئے گاڑی سے باہر نکل گئی۔

احتسام نے ہارن دیا تو رانیہ نے دروازہ کھول دیا۔

صلہ اندر چلی گئی 'تو احتسام نے گاڑی آگے بڑھادی۔

exponovels

احتسام کا انٹرویو بہت اچھا ہو گیا' جاب مل گئی اسے۔

اس کی زندگی بہت مصروف ہو گئی تھی۔ اس جاب میں ٹائمنگ صبح نو سے رات دس بجے تک تھی۔

سیلری پیکیج اچھا تھا' بس یہی وجہ تھی احتسام نے اس جاب سے انکار نا کر سکا۔

گھر پہنچتے پہنچتے گیارہ بج جاتے احتسام کو' جب گھر آتا تب سب سو چکے ہوتے۔

صبح بھی بس مختصر سی بات ہوتی سب سے پھر سے وہی روٹین۔

دن اسی طرح گزرتے گئے' یہاں کہ احتسام اور صلہ کی مہندی کا دن آ گیا۔

احتسام وائٹ شلوار قمیض پہنے بہت اچھا لگ رہا تھا۔

صلہ نے بھی وائٹ شلوار قمیض اور ساتھ چنری لے رکھی تھی۔

پھولوں سے بنے زیورات اور ہلکا سا میک اپ' احتسام کو اپنی نظریں ہٹانا مشکل ہو رہا تھا صلہ کے چہرے سے۔

سب کی نظریں اس خوبصورت جوڑی پر ہی ٹکی تھیں۔

رانیہ اور زوہیب کا آج شام نکاح کر دیا گیا' رخصتی تین ماہ بعد رکھی گئی۔

اب تو زوہیب کو پورا حق مل چکا تھا رانیہ کو تنگ کرنے کا۔

رانیہ زوہیب سے چھپتی چھپاتی چھت پر جا بیٹھی' مہندی کا فنکشن ختم ہو چکا تھا۔

ابھی ابھی سب گھر پہنچے تھے تھکے ہارے۔

صلہ اپنے کمرے میں چلی گئی' بہت تھک چکی تھی وہ۔

کچھ دیر تک سب اپنے گھر واپس چلے گئے۔

رات کافی ہو چکی تھی' سب سو چکے تھے۔

صلہ احتسام کے کمرے کی طرف بڑھی' دروازہ ناک کیا۔

exponovels

احتسام نے دروازہ کھولا تو سامنے صلہ کو دیکھ کر مسکرا دیا۔

بیوی کو کب سے ضرورت پڑنے لگی کہ شوہر کے کمرے میں آنے سے پہلے اجازت مانگنی پڑے۔

صلہ مسکرا دی 'میں نے سوچا اگر آپ جاگ رہے ہوئے تو دروازہ کھول دیں گے۔

اور اگر سو رہے ہو گے تو نہی کھولیں گے۔

ویسے اتنی رات کو میرے کمرے میں آنے کی کیا ضرورت پڑ گئی جناب کو۔

احتسام دونوں بازو سینے پر باندھے بولا۔

مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے ابھی!

ہاں ہاں آو اندر بیٹھ کر آرام سے بات کرتے ہیں 'احتسام دروازے سے پیچھے ہٹا۔

نہی یہاں نہی'

صلہ جلدی سے بول پڑی'

کیوں۔۔۔؟

مجھ پر اعتبار نہی کیا 'کوئی شک ہے؟

احتسام شرارت والے انداز میں بولا۔

صلہ مسکرا دی 'ایسی کوئی بات نہی۔

ہم چھت پر چلتے ہیں۔

تو ٹھیک ہے چلتے ہیں 'احتسام کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے صلہ کا ہاتھ تھامے اوپر کی طرف بڑھا۔

پوری چھت لائیٹوں سے جگمگا رہی تھی 'احتسام مسکراتے ہوئے جھولے پر بیٹھ گیا۔

صلہ بھی مسکراتے اس کے پاس بیٹھ گئی'

exponovels

ہاں جی!

تو اب بتائیں کیا بات کرنی ہے۔

صلہ نے اپنے تیز ہوتی دھڑکن کو محسوس کیا۔

آنکھیں بند کی۔

ایک لمبی سانس لی'اور بولنا شروع کیا۔

احتسام آپ یہ تو جانتے ہی ہیں کہ ""میرا اصل نام صلہ نہی رامین ہے"""""

میرے نام سے تو واقف ہیں آپ' مگر میں رامین سے صلہ کیسے بنی یہ جاننا بہت ضروری ہے آپ کے لیے۔

میری زندگی کے ایسے بہت سے راز ہیں جن سے آپ واقف نہی ہیں۔

آج میں وہ سارے راز آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔

" آج سے تین سال پہلے میری شادی ہوئی بہت دھوم سے ایک بہت ہی امیر گھرانے میں۔

ملک اظہر کے ساتھ جو میری زندگی کا دردناک حصہ تھا۔

میرا تعلق ایک مڈل کلاس فیملی سے تھا۔

مڈل کلاس بھی نہی' بہت غریب خاندان تھا ہمارا۔

ہمارا خاندان تین افراد پر مشتمل تھا۔

ابا، اماں اور میں ان کی اکلوتی بیٹی "رامین صدیق احمد"

یہ تھی ہماری چھوٹی سی فیملی'

تین کمروں والے کچے بنے کرایے کرایے کے گھر میں زندگی گزار رہے تھے ہم۔

گھر میں کمانے والے بس ابا ہی تھے۔

exponovels

میٹرک کرنے کے بعد میں نے ابا سے سکول نوکری کی اجازت مانگی' مگر ابا نہی مانے۔

میں گھر میں اماں کے ساتھ کپڑے سلائی کرنے لگی'

مگر اماں کی طبیعت دن بدن بگڑتی چلی گئی۔

گھر کے اخراجات، اماں کی دوائیوں کا خرچہ، اور مکان کا کرایہ، بل وغیرہ۔

ابا کے لیے اکیلے یہ سب سنبھالنا مشکل ہوتا چلا گیا۔

ابا ایک فیکٹری میں جاب کرتے تھے' تنخواہ بہت کم تھی۔

اخراجات ہماری سوچ سے بھی زیادہ بڑھ کر تھے۔

فیکٹری سے بھی قرض لے لے کر ابا مقروض ہو چکے تھے۔

آخر کار ابا نے مجھے سکول میں نوکری کی اجازت دے دی۔

ابا کو دوپہر کا کھانا فیکٹری پہنچانا میری روز کی زمہ داری تھی۔

ایک دن میں ابا کے لیے کھانا لے کر پہنچی تو ملک اظہر سے میرا ٹکراو ہو گیا۔

اور یہی میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہوئی مجھ سے۔

ملک اظہر کا فون ٹوٹ گیا' اور وہ میرے گھر تک پہنچ گیا۔

اس کا فون ٹھیک کروا کر اس کو واپس کر دیا۔

مگر نہی کہانی یہیں ختم نہی ہوئی' اصل حقیقت تو کچھ اور تھی۔

وہ میری زندگی میں دخل اندازی چاہتا تھا۔

مجھے نہی پتہ کب کیا ہوا' کیسے وہ ابا سے ملا۔

کب اپنے گھر والوں کو لے کر آ گیا۔

exponovels

ایک دن میں سکول سے واپس آئی تو اماں نے میرے سر پر چادر اوڑھا کر بٹھا دیا۔

اور میرا نکاح ملک اظہر سے پڑھوا دیا گیا۔

مجھ سے میری مرضی کسی نے نہی پوچھی۔

اور میں نے بتا بھی نہی سکی' کیونکہ اچھی بیٹی وہی ہوتی ہے۔

جو ماں، باپ کے فیصلوں کو بنا چوں چراں کیے قبول کر لیں۔

میں بھی ان ہی بیٹیوں میں سے تھی' ماں باپ کی عزت کا سوال تھا۔

اور میری وجہ سے ان کی تربیت پر انگلی اٹھے' یہ نہی کر سکتی تھی میں۔

میں نے بنا کوئی سوال کیے چپ چاپ نکاح نامے پر سائن کر دیئے۔

سب اچھا ہی چل رہا تھا۔

ایک ہفتے بعد میری رخصتی تھی۔

رخصتی کے بعد میں اپنے سسرال چلی گئی۔

شروع شروع میں سب ٹھیک چلتا رہا۔

اظہر بہت خیال رکھتے میرا،

بہت محبت کرنے والے اور کیئرنگ شوہر ثابت ہوئے اظہر۔

بلکل ویسے ہی جیسا شوہر ہر لڑکی چاہتی ہے۔

ہینڈسم، امیر اور کیئرنگ پرسن'

اظہر بھی ایسے ہی تھے'

مگر بس چند ماہ تک!

exponovels

شادی سے تین ماہ بعد ہی اظہر کی اصلیت سامنے آنا شروع ہو گئی۔

بات پر گھر میں جھگڑنا شروع ہو جاتے' کبھی ملازموں پر برس پڑتے تو کبھی اپنی مام سے جھگڑا۔

چھوٹی چھوٹی باتوں کو رائے کا پہاڑ بنا دیتے۔

لیکن میرے ساتھ ابھی تک کوئی لڑائی جھگڑا نہی ہوا تھا ان کا۔

مگر یہ میری غلط فہمی تھی'

ایک رات میں نے ان کو چھت پر شراب پیتے دیکھا' اور ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی۔

اس لڑکی کا بیہودہ لباس' اور ان دونوں کے درمیان قربت۔

وہ لمحے بہت دردناک تھے میرے لیے' اور وہ رات قیامت بن کر گزری مجھ پر۔

محبت کے بڑے بڑے دعوے کرنے والا بے وفا نکلا۔

وہ رات روتے ہوئے گزاری میں نے'

اس کے بعد ہر رات یہی ہوتا' وہ کبھی رات دیر سے آتے گھر۔

یا پھر کئی دفعہ تو پوری رات ہی گھر نہی آتے۔

جب میں نے اپنے حق کے لیے آواز اٹھانی چاہی تو مجھے یہ کہہ کر چپ کروا دیا گیا۔

"میں عورت ہوں' مجھے سب کچھ برداشت کرنا پڑے گا،،

شوہر کی بے وفائی بھی!

میں نے اظہر کی ماما سے بات کی' تو وہ مسکرا دیں۔

اور مسکراتے ہوئے بولیں' یہ سب تو چلتا رہتا ہے۔

ہماری سوسائٹی میں یہ سب عام ہے' شراب پینا، لڑکیوں سے تعلق رکھنا یہ سب کوئی بڑی بات تو نہی۔

exponovels

تم بھی باہر نکلو گھر سے'فرینڈز بناو۔

تمہیں کوئی نہی ٹوکے گا'اگر اظہر نے کوئی دخل اندازی کی تو دوٹوک جواب دے دینا اسے۔

کہہ دینا اس سے کہ جب تم دوست بنا سکتے ہو تو میں کیوں نہی۔

لیکن میں جانتی ہوں تم ایسا نہی کر سکتی'کیونکہ تمہاری پرورش ایسے ماحول میں نہی ہوئی۔

تم جس معاشرے میں پلی بڑھی ہو'وہاں عورتوں کو صبر کا درس دیا جاتا ہے۔

اسی لیے تم بھی صبر کرو'اور اگر نہی کر سکتی صبر تو اپنے حق کے لیے آواز اٹھاو۔

کیا ہو گا اس سے'اظہر تو نہی بدلے گا'

بلکہ تم اپنے لیے خود ہی پریشانیاں پیدا کر لو گی۔

تو بہتر یہی ہے کہ وہ جو کر رہا ہے اسے کرنے دو۔

اور تم صبر کے ساتھ اپنی زندگی گزارو'شاید ایک دن اظہر کو احساس ہو جائے اپنی غلطی کا۔

ہم عورتوں کو ہی برداشت کرنا پڑتا ہے سب کچھ'مردوں کو کوئی فرق نہی پڑتا۔

جب تم سے شادی کی بات کی اظہر نے'تو میں سمجھی شاید سچ میں محبت کرنے لگا ہے وہ تم سے۔

مگر نہی میری سوچ غلط تھی'اس نے تو بس کسی سے شرط لگا رکھی تھی۔

کہ رامین سے شادی کرے گا'وہ شرط جیت گیا۔

مگر محبت ہار گیا'بے نام محبت تھی اس کی۔

کس کے ساتھ شرط لگائی تھی اظہر نے'میں نے اظہر کی امی سے پوچھا۔

وہ چپ ہو گئیں'

گہری سوچ میں پڑ گئیں۔

تھا ایک بہت اچھا انسان' میرے بیٹے سے بڑھ کر تھا وہ۔

جس کی تم محبت تھی'

جس سے چھین کر تمہیں اپنی زندگی میں شامل کیا اظہر نے۔

میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی' بے ساختہ میرے منہ سے ایک نام آزاد ہوا۔

پرنس"

اس نام پر وہ چونکی!

تم جانتی ہو پرنس کو' وہ حیران ہوئیں۔

وہ اب بہت دور جا چکا ہے' سب کچھ اظہر کی وجہ سے ہوا ہے۔

اس بات کے لیے میں اظہر کو کبھی معاف نہی کروں گی' ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

وہ آنسو پونچھتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئیں۔

اس دن مجھے یاد آیا' پرنس کی کہی ایک ایک بات سچ تھی۔

اظہر کے بارے میں اس نے جو کچھ بتایا سب درست تھا۔

آنٹی تو کمرے سے چلی گئیں' مگر میری زندگی میں پرنس نام کا چیپٹر پھر سے کھل گیا۔

تو کیا اظہر اور پرنس دونوں جانتے تھے ایک دوسرے تھے۔

اب آپ یہ سوچ رہے ہو گے کہ "پرنس کون تھا۔

"پرنس ایک نام تھا بھروسے کا' محبت کا۔

وہ میری زندگی میں آنے والا پہلا شخص تھا' جس نے میری عزت کی حفاظت کی۔

مجھے ڈرپوک سے نڈر بنانے کی خواہش کی۔

exponovels

میرے نام کا مطلب سمجھایا مجھے '

بہت محبت کرتا تھا وہ مجھ سے '

اور میں بھی محبت کرتی تھی اس سے نہی 'بلکہ اس کی محبت سے محبت تھی مجھے۔

وہ محبت جو وہ مجھ سے کرتا تھا۔

مگر یہ بات میں نے کبھی اس کے سامنے ظاہر نہی ہونے دی۔

وہ رات کے اندھیرے میں میرے کمرے کی کھڑکی پھلانگ کر گھر میں داخل ہوتا تھا۔

اس کی یہ عادت مجھے ناگوار گزرتی 'مگر اس پر کوئی اثر نہی پڑتا تھا۔

چہرہ چھپا کر رکھتا تھا مجھ سے 'ناجانے کیوں۔

بس اس کی آنکھیں بولتی تھیں۔

ان آنکھوں میں ساری دنیا دیکھنی شروع کر دی میں نے '

مگر یہ بھول گئی کہ وہ ایک نامحرم ہے میرے لیے 'اور جس کی طلب ہمیں اللہ سے دور کر دے۔

اللہ اس چیز کو ہم سے دور کر دیتا ہے۔

مجھ سے شادی کی خواہش ظاہر کی اس نے 'تو میں نے اس سے کہا اپنے گھر والوں کو بھیج دے۔

اماں ابا سے میرا ہاتھ مانگ لے 'اگر وہ مان گئے تو مجھے کوئی اعتراض نہی۔

اور اس نے ایسا کیا بھی 'میری دوست ثوبیہ اس کے بھائی اسد کا دوست تھا وہ۔

ثوبیہ کے گھر والے اس کا رشتہ لے کر آئے 'مگر ابا نے کوئی جواب نہی دیا فی الوقت۔

مگر انکار بھی نہی کیا تھا ابا نے۔

وہ خود نہی آسکا 'اپنے گھر والوں کے ساتھ نہی لا سکا۔

exponovels

اس وقت وہ پریشانی میں تھا' مگر مجھے کھونا نہی چاہتا تھا۔

اسی لیے وقت ضائع کیے بغیر اسد کے گھر والوں کے زریعے رشتہ بھیج دیا۔

مگر قسمت کو تو کچھ اور ہی منظور تھا'

اس سے اگلے دن ہی میرا نکاح اظہر سے ہو گیا۔

اظہر نے میرے دل میں پرنس کے لیے نفرت بھرنا چاہی' مگر میرا دل اس کے خلاف نا جاسکا۔

میری مہندی کی رات آیا تھا وہ مجھ سے ملنے۔

مجھ سے کہہ رہا تھا میرے ساتھ چلو سب چھوڑ کر۔

اظہر سے نکاح میں ختم کروا دوں گا۔ مگر تمہیں برباد ہوتے ہوئے نہی دیکھ سکتا۔

میں نہی مانی' ایک طرف ماں باپ کی عزت تھی۔

دوسری طرف محبت تھی۔

مجھے محبت کو مارنا پڑا' میں نے اظہر کے اس پر لگائے الزام اس پر تھوپ دیا۔

وہ ٹوٹ چکا تھا میرے الزامات پر'

اسے نے کہا میں بے وفا ہوں۔

"تم بے وفا ہو رامین' اس کے الفاظ آج بھی میرے کانوں میں گونجتے ہیں۔

اس نے ہار نہی مانی' کہنے لگا اپنی آخری سانس تک محبت کرے گا مجھ سے۔

اس کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت نظر تو نہی آئی مجھے۔

مگر مجھ پر بے وفائی کا یقین کر لیا اس نے'

آنکھوں میں درد اور ٹوٹے ہوئے خواب لیے وہ وہاں سے چل پڑا۔

exponovels

اور دوبارہ پلٹ کر کبھی نہی دیکھا اس نے'

میری زندگی آگے تو بڑھ چکی تھی'مگر پرنس کو بھلا نا سکی میں۔

اس کی یاد میرے دل میں ہمیشہ بسی رہی۔

رامین کچھ پل خاموش ہو گئی'اس کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔

احتسام بس چپ چاپ رامین کی باتیں سن رہا تھا'سکتے کی سی کیفیت میں تھا وہ۔

رامین نے پھر سے بولنا شروع کیا'

آنٹی سے بات کرنے کے بعد اگلے دن میں اماں سے ملنے گئی۔

ان کے فون سے ثوبیہ کے گھر کا نمبر لے کر گھر آ گئی۔

گھر آ کر میں نے نمبر ڈائل کیا'بہت دیر تک نمبر ڈائل کرتی رہی۔

آخر کار فون اٹھا لیا گیا۔

فون اسد نے اٹھایا۔

مجھ سے ہمت نہی ہو رہی تھی بات کرنے کی۔

آخر کار میں ہمت کر کے بولی'اسد میں رامین"

کچھ دیر کے لیے فون میں خاموشی چھا گئی۔

کیسی ہو؟

چند پل گزرنے کے بعد اسد کی آواز میرے کانوں میں پڑی۔

میں ٹھیک ہوں'تم کیسے ہو۔

میں بھی ٹھیک ہو'اسد مختصر سا جواب دے کر خاموش ہو گیا۔

exponovels

اور پرنس؟

میرے منہ سے پرنس کا نام سن کر اسد نے قہقہ لگایا۔

رامین تمہیں یاد ہے اب تک پرنس' اسد نے جیسے میرا مزاق اڑایا۔

تو سنو!

اگر تم نے پرنس کی خیریت جاننے کے لیے فون کیا ہے تو بتا دوں میں تمہیں۔

وہ مر چکا ہے!

سنا تم نے رامین!

"پرنس مر چکا ہے،،

تم نے مار دیا اسے' جس رات وہ تم سے آخری بار ملا تھا ناں۔

وہ رات اس کی زندگی کی آخری رات تھی۔

میں نے سر نفی میں ہلایا'

نہی ایسا نہی ہو سکتا' پرنس۔

پرنس کا نام میرے منہ سے ابھی نکلا ہی تھا کہ میرے ہاتھ سے فون کھینچ لیا کسی نے۔

جب میں پلٹی تو سامنے اظہر کھڑا تھا' اس نے فون کان سے لگا رکھا تھا۔

پتہ نہی اسد نے کیا کہا' اظہر نے فون دیوار میں دے مارا غصے سے۔

فون ٹوٹ کر بکھر گیا۔

میں ڈر کر پیچھے ہٹی' مگر اظہر کا رخ میری طرف تھا۔

اظہر نے ایک زور دار تھپڑ میرے منہ پر مارا۔

exponovels

میں کڑ کھڑاتی ہوئی زمین پر جا گری۔

اظہر کی جن آنکھوں میں کبھی محبت دیکھی تھی میں نے'ان آنکھوں میں آج نفرت ہی نفرت نظر آئی مجھے اپنے لیے۔

اظہر نے مجھے بالوں سے کھینچتے ہوئے اپنے سامنے لا کھڑا کیا۔

کس سے بات کر رہی تھی تم؟

اظہر کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔

میں نے پوچھا کس سے بات کر رہی تھی تم رامین'اظہر چلاتے ہوئے بولا۔

اظہر نے ایک اور تھپڑ لگایا میرے چہرے پر'میرا سر دیوار سے ٹکرایا۔

اور ماتھے سے خون بہنے لگا'مگر مجھے درد محسوس نہی ہو رہا تھا۔

مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے میں زندہ ہی نہی ہوں۔

میرے ذہن میں بس اسد کے الفاظ گونج رہے تھے"پرنس مر چکا ہے۔

میری سوئی بس اس نام پر اٹک کر رہ گئی۔

میرے ماتھے سے خون نکل رہا تھا'مگر اظہر نے کوئی پرواہ نہی کی۔

وہ پھر سے میری طرف بڑھا'میرا گلہ اس کے شکنجے میں تھا۔

میرا سانس گھٹ رہا تھا۔

"ہار کر بھی جیت گیا پرنس مجھ سے'تمہارے دل میں آج بھی پرنس ہی ہے۔

اظہر کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بول رہا تھا۔

میں زرا سا مسکرائی'

اظہر نے میرا سر دیوار میں دے مارا' اس کے بعد مجھے کوئی ہوش نہی رہا۔

جب میری آنکھ کھلی تو میرے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

اظہر کی ماما میرے پاس بیٹھی آنسو بہا رہی تھیں۔

جیسے ہی مجھے ہوش آیا وہ جلدی سے میری طرف بڑھیں۔

رامین تم ٹھیک ہو نا؟

بیٹا کیا ہو گیا یہ سب!

تم کیوں الجھی ہو اظہر سے' میں نے منع کیا تھا تمہیں۔

وہ بہت کچھ بول رہی تھیں' مگر میں نے آنکھیں بند کر لیں۔

دو دن تک میں ہاسپٹل میں داخل رہی'

پولیس نے میرا بیان لیا' میں نے کہا میرا سیڑھیوں سے پاوں پھسل گیا تھا۔

اظہر میرے سامنے نہی آیا' دو دن بعد مجھے گھر لے جایا گیا۔

میں سمجھی شاید اظہر شرمندہ ہے مجھ سے اسی لیے میرے سامنے نہی آ رہا۔

مگر ایسا کچھ نہی تھا۔

میں کمرے میں بیٹھی تھی' جب وہ کمرے میں داخل ہوا۔

صوفے پر بیٹھ کر شراب کا گلاس بھرتا اور پی جاتا۔

میں بیڈ پر بیٹھی سب دیکھ رہی تھی'

وہ پوری بوتل ختم کر چکا تھا"

اٹھ کر تیزی سے میری طرف بڑھا'

exponovels

رامین تم اس کو بھول کیوں نہی جاتی'

مر چکا ہے وہ' پھر بھی تم اس کی یاد دل میں بسائے بیٹھی ہو۔

اظہر کی آواز میں گھبراہٹ تھی۔

میں کچھ نہی بولی'

جانتی ہو رامین میں نے خود مارا تمہارے پرنس کو' اپنے ان ہاتھوں سے۔

دیکھو غور سے میرے ہاتھوں پر تمہیں پرنس کا خون نظر آئے گا۔

مرتے وقت بھی وہ تمہارا نام لے رہا تھا۔

کہہ رہا تھا رامین سے مر کر بھی محبت کرتا رہوں گا۔

وہ پاگل سا لگ رہا تھا' مجھے اپنے کانوں پر یقین نہی آ رہا تھا۔

نہی۔۔۔ایسا نہی ہو سکتا' اظہر یہ تم نے کیا کر دیا۔

"پرنس کو مار دیا تم نے'

اظہر ہنسنے لگا' تم روتی تھی نا اس کی یاد میں۔

کبھی چھت پر بیٹھ کر روتی تھی'

کبھی اپنے گھر جا کر اس کی یاد میں آنسو بہاتی تھی۔

اسی لیے مجھ سے برداشت نہی ہوتا تھا اس کا وجود۔

تو مار دیا میں نے اسے،،

میں سکتے کی حالت میں اظہر کی باتیں سُن رہی تھی۔

اس نے پرنس کو مار ڈالا' صرف اس لیے کہ میں اس کو یاد کرتی تھی۔

exponovels

یہ کیا کر دیا آپ نے؟

میں اظہر کا گریبان کھینچتے ہوئے چلائی۔

اظہر ہنسنے لگا' مجھ سے دور ہی رہو۔

ابھی تمہارے پرانے زخم نہی بھرے' اور درد سہہ نہی پاؤ گی۔

اظہر کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

میں نے اس کا گریبان چھوڑ دیا۔

اپنا بیگ اٹھایا چادر اوڑھی اور ایک نظر مسکراتے ہوئے اظہر پر ڈالی۔

مجھے کوئی شوق نہی ایک قاتل اور عیاش شخص کے ساتھ زندگی گزارنے کا۔

جا رہی ہوں میں' ہمیشہ کے لیے آپ کو آپ کی عیاشیاں مبارک ہو۔

میں کمرے سے باہر نکل گئی' اور وہ وہی بیٹھا ہنستا رہا۔

مجھے حیرانگی ہوئی اظہر نے مجھے روکا تک نہی۔

مگر جیسے ہی میں گیٹ پر پہنچی گیٹ کیپر نے گیٹ کھولنے سے انکار کر دیا۔

چھوٹے صاحب جی نے منع کیا ہے میڈم' آپ اکیلی گھر سے باہر نہی جا سکتی۔

میں غصے سے واپس کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

ارے تم واپس آ گئی' مجھے کمرے میں واپس آتے دیکھ اظہر نے قہقہ لگایا۔

میں غصے سے بیگ پھینکتے ہوئے صوفے پر جا بیٹھی۔

اظہر بھی میرے پاس آ کر بیٹھ گیا' غصے سے میرا جبڑا دبوچا۔

"اب پتہ چلا تمہیں کتنی تکلیف ہوتی ہے' جب کوئی آپ کے ساتھ بے وفائی کرے۔

exponovels

پتہ چلا کتنا درد ہوتا ہے مجھے جب میں تمہیں پرنس کے لیے روتے دیکھتا ہوں۔

تم میری مرضی کے بغیر نہی جا سکتی یہاں سے'یہ بات کان کھول کر سُن لو۔

اظہر کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی'آنکھیں بند ہو رہی تھیں اس کی۔

نشے میں جو تھا'اچانک سر کو تھامتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھا۔

اور اوندھے منہ لیٹ کر سو گیا۔

میں اتنا ڈر چکی تھی کہ اپنی جگہ سے ہل نہی پا رہی تھی۔

میرا شوہر ایک قاتل ہے'یہ بات مجھے پاگل کر رہی تھی۔

میری وجہ سے ایک بے گناہ انسان مارا گیا'یہ بات مجھے چین سے جینے نہی دے رہی تھی۔

اظہر کی بدتمیزیاں دن بہ دن بڑھتی چلی گئیں۔

مجھ پر ہاتھ اٹھانا عادت بن گئی ان کی'بات بات پر مجھے پرنس کے نام کا طعنہ دیا جاتا۔

پیٹا جاتا'مگر میں کبھی کسی کو نہی بتاتی تھی'اکیلے درد سہنے کی عادت سی ہو گئی۔

اظہر سارا دن گھر میں ہی رہتے'میں سمجھا سمجھا کر تھک گئی۔کہ فیکٹری چلے جایا کریں۔

سارا بوجھ ڈیڈ کے کندھوں پر تھا'مگر اظہر نے میری ایک نا سنی۔

الٹا بدلے میں مجھ پر شک کرنے لگے'کہنے لگے تم اس لیے مجھے گھر سے باہر نکالنا چاہتی ہو تاکہ پرنس کی یاد میں کھل کر آنسو بہا سکوں۔

اب مجبوراً مجھے چپ ہونا پڑ جاتا۔

آخر ایک دن میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا'اب مزید درد برداشت نہی کر سکتی تھی میں۔

میری ہمت ختم ہو چکی تھی۔

exponovels

"ہاں ہاں کرتی ہوں میں محبت پرنس سے' کرتی ہوں میں اس کو یاد'

نہی نکال سکتی میں اس کی یاد کو اپنے دل سے' جانتے ہو کیوں؟

کیونکہ میری روح میں بسا ہے وہ' اس کی محبت سچی تھی۔

تم نے چھینا ہے مجھے اس سے' اس کی روح کو چھینا ہے اس سے'

مجھے چھین تو لیا تم نے اس سے' مگر میری روح کو حاصل نہی کر سکے تم'

پتہ ہے تم کیوں خوش نہی ہو؟

میں بتاتی ہوں تمہیں' تم نے گناہ کیا ہے۔

بہت بڑا گناہ!

کسی سے اس کی زندگی' اس کی خوشیاں چھیننے والا خود کیسے سکون میں رہ سکتا ہے۔

"رامین میں نے تم سے سچی محبت کی ہے' کیسے یقین دلاوں تمہیں۔

اظہر میرا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بولا۔

نہی وہ محبت نہی تھی' ایک کھیل تھا آپ کے لیے۔

آپ نے مجھے حاصل کر لیا بس،،

"کاش آپ نے واقعی مجھ سے سچی محبت کی ہوتی'

میرا دل جیتنے کی کوشش کرتے'

مگر نہی آپ پر تو جیت کا نشہ چھایا ہوا تھا۔

صرف "پرنس کو نیچا دکھانے کے لیے آپ نے تین زندگیاں برباد کر دیں۔

اب اپنی بربادی کا مزہ چکھیں آپ' اور مجھے بھی میری بربادی پر کھل کر رونے دیں۔

exponovels

اظہر اسی وقت گھر سے باہر نکل گیا' اور میں چہرہ ہاتھوں میں چھپائے آنسو بہانے لگی۔

اس رات اظہر پوری رات گھر واپس نہی آیا۔

میری آنکھ لگ چکی تھی' جب میری آنکھ کھلی تو میں نے اظہر کو خود پر جھکا ہوا پایا۔

میں اظہر کو دھکا دیتے ہوئے اٹھ بیٹھی' ہاتھ مت لگانا مجھے۔

میں غصے سے بولی' اظہر ہوش میں نہی لگ رہا تھا مجھے۔

وہ پھر سے میری جانب بڑھا' میرا ہاتھ اٹھا اور اظہر ہوش میں آیا۔

رامین تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا' اپنے شوہر پر اظہر کو صدمہ لگا'

بس رامین اب مزید نہی' تم سے شادی میری زندگی کی سب سے بڑی بھول تھی۔

تم میری محبت کے لائق ہی نہی ہو'

سہی کہا تم نے میں بے وفا ہوں۔

ہاں میں ہوں بے وفا' تم چلی جاو یہاں سے ہمیشہ کے لیے۔

"میں اظہر ملک اپنے پورے ہوش و حواس میں رامین صدیق احمد تمہیں۔

طلاق دیتا ہوں'

طلاق دیتا ہوں'

طلاق دیتا ہوں'

ملک اظہر سے اپنی ہار برداشت نہی ہو سکی' وہ ایک بزدل مرد ثابت ہوا۔

بجائے اس کے کہ اپنے گناہوں کی تلافی کرتا' اور رامین کے دل میں اپن مقام بنانے کی کوشش کرتا۔

اس نے بے حس مرد ہونے کا ثبوت دے دیا" رامین کو طلاق دے کر۔

exponovels

میں صدمے کی حالت میں وہیں زمین پر بیٹھ گئی۔

میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو چکے تھے۔

مجھے نیچے بیٹھتے دیکھ اظہر ایک دم میری طرف بڑھا' مگر پھر واپس پلٹا۔

کرسی اٹھا کر غصے سے شیشے کی میز پر ماری' شیشہ چکنا چور ہو گیا۔

جو چیز راستے میں نظر آتی گئی توڑ پھوڑ کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

جب رو رو کر آنسو خشک ہو گئے تو میں وہاں سے اپنے گھر آگئی۔

اظہر کی امی نے رو رو کر برا حال کر لیا اپنا' مگر وہ اب مجھے روک نہی سکتی تھیں۔

ان کا بیٹا اب یہ حق چھین چکا تھا ان سے۔

میں نے گھر جا کر اماں، ابا کو کچھ نہی بتایا اس بارے میں۔

میں نے ان پر ظاہر ہی نہی ہونے دیا کہ کیا قیامت گزر چکی ہے مجھ پر۔

کبھی سوچا بھی نہی تھا میں نے اظہر کی محبت کا خاتمہ یوں ہو گا۔

مجھے رہ رہ کر وہ نکاح نے بعد کے دن یاد آنے لگے' جب اظہر کے لیے بہت اہم تھی میں۔

مگر جلدی ہی ہوش کی دنیا میں واپس لوٹ آئی میں۔

پھر سے وہی پرانا گھر، وہی کمرہ اور پرنس کی یادیں میری زندگی کا معمول بن گیا۔

ملک اظہر بس اب ایک نام رہ گیا میرے لیے' بس نفرت کا نام،،

مجھے گھر واپس آئے ایک مہینہ ہو چکا تھا' آخر کار اماں ابا کو میری فکر ہونے لگی۔

میں نے ان کے سامنے بہانہ بنا کر یہ کہہ دیا کہ اظہر کچھ مہینوں کے لیے ملک سے باہر گئے ہیں'

جب وہ واپس آجائیں گے تو میں چلی جاوں گی گھر۔

exponovels

For more visit (exponovels.com)

انہوں نے میری بات پر یقین کر لیا۔

گھر کے حالات ویسے ہی معمول پر آنے لگے' جیسے میری شادی سے پہلے تھے۔

ابا اب کسی اور فیکٹری میں نوکری کر رہے تھے' یہ سوچتے ہوئے کہ بیٹی کا سسرال ہے۔

اماں کی طبیعت دن بدن خراب ہوتی جا رہی تھی' ڈاکٹرز نے بہت مہنگے ٹیسٹ لکھ دیئے۔

اتنے مہنگے ٹیسٹ کیسے کرواتے ابا'

آخر کار ایک دن ابا نے مجھ سے اظہر سے بات کرنے کو کہا۔

اماں کے ٹیسٹ کے لیے رقم مانگنے کو کہا۔

اب مزید جھوٹ بولنے کی ہمت نہی رہی مجھ میں'

میں نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے اماں ابا کو بتا دیا کہ اظہر مجھے طلاق دے چکا ہے۔

اور خود پر بیتی ساری کہانی سُنا دی۔

اماں، ابا پر یہ خبر کسی قیامت کی طرح گزری۔

اماں تو پہلے ہی بیمار تھیں' اب تو ابا بھی بیمار رہنے لگے۔

ان کو پچھتاوا ہونے لگا اپنی غلطی پر'

دولت کی چمک دیکھ کر' اور دولت مند جوائی کی خواہش میں اپنی بیٹی کی زندگی برباد کر دی انہوں نے'

یہ بات ان دونوں کو اندر ہی اندر کھانے لگی۔

مجبوراً ایک بار پھر مجھے گھر سے باہر قدم نکالنا پڑا۔

نوکری کی تلاش میں ماری ماری پھرتی رہی' مگر میٹرک پاس کو کوئی نوکری دینے کو تیار نہی تھا۔

ثوبیہ کے گھر جانے کا سوچا میں نے ایک بار مگر ہمت ہی نہی کر پائی۔

exponovels

پھر ایک دن امی نے مجھے بتایا کہ وہ لوگ یہاں سے چلے گئے ہیں۔

ثوبیہ آئی تھی جانے سے پہلے 'بہت اداس لگ رہی تھی۔

تھک ہار کر میں نے پھر سے کپڑے سلائی کرنے شروع کر دیئے۔

اماں کی طبیعت بگڑتی چلی گئی۔

آخر کار میں نے قرضہ لینے کا سوچا 'اماں کے ٹیسٹ بہت ضروری ہو چکے تھے۔

آخر کار مجھے ایک عورت مل ہی گئی 'جو آسان اقساط پر ضرورت مندوں کو قرضہ فراہم کرتی تھی۔

بہ مشکل اس نے مجھے بیس ہزار قرضہ دے ہی دیا 'بہت منتوں اور سفارشوں کے ساتھ۔

پہلی فرصت میں ہی اماں کو لے کر ہاسپٹل پہنچی 'ٹیسٹ کروائے۔

چند دن بعد ٹیسٹ کی جو رپورٹس آئیں وہ ابا اور میرے لیے کسی قیامت سے کم نہی تھیں۔

اماں کو برین ٹیومر ہو چکا تھا'

یہ بات ہم نے ان کو نہی بتائی 'ڈاکٹر نے منع کر دیا تھا بتانے سے۔

ابھی بھی ان کا علاج ہو سکتا تھا 'ڈاکٹرز نے ہمیں تسلی دی۔

مگر علاج کے لیے اتنی بڑی رقم کہاں سے آتی۔

آخر کار میں پھر سے اس قرضہ دینے والی عورت کے پاس پہنچی۔

اس نے اتنی بڑی رقم دینے سے انکار دیا'

میں مسلسل اس کے پاس جاتی 'کہ شاید اس کا دل پھگل جائے۔

آخر ایک دن اس نے میری بات سن ہی لی 'جب سب عورتیں چلی گئیں تو اس نے مجھے اندر بلایا۔

دیکھو لڑکی 'تم جو مجھے کہہ رہی ہو 'وہ تو ناممکن ہے میرے لیے۔

exponovels

البتہ ایک دوسرا راستہ ہے میرے پاس!

آپ بتائیں مجھے کیا کرنا ہو گا' مجھے اماں کے علاج کے لیے پیسے چاہیے بس۔

وہ دوسرا راستہ تھوڑا مشکل ہے' مگر اگر تم ہمت کرو تو کر سکتی ہو۔

میری ایک دوست ہے' کوٹھا چلاتی ہے وہ' تم خوبصورت ہو نازک سی۔

تم اس کے پاس کیوں نہی چلی جاتی' نوٹوں کی بارش کر دے گی تم پر'

آپ نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے' میں ایک شریف لڑکی ہوں۔

غریب ہوں مگر بے غیرت نہی!

میں وہاں سے اٹھ کر چل پڑی۔

پیچھے سے اس عورت کا قہقہ گونجا۔

بس نکل گئی ہوا' یہ زندگی اتنی آسان نہی جتنی تم سمجھ رہی ہو۔

باتوں سے ہی اپنی ماں کا علاج کروالینا'

آئی بڑی کچھ بھی کرلوں گی'

اس کے الفاظ زہر جیسے تھے۔

میں گھر آکر پوری رات سو نا سکی' اس دن مجھے ایک شخص کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔

"پرنس' کہاں چلے گئے تم' ساری رات میں نے کھڑکی کے پاس بیٹھ کر گزار دی۔

بہت سوچنے کے بعد آخر کار میں ایک فیصلے پر پہنچی'

میں پھر سے اس عورت کے پاس جا پہنچی'

مجھے دیکھ کر وہ مسکرا دی' میں جانتی تھی تم ضرور آو گی۔

"یہ حقیقت کی دنیا ہے کسی فلم کا سین نہی' کہ اچانک سے کوئی جادو ہو گا۔

اور ساری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔

یہ اصل دنیا ہے' خالی پیٹ تو نیند بھی نہی آتی۔

کہوں کا حکم ہے میرے لیے' وہ رجسٹر کھولتے ہوئے بولی۔

مجھے آپ کی بات منظور ہے' مگر میری بھی ایک شرط ہے۔

میں کوٹھے پر ناچ لوں گی' مگر جسم کا سوادا نہی کروں گی میں۔

میری بات سُن کر وہ مسکرا دی' چل ٹھیک ہے بات کرتی ہوں روبینہ سے'

اس طرح میں کوٹھے پر پہنچ گئی' اماں کے علاج کے لیے ایڈوانس پیسے لے لیے میں نے روبینہ بائی سے۔

اسی دوران میری ملاقات روشنی سے ہوئی' اس کو کہی سے کڈنیپ کر کے لایا گیا تھا۔

میں کسی طرح اسے وہاں سے نکالنے میں کامیاب ہو گئی۔

اسے گھر لے آئی' اماں سے میں نے یہ کہہ دیا کہ مجھے راستے میں مل گئی تھی۔

کھو گئی ہے شاید' پولیس میں رپورٹ درج کروادی ہے میں نے۔

جیسے ہی اس کے گھر والوں کا پتہ چل جائے پولیس ہمیں بتا دے گی۔

اماں، ابا نے میری بات پر یقین کر لیا۔

میں نے روشنی سے بہت بار پوچھنے کی کوشش کی کہ اس کا گھر کہاں ہے۔

کس شہر میں رہتی تھی وہ؟

مگر وہ کچھ بولتی ہی نہی تھی' بہت چپ چپ رہتی تھی۔

آخر کار ایک دن اس نے مجھے بتایا کہ وہ اپنے گھر واپس نہی جانا چاہتی۔

exponovels

مجھے بہت حیرانگی ہوئی اس کی بات سُن کر۔

وہ رونے لگی 'اس نے مجھے بتایا کہ اس کے ماما، بابا اس دنیا میں نہی ہیں اب '

اس کی چچی نے کیا ہے یہ سب کچھ 'میں نے اسے دلاسا دیا۔

اس سے کہا کہ ہمیشہ کے لیے یہاں رہ سکتی ہے '

اور تب سے ہی وہ میرے ساتھ رہنے لگی۔

ایک سال گزر چکا تھا 'مگر میرے دل کی دنیا ویسی ہی تھی۔

اظہر کی بے حسی، اور پرنس کی یادیں مجھے جینے نہی دیتی تھیں۔

کتنے ہی پل 'کتنی ہی راتیں پرنس کی یاد میں گزار دیں میں نے '

کاش میں ایک بار اس سے مل سکتی 'اس کو بتا سکتی کہ میں بے وفا نہی تھی۔

دل کو کسی صورت چین نہی ملتا تھا 'پھر ایک دن میں نے وہ گھر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔

اس گھر کو چھوڑ کر یہاں شفٹ ہو گئی۔

دو سال سے یہاں رہ رہی تھی 'پھر میری آپ سے ملاقات ہوئی۔

زندگی کو پھر سے اُمید کی ایک نئ کرن ملی 'آپ نے مجھے اس دلدل سے باہر نکال دیا۔

یہ میری زندگی کی کچھ پرانی یادیں تھیں 'اس سے پہلے کے ہم اپنی نئ زندگی شروع کرتے۔

میں آپ کو سب کچھ بتا کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتی تھی۔

"کیا تم اب بھی پرنس سے محبت کرتی ہو رامین؟

احتشام اب جا کر بولا '

رامین کے چہرے پر گہری سنجیدگی چھا گئی 'احتشام کی سوالیہ نظریں رامین کے چہرے پر ہی جمی تھیں۔

exponovels

"میں کوشش کروں گی اسے بھولنے کی 'رامین بہ مشکل بس اتنا ہی بول پائی۔

احتسام وہاں سے اٹھ کر تیزی سے نیچے کی طرف بڑھ گیا۔

رامین وہی بیٹھی آنسو بہانے لگی۔

میں کیسے بھول جاوں اس کو 'میری روح میں بس چکا ہے وہ۔

اور جسم سے روح مر کر ہی جدا ہو سکتی ہے'

رامین وہی بیٹھی آنسو بہاتی رہی 'احتسام واپس نہی آیا۔

آخر کار رامین اٹھ کر نیچے کی طرف بڑھ گئی 'احتسام کے کمرے پر ایک نظر ڈالی 'کمرے کا دروازہ بند تھا۔

وہ تیزی سے نیچے کی طرف بڑھ گئی۔

کمرے میں جا کر لیٹ گئی 'آنسو بہاتے بہاتے سو گئی۔

احتسام کی حالت بھی رامین سے کم نہی تھی۔

وہ کمرے میں جا کر سکتے کی حالت میں بیڈ پر لیٹ گیا۔

نیند کہاں آنے والی تھی اب اسے 'سر میں شدید درد اٹھ رہا تھا۔

تیزی سے اٹھا اور دراز سے نیند کی گولی نکال کر کھالی۔

آج بہت دن بعد پھر سے نیند کی گولی کھالی اس نے 'درد برداشت نہی ہو رہا تھا اس سے۔

وہ درد جو صلہ نے دیا اسے۔۔۔وہ ابھی بھی پرنس سے محبت کرتی تھی۔

یہ بات اس سے برداشت نہی ہو پا رہی تھی۔

آخر کار کچھ دیر بعد اسے نیند آ ہی گئی۔

اگلے دن رامین پورا دن اپنے کمرے سے باہر ہی نہی نکلی۔

exponovels

احتسام کی نظروں کا سامنا کرنا بہت مشکل لگ رہا تھا اس کو۔

سمجھ نہی آرہی تھی کیا کرے'احتسام صبح سے کمرے میں بھی نہی آیا۔

آخر کار رانیہ اسے لے کر پارلر چلی گئ'باہر بھی اسے احتسام نظر نہی آیا۔

رامین کو لگا شاید میں نے بہت بڑی غلطی کر دی احتسام کو سب کچھ بتا کر۔

نہی۔۔۔میں نے کوئی غلطی نہی کی'اس نے سر نفی میں ہلا دیا۔

جھوٹ کی بنیاد پر میں نیا رشتہ قائم نہی کر سکتی تھی۔

رامین مہرون رنگ کے لہنگے میں دلہن بنی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

بارات ہال میں پہنچی تو رامین بھی رانیہ اور روشنی کے ساتھ زوہیب کی گاڑی میں ہال پہنچی۔

احتسام بھی مہرون شیروانی پہنے پورے سٹیج کی چمک بنا ہوا تھا۔

رانیہ اور روشنی کے ساتھ رامین چلتی ہوئی آئی۔

احتسام نے رامین کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا'

رامین نے احتسام کا ہاتھ تھام لیا اور سٹیج کی سیڑھیاں چڑتی ہوئی سٹیج پر احتسام کے ساتھ جا رکی۔

جیسے ہی رامین سٹیج پر آئی'احتسام نے رامین کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

لہجے میں واضح اجنبیت تھی'

رامین کی آنکھوں سے آنسو بہنے کو تھے۔

بہ مشکل اس نے اپنی آنکھوں میں آتے آنسو روک لیے۔

احتسام نے ایک بار بھی رامین کی طرف نظر اٹھا کر نہی دیکھا۔

رامین کو اپنا آپ بہت بے معنی لگنے لگا۔

exponovels

اسے لگا احتشام بس گھر والوں کی خاطر مسکرا رہا ہے۔

وہ دل سے راضی نہی ہے اس شادی کے لیے۔

تو کیا ایک بار پھر سے میں خالی ہاتھ رہ گئی' احتشام مجھ سے بدگمان ہو چکے ہیں۔

اب میرا احتشام کے سوا اور کوئی بھی نہی اس دنیا میں۔

"یا اللہ احتشام کے دل میں میرے لیے پہلے جیسی محبت پیدا کر دے'

میں احتشام کو کھونا نہی چاہتی،،

رامین آنکھوں میں آنسو لیے دل سے دعا کر رہی تھی۔

بھابی کیا ہوا آپ کو؟

رانیہ ابھی سٹیج پر آئی ہی تھی' رامین کے چہرے پر اداسی اور آنکھوں میں ڈگماتے آنسو دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی۔

کچھ نہی!

رامین گھبراتے ہوئے بولی'

شاید آنکھ میں کچھ چلا گیا ہے' رامین جلدی سے ٹشو سے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

احتشام دونوں کی طرف متوجہ ہوا' رامین کو آنسو صاف کرتے دیکھ لیا اس نے۔

مگر جلدی ہی رُخ موڑ گیا'

رامین نے احتشام کی اجنبیت بہت اچھی طرح محسوس کی۔

اچھا بھابی آپ کھڑی کیوں ہیں' تھک جائیں گی۔

بیٹھ جائیں پلیز!

رانیہ نے زبردستی رامین کو بٹھا دیا۔

exponovels

بھائی آپ بھی بیٹھ جائیں' رانیہ نے احتسام کو وہی کھڑے دیکھا تو بول پڑی۔

احتسام مسکراتے ہوئے بیٹھ گیا۔

رامین بت بنی بیٹھی رہی' جب کوئی آتا تو پھیکا سا مسکرا دیتی۔

احتسام کی بھی یہی حالت تھی' وہ اندر سے ٹوٹ چکا تھا۔

رخصتی کا وقت ہوا' رامین کے اماں، ابا تو اس کے ساتھ تھے نہی۔

کیسی رخصتی تھی یہ' رامین کی آنکھیں جھلک پڑیں۔

احتسام کے تایا ابو اور تائی اماں نے آگے بڑھ کر رامین کے سر پر ہاتھ رکھا۔

ان کی اپنی تو کوئی بیٹی نہی تھی' انہوں نے رامین کو اپنی بیٹی سمجھ کر احتسام کے ساتھ رخصت کر دیا۔

بارات رخصت ہوئی تو سب مہمان اپنے اپنے گھروں کو رخصت ہو گئے۔

رامین دلہن بنی احتسام کے کمرے میں بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔

یہ سب کیا ہو رہا تھا' کچھ سمجھ نہی پا رہی تھی۔

ایک طرف احتسام تھا' جو اس سے پوری طرح لاتعلق ہو چکا تھا۔

اور دوسری طرف اسے اپنے ماں، باپ کے بچھڑ جانے کا دکھ ستا رہا تھا۔

آخر کار کمرے کا دروازہ کھلا'

احتسام کمرے کا دروازہ بند کرتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

احتسام الماری کے پاس جا کر' الماری کھول کر کپڑے نکالنے لگا۔

وہ ایسے ظاہر کر رہا تھا جیسے رامین کمرے میں ہو ہی ناں۔

رامین سے اب برداشت نہی ہو رہی تھی احتسام کی خاموشی۔

رامین بیڈ سے اٹھ کر احتسام کے پاس چلی گئی۔

احتسام نے جیسے ہی الماری کا دروازہ کھولا' سامنے اسے رامین آنسو بہاتی نظر آئی۔

احتسام نے ہاتھ رامین کی طرف بڑھایا'

رامین کو لگا جیسے احتسام اس کے آنسو صاف کرنے لگا ہے۔

مگر نہی' احتسام نے اسے بازو سے پکڑ کر راستے سے ہٹایا۔

احتسام۔۔۔رامین نے پکارا'

احتسام رکا مگر پلٹا نہی۔

رامین نے آگے بڑھ کر احتسام کا بازو تھام لیا' اور اس کے کندھے پر سر رکھ کر آنسو بہانے لگی۔

احتسام نے نرمی سے اپنے کندھے سے رامین کا سر ہٹایا اور رامین کی طرف پلٹا۔

کیا ہوا؟؟

احتسام نرمی سے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ سجائے بولا۔

رامین حیرت سے احتسام کو دیکھنے لگی'

آپ ناراض ہیں مجھ سے؟

رامین آنسو بہاتے ہوئے بولی۔

احتسام نے ہاتھ بڑھا کر رامین کے چہرے سے آنسو صاف کیے۔

"صلہ میں تم ناراض ہو سکتا ہوں بھلا'

میری زندگی ہو تم صلہ' تم سے ناراض ہونے کا میں سوچ بھی نہی سکتا،،

تو پھر آپ صبح سے مجھ سے بات کیوں نہی کر رہے' اجنبیوں جیسا سلوک کر رہے ہیں۔

exponovels

رامین آنسو بہاتے ہوئے بولی'

احتشام نے مسکراتے ہوئے رامین کو اپنے قریب کیا'

"میاں بیوی اجنبی نہی ہوتے صلہ'

"میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں'

ایک دوسرے کے بغیر زندگی مکمل نہی ہوتی میاں بیوی کی۔

میری کمی محسوس ہوئی تمہیں میں یہی دیکھنا چاہتا تھا۔

میرا ایک دن بات نا کرنا برداشت نہی ہو سکا میری مسز سے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کہی نا کہی تمہارے دل میں میرے لیے جگہ ہے۔

ایک چھوٹا سا امتحان لیا تمہارا اور تم اس میں کامیاب ہوئی۔

"پرنس تم سے محبت کرتا تھا' اور تم اس کی محبت سے محبت کرتی تھی'

وہ ایک ماضی تھا' گزر گیا۔

جو وقت گزر جائے اسے بھولنے میں ہی عافیت ہوتی ہے۔

پرانی یادیں، گزرے لمحے تکلیف کے سوا کچھ نہی دیتے۔

ماضی کے جھروکوں میں ہم اپنا مستقبل بھی گنوا دیتے ہیں۔

پرنس نے پیچھے مڑ کر نہی دیکھا' کیونکہ وہ تمہیں خوش دیکھنا چاہتا تھا۔

تو کیا تم خوش رہی' نہی تم نے اپنی زندگی کو بس اس تک محدود کر لیا۔

اپنے دل و دماغ میں بس پرنس کو بسا لیا۔

اس جنگ میں رشتوں کو ہار گئی'

exponovels

مگر اب یہ دل اور دماغ کی جنگ مزید نہی لڑنے دوں گا میں تمہیں۔

شاید پرنس جیسی محبت نہ کر سکوں میں لیکن کوشش کروں گا کہ کبھی تمہاری آنکھوں سے آنسو نہ بہنے دوں،،

ایک عام سا شخص ہوں میں' محبت سے ناواقف ہوں میں۔

مگر اب میں محبت کرنا چاہتا ہوں' اپنی بیوی سے۔

اپنی شریکِ حیات رامین صدیق احمد سے' رامین احتسام سے' صلہ سے۔

مجھے محبت کرنی ہے رامین احتسام سے' تو کیا میری مسز میرا ساتھ دے گی اس سفر میں؟

احتسام نے رامین کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا'

رامین نے مسکراتے ہوئے احتسام کا ہاتھ تھام لیا۔

میں بھی وعدہ کرتی ہوں آپ سے' کہ دل سے یہ سفر نبھاوں گی۔

اگر کبھی میرے قدم لڑکھڑائے' تو آپ ہیں نا میرے ساتھ'

میں بھی اس دل اور دماغ کی جنگ کو ختم کرنا چاہتی ہوں اب'

تھک چکی ہوں میں اب ایک پرچھائی کے پیچھے بھاگتے بھاگتے۔

اب ایک مقام پر ٹھہر جانا چاہتی ہوں میں'

ایک منزل پر ٹھہر جانا چاہتی ہوں میں'

اپنی منزل آپ کو بنانا چاہتی ہوں میں' آپ کے دل میں ٹھہر جانا چاہتی ہوں میں۔

رئیلی۔۔۔احتسام نے رامین کی ناک دبائی' جو رو رو کر سرخ ہو چکی تھی۔

احتسام۔۔۔رامین چلائی۔

نا کیا کریں ایسا رامین ناراضگی سے بیڈ پر جا بیٹھی۔

exponovels

احتسام بھی مسکراتے ہوئے بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا۔

اچھا اب نہی کرتا' احتسام رامین کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے بولا۔

رامین مسکرادی'

میری منہ دکھائی' رامین نے احتسام کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔

احتسام نے مسکراتے ہوئے رامین کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

یہی ہے تمہاری منہ دکھائی' میرا ساتھ۔

رامین مسکرادی' مجھے قبول ہے۔

گڈ گرل!

احتسام مسکراتے ہوئے بیڈ سے اتر گیا۔

کھانا لا رہا ہوں میں' بہت بھوک لگ رہی ہے۔

صبح سے کچھ نہی کھایا' اور مجھے یقین ہے کہ تم نے بھی کچھ نہی کھایا ہو گا۔

جی' رامین مسکراتے ہوئے بولی۔

لیکن مجھے بھوک نہی ہے'

رامین کی بات پر احتسام نے اسے گھوری سے نوازا۔

بھوک نا ہو پھر بھی کھانا پڑے گا' احتسام کمرے سے باہر نکل گیا۔

کچھ دیر بعد احتسام کھانے کی ٹرے اٹھائے کمرے میں داخل ہوا۔

رامین بے ساختہ ہنس پڑی'

احتسام نے مسکراتے ہوئے کھانے کی ٹرے رامین کے سامنے رکھ دی۔

exponovels

ہنس لو جتنا ہنسنا ہے' اب شادی کی ہے تو بیوی کی خدمت تو کرنی پڑے گی۔

رامین مسکرادی'

چلیں کھانا شروع کرتے ہیں' دونوں نے کھانا شروع کر دیا۔

کھانا کھانے کے بعد احتسام نے ٹرے اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

بھائی آپ؟

رانیہ پہلے سے ہی کچن میں موجود تھی۔

احتسام نے شرمندہ ہوتے برتن رانیہ کی طرف بڑھائے۔

واوو۔۔۔کیا بات ہے بھائی آپ بھابی کے لیے کھانا کمرے میں لے کر گئے۔

رانیہ برتن سائیڈ پر رکھتے ہوئے بولی'

ویسے پہلے تو کبھی آپ نے خود کھانا گرم نہی کیا' اور آج نا صرف کھانا گرم کیا'

بلکہ ٹرے میں سجا کر کمرے میں لے کر گئے۔

نائیس چینج!

صلہ نے صبح سے کچھ کھایا نہی تھا' تم نے ہی تو بتایا تھا مجھے۔

اب میں تمھیں ڈسٹرب نہی کرنا چاہتا تھا' بس اسی لیے خود آ گیا کھانا لینے۔

ہمم ٹھیک ہے' خیر جائیں آپ آرام کریں۔

رانیہ مسکراتے ہوئے برتن سمیٹنے لگی۔

احتسام بھی کچن سے باہر نکل گیا۔

احتسام کمرے میں گیا تو رامین ویسے ہی سجی سنوری بیٹھی تھی۔

exponovels

اپنے ہاتھ میں پہنی چوڑیوں کو چھو رہی تھی۔

احتسام مسکراتے ہوئے رامین کی طرف بڑھا'

تبھی اس کے فون کی رِنگ ٹون بجی!

رامین بھی احتسام کی طرف متوجہ ہوئی'

احتسام فون کان سے لگائے بات کرنے میں مصروف تھا۔

کال کاٹ کر رامین کی طرف بڑھا'

رامین تم چینج کر کے سو جاو' مجھے ایک ضروری کام سے آفس جانا ہے ابھی۔

بہت ضروری فائل پہنچانی ہے باس تک' ان کی فلائٹ ہے ایک گھنٹے بعد۔

اور وہ فائل ان کو چاہیے ابھی'

تم آرام کرو پلیز' میں تھوڑی دیر تک آجاوں گا۔

احتسام رامین کا گال تھپکتے ہوئے تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

رامین کے چہرے پر اداسی چھا گئی' ایسے کوئی چھوڑ کر جاتا ہے اپنی بیوی کو۔

رامین بستر پر گر گئی' کل سے سو نہی سکی ٹھیک سے۔

جلدی ہی آنکھ لگ گئی' وہ بنا کپڑے چینج کیے ہی سو گئی۔

رامین کی آنکھ کھلی تو کمرے میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔

احتسام۔۔۔رامین نے احتسام کو آواز دی۔

مگر کوئی جواب نہی ملا' اس کا مطلب تھا کہ احتسام ابھی تک گھر واپس نہی آیا۔

رامین اپنا بھاری بھر کم لہنگا سنبھالتے ہوئے بیڈ سے نیچے اتری'

سائِیڈ ٹیبل پر موبائل ٹٹولنے لگی' مگر موبائل نہی ملا۔

میرا فون کہاں گیا؟

رامین موبائل ڈھونڈتے ہوئے بولی۔

رامین نے دونوں سائیڈ ٹیبلز پر ڈھونڈ لیا' مگر فون نہی ملا۔

اچانک کمرے میں مدھم سی روشنی ہوئی' کینڈل لائٹ کی روشنی۔

رامین روشنی کی طرف پلٹی!

سامنے ٹیبل پر رکھی موم بتی جل رہی تھی'

اس کے پاس بیٹھا ایک وجود رامین کے قدم لڑکھڑائے۔

اس نے نظریں اٹھا کر رامین کی طرف دیکھا'

مدھم سی روشنی میں بھی اس کی آنکھیں جگمگا رہی تھیں۔

چہرے پر آج بھی نقاب، سر پر کیپ۔

پرنس۔۔۔۔بے ساختہ رامین کے ہونٹوں پر یہ نام آیا۔

وہ اٹھ کر رامین کی طرف بڑھا'

رامین نے قدم پیچھے کی طرف بڑھائے۔

نہی۔۔۔۔۔تم پرنس نہی ہو'

رامین نے سر نفی میں ہلایا۔

میں ضرور کوئی خواب دیکھ رہی ہوں'

رامین کے قدم پیچھے کی طرف بڑھ رہے تھے' جبکہ پرنس رامین کی طرف بڑھ رہا تھا۔

exponovels

رامین نے ہاتھ کے اشارے سے اس کو رکنے کا اشارہ کیا' مگر وہ نہی رُکا۔

رامین دیوار سے جا لگی'

اور پرنس رامین کے قریب آ رُکا۔

شادی مبارک ہو'

وہی مدھم سا لہجہ'

خوبصورت آواز، رامین کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

پرنس۔۔؟

رامین نے بے ساختہ پکارا'

"ہاں جی پرنس ہی ہوں میں 'مسز احتسام،،

رامین چونکی!

یہ کوئی خواب نہی تھا'

پرنس سچ میں یہاں موجود ہے۔

لیکن اظہر نے تو کہا آپ مر۔۔۔!

اس سے آگے رامین نہی بول سکی'

"اگر مر گیا ہوتا تو تمہارے سامنے نا ہوتا'

"اگر مر چکا ہوتا تو تمہارے دل میں زندہ نا ہوتا' اگر میں مر چکا ہوتا تو تمہارے دل میں بھی مر جاتا'

"میری یادیں زندہ نا ہوتی تمہارے دل میں'

رامین حوش میں آئی'

دونوں ہاتھوں سے اسے دھکا دیتے ہوئے خود سے دور کیا'

"کیوں آئے ہیں اب میری زندگی میں'

جب مجھے آپ کی ضرورت تھی تب کہاں تھے آپ؟

میری شادی'میرے شوہر کا نام سب کچھ جان چکے ہیں آپ'

مگر یہ نہی جان سکے آپ کہ پچھلے کئی سالوں سے کن کن ازیتوں سے گزری ہوں میں۔

آپ کا جب دل چاہتا ہے آپ میری زندگی سے چلے جاتے ہیں'اور جب دل چاہتا ہے واپس آجاتے ہیں۔

آخر کیا چاہتے ہیں آپ مجھ سے؟

جب بھی میں اپنی زندگی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتی ہوں آپ میرے سامنے آجاتے ہیں۔

بس اب اور نہی!

آپ کو کوئی حق نہی'

آپ میری زندگی میں دخل اندازی بند کریں۔

چلے جائیں ہمیشہ کے لیے میری زندگی سے'

خوش رہنے دیں مجھے!

میں احتسام کے ساتھ خوش ہوں'

مجھے خوش رہنے دیں آپ۔

اب مزید"پرنس نام کا درد میں نہی سہنا چاہتی'

آپ پلیز جائیں یہاں سے!

exponovels

پرنس کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھ گیا'

وہی پرانا انداز'

رامین کو حیرت ہوئی'اتنا کچھ سُننے کے بعد بھی بیٹھ گئے۔

اور بیٹھے بھی کیسے ہیں'نواب بن کر۔

ایسے جیسے اپنا گھر ہو'

رامین غصے سے اس کی طرف بڑھی'

آپ نے سُنا نہی میں نے کیا کہا؟

خدا کے لیے یہاں چلے جائیں!

میری زندگی کو مزید آزمائیشوں میں مت ڈالیں۔

"پرنس کی مسکراتی آنکھیں'رامین کو لگا جیسے وہ اس کا مزاق بنا رہا ہے۔

رامین بیڈ کی طرف بڑھی'

تو ٹھیک ہے'آپ آرام سے بیٹھیں یہاں۔

احتسام بس آنے والے ہیں'خود ہی نپٹ لیں گے آپ سے'

رامین اپنا لہنگا سنبھالتے ہوئے بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی'

وہ کرسی سے اٹھ کر رامین کی طرف بڑھا'بیڈ پر آ کر آرام سے تکیا سیٹ کرتے ہوئے لیٹ گیا۔

اب تو رامین کے پیروں تلے سے جیسے زمین ہی نکل گئی'

وہ تیزی سے بیڈ سے نیچے اتری'

یہ کیا بدتمیزی ہے؟

exponovels

رامین تقریباً چلائی۔

آپ کیوں کر رہے ہیں یہ سب؟

آخر کیا چاہتے ہیں آپ مجھ سے؟

کیا بگاڑا ہے میں نے آپ کا؟

رامین آنسو بہاتے ہوئے بولی۔

آپ سمجھ کیوں نہی رہے 'ہمارا ساتھ قسمت میں لکھا ہی نہی۔

آپ نے ہمیشہ کی طرح آج بھی آنے میں دیر کر دی 'میں خود کو احتشام کے نام کر چکی ہوں،،

پرنس بیڈ سے اٹھتے ہوئے رامین کے پاس آ رکا'

"تم ابھی بھی وہی ڈری سہمی سی، آنسو بہانے والی رامین ہو'

"کامیاب عورت "کب بنو گی تم؟

وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے بولا۔

"میں تو سمجھا تھا تم سنبھل چکی ہو گی'

زندگی میں آگے بڑھ چکی ہو گی 'مگر نہی تم تو آج بھی وہیں ہو جہاں میں چھوڑ کر گیا تھا،،

"آج بھی اسی مقام پر ٹھہری ہو 'کسی اور کے نام کی مہندی ہاتھوں میں سجائے'

"تب میں تمہاری خوشی کے لیے تم سے دور گیا تھا 'اور آج تمہاری خوشی کے لیے ہی واپس آیا ہوں،،

"ایک غلطی ہوئی تھی مجھ سے 'میں نے پلٹ کر واپس نہی دیکھا۔

یہ سمجھا تھا کہ تم خوش ہی ہو گی 'داسمارٹ کنگ اظہر ملک کے ساتھ "

"میں تم دونوں کی زندگی سے دور چلا جانا چاہتا تھا'

exponovels

مگر جانتی ہو تمہارے سابقہ شوہر نے کیا کیا تھا میرے ساتھ ؟

نہی۔۔۔تم کیسے جانتی ہو گی۔

"میں بتاتا ہوں' اس نے مجھے مارنے کے لیے غنڈے بھیجے۔

اور صرف غنڈے نہی' خود آیا مجھے مارنے کے لیے۔

میری گاڑی کا پیچھا کروایا اظہر نے'

میری گاڑی پر گولیاں برسائی گئیں' مگر مجھے ختم نہی کر سکا وہ۔

"میری قسمت اچھی تھی شاید' رات کا اندھیرے میں جنگل میں اس نے جس پر گولیاں برسائی وہ میں نہی تھا'

بلکہ اسی کا ایک آدمی تھا' شراب کے نشے میں چور "اظہر نے ایک بے گناہ کو مار ڈالا۔

اسے لاوارثوں کی طرح میری لاش سمجھ کر وہاں سے بھاگ گیا۔

اس کے بعد میں نہی جانتا اسد وہاں کیسے آیا' میرے بازو پر گولی لگ چکی تھی۔

میں بے حس و حرکت ایک درخت کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا۔

میرے بازو سے خون نکل کر میری ساری شرٹ بھگو چکا تھا۔

آنکھیں بند ہو رہی تھیں' اس وقت جو آخری چہرہ آنکھوں کے سامنے تھا وہ اسد تھا۔

اس کے بعد مجھے ہوش نہی رہا'

جب آنکھ کھلی تو خود کو ہاسپٹل کے بستر پر پایا'

بازو پر پٹیاں لپٹی تھیں' درد ناقابلِ برداشت تھا۔

اسی وقت اسد کے فون پر اظہر کی کال آئی'

وہ بے باقی سے ہنس رہا تھا'

اسد نے فون کا سپیکر آن کر دیا۔

مبارک ہو اسد!

بہت بہت مبارک ہو' پرنس کا کام تمام کر دیا میں نے'

اس سے پہلے کہ تمہارے دوست کی لاش کو جنگلی جانور نوچ ڈالیں۔

جاو جا کر لاش اٹھالو اپنے جگری دوست کی جنگل سے'

وہ ذہر اُگل رہا تھا'

نفرت کرتا ہوں میں اُس سے' جانتے ہو کیوں؟

کیونکہ رامین کے دل میں ابھی بھی پرنس ہے' وہ بھول نہی پائی اُسے۔

"وہ میرے ساتھ ہو کر بھی میرے ساتھ نہی ہوتی' اس کے دل میں بس "پرنس بسا ہے۔

وہ میری بیوی تو بن چکی ہے' مگر مجھ سے بے وفائی کر رہی ہے۔

صرف اور صرف پرنس کی وجہ سے' اب وہ میرے اور رامین کے درمیان نہی آئے گا۔

"مار ڈالا میں نے پرنس کو"

"اظہر کے الفاظ میرے کانوں میں کانٹوں کی طرح چُب رہے تھے۔

اسد نے کال کاٹ دی' اور وہ میری طرف بڑھا۔

نہی تم ہمت نہی ہار سکتے'

تمہیں جینا ہے اپنوں کے لیے' رامین کے لیے۔

"وہ بہت محبت کرتی ہے تم سے' تمہیں واپس لانا ہو گا رامین کو۔

بچانا ہو گا اسے اس بے حس انسان کے چنگل سے' اسد میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بول رہا تھا۔

exponovels

مگر میں کچھ بھی سُننے کی کیفیت میں نہی تھا'

"رامین کو تمہاری ضرورت ہے'اس کی مدد کرنی ہو گی تمہیں'

"وہ محبت کرتی ہے تم سے"

تم سُن رہے ہو میں کیا کہہ رہا ہوں'اسد نے میرا بازو جھنجوڑا۔

"میں سب سُن رہا ہوں اسد!

"تم بھی میری بات کان کھول کر سُن لو!

"پرنس مر چکا ہے!

آج سے پرنس مر چکا ہے'

"اگر میرے مرنے سے رامین کی زندگی کی مشکلات دور ہو سکتی ہیں'تو میں مر چکا ہوں آج سے'

نہی تم ایسے ٹوٹ نہی سکتے'تم بہت بہادر ہو۔

"رامین کو اکیلا کیسے چھوڑ سکتے ہو تم؟

"محبت کرتی ہے وہ تم سے!

نہی اسد!

"وہ مجھ سے محبت نہی کرتی'اسے بس میری عادت ہو چکی تھی'

"محبت تو بس میں نے ہی کی تھی اس سے'اگر وہ مجھ سے محبت کرتی ہوتی تو میرے ساتھ آ جاتی اس رات،،

اسد کو رامین کی مہندی والی رات یاد آئی'جب پرنس رامین کے گھر سے باہر آیا۔

اس نے اپنے چہرے سے نقاب نوچ کر اتار ڈالا'کیپ اتار کر وہیں پھینک دی۔

آنکھوں میں آنسو تھے'وہ ایک ہارا ہوا شخص لگ رہا تھا۔

exponovels

اسد جلدی سے اس کی طرف بڑھا'

کیا ہوا؟

رامین نہی آئی تمہارے ساتھ ؟

وہ سوال پر سوال کر رہا تھا' مگر پرنس تو جیسے سُن ہی نہی رہا تھا۔

"وہ بس تیزی سے اپنی بائیک کی طرف بڑھا'

اسد نے اسے جھنجوڑا'

کیا ہوا یار؟

کچھ بولو تو سہی!

کیوں نہی آئی رامین؟

اسد راستے سے ہٹو' اسے نہی آنا۔

"مجھے نفرت ہے رامین سے'

"پرنس کی بات پر اسد مسکرا دیا'

جھوٹ مت بولو تم!

"میں اچھی طرح جانتا ہوں کتنی محبت کرتے ہو تم رامین سے'

وہ تمہارے ساتھ نہی آئی' اس کا یہ مطلب ہر گز نہی ہے کہ وہ تم سے محبت نہی کرتی۔

"وہ مجبور ہے یار!

میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا تم سے کہ وہ نہی آئے گی۔

"رامین ان لڑکیوں میں سے نہی ہے جو محبت کی خاطر ماں باپ کی عزت نیلام کر دیں'

"وہ ایک نیک اور پاکیزہ لڑکی ہے'

"ماں باپ سے محبت کرنے والی'

"وہ محبت کو چھوڑ سکتی ہے'ماں باپ کو نہی"

"اپنے ماں باپ کی خوشی کی خاطر وہ اس شادی سے انکار نہی کر سکی۔

"بہتر یہی ہے کہ تم اسے بھول جاو'اور اس کی آنے والی زندگی کے لیے دُعا کرو۔

"میری محبت کا کیا!

"میں نے بھی تو محبت کی ہے اس سے'مجھے کیوں ٹھکرا دیا اس نے'

میرا کیا قصور تھا اسد!

تمہارا کوئی قصور نہی تھا یار'بس وہ تمہاری قسمت میں نہی تھی۔

"اللہ کی یہی مرضی تھی"

ایک خواب سمجھ کر بھول جاو اسے'

"بھول جاوں؟

"کیسے بھول جاوں۔۔۔؟

"نہی بھول سکتا میں رامین کو'نفرت کرتا ہوں میں اس سے۔

وہ بائیک سٹارٹ کرتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

"اگر اس کو مجھ سے محبت ہوتی تو میرے ساتھ آجاتی'مگر وہ نہی آئی۔

اسے بس میری عادت ہو چکی تھی'محبت نہی!

"تم اب بھی غلطی کر رہے ہو یار'وہ محبت کرتی ہے تم سے۔

exponovels

تم نے سنا نہی اظہر کیا کہہ رہا تھا؟

ہاں سب سُنا ہے میں نے' مگر اب بھی وہ میرا ساتھ نہی دے گی۔

"اگر میں تمہارے کہنے پر اس کا ساتھ دینے چل بھی پڑا' تو کیا تم گارنٹی دیتے ہو اس بات کی کہ وہ میرا ساتھ دے گی،،

اسد خاموش ہو گیا'

مگر تم کوشش تو کر سکتے ہو ناں؟

نہی اسد' میں اب میں ایسی کوئی کوشش نہی کروں گا۔

"میں پہلے ہی ٹوٹ چکا ہوں' بہت مشکل سے سنبھالا ہے خود کو۔

میرے زندہ ہونے سے رامین کی زندگی میں مشکلات تھیں۔

"تو آج سے اس کی ساری مشکلات ختم!

میں یہاں سے بہت دور چلا جاوں گا۔

"تمہارے ساتھ اگر کبھی رابطہ ہو رامین کا یا کبھی ملاقات ہو جائے زندگی میں۔

تو کہہ دینا تم رامین سے'

"پرنس مر چکا ہے۔

نہی۔۔۔اسد نے سر نفی میں ہلایا'

میں ایسا نہی کروں گا۔

میں جاوں گا رامین کے پاس' بتاوں گا اسے کہ اظہر نے کیا کیا ہے تمہارے ساتھ۔

وہ میری بات سنے گی' میں لے کر آوں گا اسے تمہارے پاس۔

exponovels

تم ایسا کچھ نہی کروگے' تمہیں میری قسم!

اگر تم نے ایسا کچھ بھی کرنے کی کوشش کی تو میں خود کو ختم کرلوں گا۔

تو ٹھیک ہے پھر!

پڑے رہو یہاں'

تڑپتے رہو اس کی یادوں میں'

اسد غصے سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

اس وقت اسد میرے پاس ہی تھا' جب اس کے فون پر تمہاری کال آئی۔

میں اسد کے گھر میں تھا اس وقت' گھر والے پریشان نا ہو جائیں اسی لیے اسد کے گھر پر ٹھہرا رہا میں۔

اسد نے سپیکر آن کر رکھا تھا۔

جب تم نے اسد سے میرے بارے میں پوچھا تو میں نے سر نفی میں ہلا دیا۔

اسد نے تم سے جو کچھ کہا غصے میں کہا تھا' دراصل وہ مجھے سنا رہا تھا سب کچھ۔

کہ شاید میں آگے بڑھ کر فون تھام لوں' اور تم سے کہہ دوں رامین میں زندہ ہوں۔

اسد خاموش ہو چکا تھا' تبھی اچانک فون بند ہو گیا۔

اور اسد میری کلاس لینے لگا'

خوش ہو اب؟

ہو گیا دل کو سکون' رامین کو دکھ پہنچا کر۔

وہ بولتے بولتے کمرے سے باہر نکل گیا۔

اور میرے دل و دماغ میں بس تمہاری اداس سی آواز گونج رہی تھی،،

exponovels

"رامین مجھے معاف کر دو!

اپنے شریف چور کو معاف کر دو' بہت بڑی غلطی ہو گئی مجھ سے '

وہ رامین کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا '

"اب کیا چاہتے ہیں آپ مجھ سے ؟

رامین بے بسی کی انتہا پر تھی۔

آپ تو مجھے بے وفا سمجھتے ہیں '

نفرت کرتے ہیں مجھ سے !

تو پھر اب واپس کیوں آئے ہیں آپ ؟

اور آپ میرے شریف چور نہی ہیں' اگر میرے ہوتے تو میرا ساتھ کبھی نہی چھوڑتے۔

آپ خود غرض ہیں بس!

محبت یہ نہی ہوتی کہ محبوب کی خوشی کی خاطر اس کو اکیلا چھوڑ دیا جائے۔

محبت تو یہ ہوتی ہے کہ دور رہ کر بھی دل کا حال جان لیا جائے۔

تو کیا تھی آپ کی محبت' جو آپ نے کیا وہ خود غرضی تھی آپ کی۔

اگر آپ میرا ساتھ نا چھوڑتے تو میں کوٹھے کی زینت نا بنتی۔

ایک سہارا ہوتا میرے ساتھ '

مگر آپ مجھے تنہا چھوڑ چلے گئے۔

میں کن حالات سے گزری اس کا اندازہ نہی ہے آپ کو۔

اماں، ابا مجھے چھوڑ کر چلے گئے' اور ان حالات میں مجھے سنبھالنے والے احتسام ہیں۔

exponovels

اب آپ یہاں سے چلے جائیں'میں نہی چاہتی احتسام مجھ سے بدگمان ہو۔

آپ چلے جائیں میری زندگی سے،،

"میں جانتاہوں مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے رامین'

مگر میں معافی بھی تومانگ رہاہوں۔

مجھے معاف کردو!

رامین رُخ موڑے کھڑی رہی'

میں نے معاف کیا آپ کو۔۔۔!!

اب آپ پلیز جائیں یہاں سے!

رامین اس کی طرف دیکھے بناہی بولی'

کمرے کادروازہ کھلنے کی آواز پر رامین پلٹی۔

احتسام۔۔۔!

اس نے ایک نظر دروازے کے پاس کھڑے احتسام پر ڈالی اور دوسری نظر اپنے پاس کھڑے پرنس پر۔

رامین کے پیروں تلے جیسے زمین ہی نہی رہی'اس کا سر چکرانے لگا۔

ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑنے لگے'

رامین بے بسی سے پرنس کی طرف دیکھنے لگی'مگر اس پر کوئی اثر نہی پڑا۔

وہ اپنی جگہ پر ہی کھڑا رہا۔

کمرے کی لائٹ جلی'

exponovels

رامین نے ظبط سے آنکھیں بند کر لیں۔

اس سے آگے وہ نہی دیکھ سکتی تھی'

احتسام کا سامنا نہی کر سکتی تھی۔

چند پل یونہی آنکھیں بند کیے کھڑی رہی' مگر پھر کمرے کی خاموشی محسوس کی۔

تو آخر کار رامین نے آنکھیں کھول ہی دیں۔

سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر اس کا سر چکرانے لگا۔

وہ اسد تھا"

"اسد پرنس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا'

اسد تم یہاں؟

رامین حیرت سے دونوں کو دیکھنے لگی'

میرا مطلب آپ دونوں یہاں کیسے آئے ہیں۔

میرا سر چکرا رہا ہے' میں پاگل ہو جاوں گی۔

رامین اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔

کیا ہوا سب ٹھیک ہے ناں؟

اسد پرنس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا'

رامین نے حیران کن نظروں سے اسد کی طرف دیکھا۔

میں تو شادی کی مبارک باد دینے آیا تھا تم۔۔۔

پرنس نے اسد کے پاوں پر اپنا پاوں رکھا۔

exponovels

اسد کی نظر پرنس کے نقاب پر پڑی۔

افففف۔۔۔یہ لڑکا نہی سدھرنے والا'

تو ابھی تک چہرہ نہی دکھایا تم نے رامین کو'اسد ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولا۔

دکھادوں گا میں تم کھسکو یہاں سے'

بہت بڑے کمینے ہو تم'اسد مسکراتے ہوئے پرنس کے کان میں بولا۔

ہاں جانتا ہوں میں'جس کا دوست اتنا بڑا کمینہ ہو وہ خود بھی تو کمینہ ہی ہو گا'

چلو کھسکو اب یہاں سے'اسد کو بازو سے کھینچتے ہوئے دروازے تک لے آیا۔

ہاں اپنا کام ختم ہوا تو اب کھسکو یہاں سے'ویسے انٹری کیسی تھی میری؟

اسد کالر جھاڑتے ہوئے بولا۔

اچھی تھی بلکہ زبردست تھی'تمہارا کام بس اتنا ہی تھا۔

جاو اب یہاں سے'

پرنس نے اسد کو کمرے سے باہر دھکا دیا۔

واہ کیا خوب دوستی نبھائی ہے'اسد مسکراتے ہوئے آگے بڑھا۔

پھر واپس پلٹا'بیسٹ آف لک!

پرنس نے دروازہ بند کر دیا۔

رامین بس چپ چاپ ان دونوں کی حرکتیں دیکھ رہی تھی۔

ان کی کسی بات کی سمجھ نہی آرہی تھی رامین کو وہ ایک دوسرے کے کان میں کچھ کہہ رہے تھے۔

"کیا ہو رہا ہے یہ سب؟

exponovels

مجھے کچھ بتائیں گے آپ یا نہی؟

اسد کو بھی ساتھ لے کر آئے ہیں آپ 'اگر کسی نے دیکھ لیا تو؟

آپ کو ڈر نہی لگتا؟

نہی۔۔۔وہ پھر سے رامین کی طرف بڑھا'

نہی لگتا مجھے ڈر!

"محبت میں طاقت ہی ایسی ہوتی ہے"

"محبت سارے ڈر نکال دیتی ہے دلوں سے 'خیال رہتا ہے تو بس محبوب کا۔

"جیسے مجھے تمہارا۔

پرنس کی بات پر رامین نے غصیلی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

ان سب باتوں کا اب کوئی مطلب نہی 'آپ جاسکتے ہیں یہاں سے۔

میری شادی ہو چکی ہے'

چلے جائیں میری زندگی سے،،

یہی بات میری آنکھوں میں دیکھ کر بولو' پرنس نے رامین کا رخ اپنی طرف موڑا۔

چھوڑیں مجھے!

ہاتھ مت لگائیں مجھے'

رامین نے اپنے بازو سے پرنس کا ہاتھ ہٹایا اور تھوڑے فاصلے پر جا رکی۔

پرنس نے حیرت سے رامین کی طرف دیکھا۔

آپ کو کوئی حق نہی ہے مجھے ہاتھ لگانے کا'

exponovels

کوئی حق نہی آپ کو میرے پاس آنے کا'

کوِئی حق نہی آپ کو میرے کمرے میں آنے کا'

کوئی حق نہی آپ کو!

رامین روتے ہوئے چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے فرش پر بیٹھ گئی۔

کمرے میں لائٹ بند ہو گئی' باہر تیز ہوا چل رہی تھی۔

کھڑکی سے چھن چھن چمکتی چاند کی روشنی کمرے میں داخل ہونے لگی۔

کوئی حق نہی آپ کو بار بار میری زندگی میں دخل اندازی کرنے کا۔

رامین کی سسکیاں کمرے میں گونج رہی تھیں۔

پرنس چلتا ہوا رامین تک آیا' گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"مجھے پورا حق ہے تمہاری زندگی میں دخل کرنے کا'

مجھے پورا حق ہے اس کمرے میں آنے کا اور مجھے پورا حق ہے تمہیں چھونے کا"

پرنس کی بات پر رامین نے چہرے سے ہاتھ ہٹائے۔

"مذاق لگ رہا ہے آپ کو یہ سب کچھ' آخر چاہتے کیا ہیں آپ مجھ سے؟

رامین چلائی۔۔۔!!

"ابھی تک نہی سمجھی تم!

کیا چاہتا ہوں میں' اب تک تو سمجھ جانا چاہیے تھا'

اُففففف۔۔۔۔پرنس کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے'

اس نے رامین کو بازو تھامتے ہوئے اسے اپنے سامنے لا کھڑا کیا۔

exponovels

رامین اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کرتی رہی مگر ناکام رہی۔

پرنس نے رامین کا بازو چھوڑ دیا اور ہاتھ اپنے نقاب کی طرف بڑھایا۔

رامین اپنا بازو سہلاتے ہوئے پرنس کی طرف دیکھنے لگی'

""پرنس کے چہرے سے نقاب ہٹا""

رامین گرتے گرتے بچی!

اس نے خود کو سنبھالنے کے لیے دیوار کا سہارا لیا۔

اگر رامین کا دیوار کا سہارا نا لیتی تو شاید گر جاتی۔

وہ مسکراتے ہوئے رامین کی طرف بڑھا۔

رامین کو بازو سے کھینچتے ہوئے اپنے قریب کیا' اور اس کی آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کیے۔

رامین گُم سُم سی بس اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

چاند کی روشنی میں یہ چمکتا، مسکراتا چہرہ' رامین کے دل کی دھڑکن بڑھ چکی تھی۔

احتسام۔۔۔۔!!

آپ پرنس؟

رامین بہ مشکل بس اتنا ہی بول سکی۔

"جی میں ہی ہوں تمہارا پرنس"

"تمہارا شریف چور"

احتسام نے سر سے کیپ اتارتے ہوئے رامین کے ماتھے سے اپنا ماتھا ٹکرایا۔

رامین کو لگا شاید وہ خواب دیکھ رہی ہے' اس نے ہاتھ بڑھا کر احتسام کے چہرے کو چھوا۔

exponovels

یہ سچ میں احتسام ہیں' رامین حیرت کُن نظروں سے احتسام کو دیکھی جا رہی تھی۔

رامین کا سر چکرایا اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔

وہ احتسام کے بازووں میں ہی گر گئی'

رامین۔۔۔!

احتسام پریشانی سے رامین کے گال تھپتپانے لگا۔

رامین آنکھیں کھولو!

احتسام کے چہرے پر پسینے آنے لگے' رامین کا چہرہ ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔

احتسام نے جلدی سے رامین کو بیڈ پر لے آیا۔اس کے ہاتھ پیر رگڑنے لگا۔

مگر رامین کو ہوش نہی آیا۔

کمرے میں پانی نہی تھا۔

احتسام جلدی سے باہر کی طرف دوڑا۔

پانی کا گلاس لے کر تیزی سے کمرے کی طرف بڑھا۔

پانی کے چھینٹے پڑے تو رامین نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھول دیں۔

احتسام کی جان میں جان آئی!

رامین!

مجھے ڈرا دیا تم نے' احتسام کا سانس پھول چکا تھا۔

رامین اٹھ کر بیٹھ گئی۔

رامین۔۔احتسام نے رامین کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

exponovels

رامین نے احتسام کا ہاتھ جھٹک دیا اور بیڈ سے نیچے اتر کر دروازے کی طرف بڑھی۔

احتسام تیزی سے اس کے سامنے آرکا۔

کہاں جارہی ہو رامین؟

مجھے جانا ہے یہاں سے' آپ راستے سے ہٹ جائیں احتسام۔۔۔؛

پرنس۔۔۔ سمجھ میں نہی آرہا آپ کو احتسام بولو یا پرنس۔

احتسام دروازے سے ٹیک لگائے دونوں بازو سینے پر فولڈ کیے رامین کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"اس کمرے میں رامین کا پرنس ہوں میں' اس کمرے سے باہر صلہ کا احتسام ہوں"

ابھی ہم کمرے میں ہیں تو اس لحاظ سے تم مجھے پرنس ہی بولو گی۔

"مجھے کچھ بھی نہی بولنا آپ کو آپ ہٹیں میرے راستے سے' مجھے جانا ہے۔

مجھے نہی رہنا دو چہروں والے انسان کے ساتھ"

"چہرے بھلے ہی دو ہیں' مگر دل تو ایک ہی ہے۔

اور اس دل میں بسنے والی تم ہی ہو۔

"میری پہلی اور آخری محبت' رامین صدیق احمد"

"یہ کیسی محبت ہے آپ کی احتسام؟

پرنس۔۔۔ احتسام نے اس ٹوکا'

ہاں ہاں ٹھیک ہے مسٹر پرنس!

رامین ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولی۔

آپ مجھے اس دن ہی پہچان گئے تھے جب میں آپ کو پارک میں ملی تھی'

exponovels

لیکن میں آپ کو نہی پہچان سکی' کیوں ؟

اور ایک بات' آج آپ کی آنکھیں پہلے والی نہی ہیں۔

یہ پرنس والی آنکھیں ہیں' احتسام کی آنکھیں الگ تھیں۔

اب یہ تو تمہیں پتہ ہو رامین شاید تمہاری محبت سچی نہی تھی' احتسام مسکراتے ہوئے بولا'

رامین نے خفگی سے اس کی طرف دیکھا'

احتسام مسکرا دیا'

مزاق کر رہا تھا۔

"جانتا ہوں ہماری محبت سچی تھی"

"محبت اگر سچی نا ہوتی تو آج ہم اس مقام پر نا ہوتے۔

اور رہی بات آنکھوں کی تو آو میں کچھ دکھاتا ہوں تمہیں۔

رامین کا بازو تھامتے ہوئے اسے ڈریسنگ تک لے گیا۔

دراز میں سے لینز باکس نکال کر رامین کے سامنے رکھ دیے۔

جس دن پارک میں ہماری ملاقات ہوئی میں تیزی سے وہاں سے چل پڑا۔

اس لیے کہ تم میری آنکھوں سے پہچان نا لو مجھے '

تین سال بعد تمہیں سامنے دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔

اور تمہارا حلیہ !

مجھے افسوس ہوا' تمہیں ٹریکنگ سوٹ میں دیکھ کر۔

کہاں وہ خود کو چادر میں چھپا کر رکھنے والی رامین صدیق احمد"

For more visit (exponovels.com)

اور کہاں یہ ٹریکنگ سوٹ میں ملبوس مسز اظہر!

اظہر کے لیے میرے دل میں چھپی نفرت پھر سے جاگی۔

کیا سے کیا بنا دیا اس نے تمہیں'

میرے دل میں تمہارا وہ معصوم سا چہرہ ابھرا' جب تم زمین پر بیٹھی تھی۔

اور وہ دونوں لڑکوں نے تمہارے سر سے چادر اتاری تھی۔

جب میں نے تمہیں چادر اوڑھائی تو تم نے ایک بار بھی مڑ کر پیچھے نہی دیکھا۔

یہ بھی نہی دیکھا کہ چادر اوڑھانے والا کون ہے۔

تمہارا معصوم سا چہرہ میری آنکھوں میں بس چکا تھا۔

دل میں چھپی محبت پھر سے جاگی آئی' جس وجود سے میں دور بھاگتا آ رہا تھا۔

آج وہ وجود میرے سامنے تھا'

اپنی آنکھوں کی حیرت میں تم پر واضح نہی کرنا چاہتا تھا' دل ڈر چکا تھا۔

اگر تم مجھے پہچان لیتی تو پتہ نہی کیا ہو گا۔

تم کچھ دیر پارک کے باہر رکی' اور پھر اپنے گھر کی طرف بڑھ گئی۔

میں وہاں نہی رکا' جلدی سے وہاں سے نکلنا چاہتا تھا۔

مگر میرا وجود میرا ساتھ نہی دے رہا تھا' دل چاہ رہا تھا کہ ابھی تمہیں سب کچھ بتا دوں۔

"بتا دوں تمہیں کہ میں پرنس ہوں رامین"

مگر نہی کر سکا میں یہ' یہ سوچ کر کہ تم اپنی زندگی میں خوش ہو اظہر کے ساتھ۔

مگر اظہر نے جو کچھ میرے ساتھ کیا اس کے بعد مجھے خود کو اور اپنی فیملی کی حفاظت بھی کرنی تھی۔

exponovels

میں نے تمہارے گھر سے کچھ فاصلے والے گھر سے ایک آنٹی سے اظہر کے بارے میں معلومات اکھٹی کیں۔

میں نے اس انداز میں ان سے پوچھا کہ ان کو شک ہی نہی ہوا مجھ پر۔

پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہ گھر صلہ کا ہے' جو اپنی چھوٹی بہن اور پیرنٹس کے ساتھ یہاں رہتی ہے۔

مجھے حیرانگی ہوئی' رامین نے اپنا نام صلہ کیوں رکھ لیا۔

پھر میں سمجھا شاید یہ گھر اظہر نے خرید کر دیا ہو تمہارے اماں ابا کے لیے۔

اور ہو سکتا ہے تم چند دن ان سے ملنے آئی ہو۔

پھر چھوٹی بہن؟

تمہاری تو کوئی بہن نہی تھی' میں الجھنوں میں الجھ چکا تھا۔

اسی لیے اگلے ہی دن میں نے یہ لینز خریدے اور اس دن سے آنکھوں میں لینز لگائے بغیر باہر نہی نکلا کبھی۔

ایک رات تم نے میری گاڑی کا پیچھا کیا' میں نے جان بوجھ کر گاڑی گھر سے آگے بڑھا دی۔

تاکہ تمہیں یہ لگے کہ یہ گھر میرا نہی ہے' لیکن تم میرا پیچھا کرتی رہی۔

اور پھر مجبوراً گاڑی روکنی پڑی۔

تمہیں سمجھایا' مگر تم پر کسی بات کا کوئی اثر نہی پڑا۔

پھر تم گھر تک پہنچ گئی' مجھے شدید غصہ آیا' تم شادی شدہ ہوتے ہوئے میرا پیچھا کر رہی تھی۔

اگر اظہر کو پتہ چل جاتا اس بارے میں تو پتہ نہی کیا سلوک کرتا وہ تمہارے ساتھ'

مجھے بس یہی فکر کھائی جارہی تھی۔

یہ بات مجھے بلکل اچھی نہی لگی'

اس کے بعد جو تم کیا وہ تو حد سے بڑھ کر تھا'

exponovels

تم نے میری اور امی کی ساری باتیں سن لی تھیں۔اور پھر تم نے مجھے ہانیہ کی شادی کے لیے پیسے دینے کی آفر کی'اور بدلے میں نکاح کی شرط رکھی۔

اس دن میرا دماغ آوٹ آف کنٹرول ہو گیا'میں نے غصے سے تمہیں کمرے سے باہر نکال دیا۔

ایسا کیسے کہہ سکتی تھی تم شادی شدہ ہو کر نکاح کی بات کر رہی تھی۔

اس کے بعد تم نے کبھی ملنے کی کوشش نہی کی'البتہ پھر بات فون تک آگئی۔

تم روز کال کرتی۔۔صرف میری آواز سننے کے لیے'

ایک دن آخر کار مجھے سمجھ آ ہی گئی رانیہ کے کہنے پر کہ یہ کال تمہاری ہے۔

اور یہ بات سچ ثابت ہوئی'تم نے کہا کہ تمہیں کوئی طاقت کھینچ لاتی ہے میری طرف۔

تم چاہ کر بھی مجھ سے دور نہی جا پا رہی تھی۔

میرے دل میں نا جانے کیوں تمہارے لیے نرمی پیدا ہونے لگی۔

میں کیسا بتاتا تمہیں کہ یہ میری محبت کی طاقت ہے جو تمہیں میری جانب کھینچ لاتی ہے۔

مگر میں نہی کہہ سکا'کیسے کہتا تم سے۔

مجھے لگا شاید تم پہچان چکی ہو مجھے اور یہ سب اس لیے کر رہی ہو تاکہ میں خود سچائی بتا دوں تمہیں۔

فون بند کرنے کے بعد میں نے سوچا کہ کل تم سے ملاقات کروں گا'اور تمہیں سارا سچ بتا دوں گا کہ میں ہی پرنس ہوں۔

مگر اگلے دن جو ہوا میں کبھی سوچ بھی نہی سکتا تھا۔

باس نے مجھ سے کہا کہ ایک پارٹی پر جانا ہے۔

انہوں نے مجھے پانچ لاکھ قرض جو دے دیا تھا'میں ان کے احسانات تلے دبا ان کو انکار نہ کر سکا۔

exponovels

مگر مجھے حیرت ہوئی پارٹی کے نام پر وہ مجھے کوٹھے پر لے گئے۔

میں اس ماحول سے لاتعلق چپ چاپ ایک کونے میں فون میں مصروف بیٹھا رہا۔

مگر پھر باس کی نخوست بھری آواز میرے کانوں میں پڑی'

میں نے فون سے نظریں ہٹا کر سامنے دیکھا!

سامنے کا منظر دیکھ کر میری روح تک کانپ گئی۔

رامین صدیق احمد پاوں میں گھنگھرو باندھے ناچ رہی تھی۔

میرا دل چاہا ابھی زمین پھٹے اور میں اس میں دفن ہو جاوں۔

میں جو سوچ رہا تھا میرے تم دونوں کی زندگی سے دور چلے جانے سے تمہاری مشکلات دور ہو چکی ہیں۔

تم خوش ہو گی اظہر کے ساتھ'

مگر میری ساری خوش فہمیوں پر پانی پھیر گیا جب میں نے تمہیں وہاں دیکھا۔

پتہ ہی نہی چلا کب میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

میں نے وہاں سے اٹھ کر جانا چاہا مگر میرا وجود میرا ساتھ نہی دے رہا تھا۔

میں بے جان پتھر بن چکا تھا'

بہت ہمت کر کے وہاں سے اٹھ کر جانے ہی لگا تھا کہ نا چاہتے ہوئے بھی میرے قدم تمہاری طرف بڑھنے لگے۔

اس دن مجھے احساس ہوا کہ میں کتنا لاپرواہ ہوں۔ یہ سب میری لاپرواہی کی وجہ سے ہی ہوا ہے۔ صرف اور صرف میری وجہ سے تم ان حالات تک پہنچی۔

"کاش میں ایک بار پیچھے مڑ کر دیکھ لیتا'

exponovels

تمہیں ٹوٹ کر گرنے سے بچالیتا"

میں بہت شرمندہ ہوں تم سے'

ہوسکے تو مجھے معاف کر دینا!

احتسام رامین کے بہتے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا۔

رامین نے سر نفی میں ہلا دیا'

نہی۔۔۔اس میں آپ کی کوئی غلطی نہی تھی۔

آو یہاں بیٹھو!

احتسام رامین کو صوفے تک لے آیا'

رامین احتسام کے کندھے پر سر ٹکائے آنکھیں موند گئی۔

اس کے بعد جب میں تمہیں لے کر تمہارے گھر پہنچا۔۔۔!

احتسام چند بولتے بولتے چپ ہو گیا۔

چند پل خاموش رہنے کے بعد پھر سے بولنا شروع ہو گیا۔

میں نے بازووں میں اٹھا رکھا تھا تمہیں'

جیسے ہی گھر میں داخل ہوا تمہارے بابا سامنے کھڑے تھے۔

ان کے چہرے پر غصہ واضح تھا۔

میں روشنی کو تمہارے پاس کمرے میں چھوڑ کر باہر آیا تو وہ میرے ہی انتظار میں کھڑے تھے۔

احتسام کیا ہے یہ سب؟وہ غصے میں مجھ پر چلائے۔۔۔!

وہ مجھے پہچان چکے تھے۔

exponovels

ابا نے کیسے پہنچانا آپ کو؟ آپ ابا سے پہلے کب ملے تھے؟

رامین نے حیرت سے سر اوپر اٹھایا۔۔!

ہم مل چکے تھے پہلے بھی ایک بار تمہارے گھر کے باہر'

تمہارے نکاح کے بعد۔۔شاید تمہیں یاد ہو۔

میں اسد کے ساتھ آیا تھا'

رامین کو یاد آیا جب ابا نکاح والے دن دروازہ ناک ہونے پر باہر گئے تھے۔

کافی دیر بعد گھر واپس آئے تھے' بہت پریشان تھے۔

میں نے ان کو اظہر کے کالے کرتوتوں کے بارے میں سب کچھ بتادیا۔

ان کو بہت سمجھایا کہ اس شادی سے انکار کردیں۔

رامین کو اس شادی سے دکھوں کے سوا کچھ حاصل نہی ہوگا۔

مگر انہوں نے میری کسی بات پر یقین نہی کیا۔

آخر کار وہ وہاں سے چل پڑے'

مجھے یہ کہتے ہوئے کہ تم میری بیٹی سے شادی کرنے کے لیے اس کا گھر برباد کرنا چاہتے ہو۔

میں ایسا نہی ہونے دوں گا'

وہ غصے میں وہاں سے چل پڑے'

اس کے بعد میرے پاس تم سے بات کرنے کے سوا کوئی چارہ نہی رہا۔

"میں تمہیں لینے آیا'

بہت سمجھایا تمہیں بھی مگر تم نے بھی میری کوئی بات نہی مانی'

exponovels

مجبوراً مجھے خالی ہاتھ لوٹنا پڑا۔

"جانتی ہو رامین جس شام تمہاری رخصتی تھی' اس شام میں نے جان سے پیارے دو رشتوں کو کھو دیا۔

ایک طرف مجھے میری محبت کے کھونے کا غم تھا' اور دوسری طرف میرے بابا مجھے تنہا چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے،،

"غم کس کو کہتے ہیں یہ مجھے اس رات پتہ چلا' جب میں نے اپنے بابا کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا،،

مجھے ایسا لگا جیسے میں بھی مر چکا ہوں'

زندگی ختم ہو چکی ہو جیسے،

سب کچھ ختم ہو چکا تھا'

مگر پھر مجھے خود کو سنبھالنا پڑا۔

"امی اور بہنوں کی خاطر چہرے پر جھوٹی مسکراہٹ سجالی میں نے'

اپنی زندگی کو ان تینوں کے وقف کر دیا۔

خوشیاں، محبت دھیرے دھیرے سب پیچھے رہ گیا۔

"زندگی کا مقصد ہی یہی ہے' اپنوں کی خاطر خود کو بھلا کر جینا یہی زندگی ہے"

مگر جب تین سال بعد دوبارہ دیکھا تمہیں تو آنکھوں پر یقین ہی نہی آ رہا تھا مجھے'

"محبت مل جائے تو زندگی سنوار دیتی ہے' نا ملے تو مریض بنا دیتی ہے"

ایسا ہی کچھ میرے ساتھ ہوا تھا۔

تین سال سے میں جن زخموں کو چھپائے پھیر رہا تھا۔

تین سال بعد وہ زخم پھر سے تازہ ہونے لگے۔

exponovels

نفرت مزید بھڑنے لگی تھی' یا محبت بڑھنے لگی تھی میں سمجھ نہی پا رہا تھا۔

پھر اس رات نفرت ختم ہو گئی۔۔اور محبت بڑھنے لگی۔

تمہارے بابا نے بتایا جو کچھ اظہر نے تمہارے ساتھ کیا۔

طلاق دے کر گھر سے نکال دیا'

کہنے لگے مجھے نہی پتہ تھا میری بیٹی کن حالات سے گزر رہی تھی۔

اس سب کا زمہ دار وہ خود کو سمجھ چکے تھے۔

وہ مجھ سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے لگے۔

میں نے ان کے ہاتھ تھام کر آنکھوں سے لگا لیے' اور ان کو یقین دلایا تمہیں تحفظ دینے کا۔

ان سے عہد کر لیا میں نے کہ اب مزید غم نہی دیکھنے دوں گا رامین کو۔

مگر وہ خود کو اپنی بیٹی کی بربادی کی وجہ سمجھتے ہوئے یہ صدمہ برداشت نہی کر سکے۔

بیٹی کو رخصت کیے بنا ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

اور چند دنوں بعد تمہاری ماما بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔

ایسے حالات میں ہمارا نکاح ہونا بہت ضروری ہو چکا تھا۔

میں تمہیں اکیلا نہی چھوڑ سکتا تھا'

محلے والوں کو میرا تمہارے گھر آنا ناگوار گزرنے لگا۔

میں مناسب وقت دیکھ کر امی سے بات کرنا چاہتا تھا اور تمہیں بھی سنبھلنے کے لیے کچھ وقت چاہیے تھا۔

ایسے میں اگر میں شادی کی بات کرتا تو تم مجھے خود غرض سمجھتی۔

اسی لیے بات نہی کر سکا میں تم سے' مگر محلے والوں کے انگلی اٹھانے پر مجھے یہ فیصلہ اسی وقت کرنا پڑا۔

exponovels

پھر تم رامین صدیق احمد سے رامین احتسام بن کر میری زندگی میں شامل ہو گئی ہمیشہ کے لیے۔

احتسام نے رامین کے ماتھے پر ہونٹ رکھ دیئے 'محبت کی مہر ثبت ہوئی۔

رامین پر سکون ہو کر احتسام کے سینے پر سر رکھ دیا۔

بہت بڑے دھوکے باز ہیں آپ میرے شریف چور! رامین نے احتسام کا کان کھینچا'

بہت تنگ کیا ہے آپ نے مجھے! آپ کو سزا ملے گی۔

کیا سزا ملے گی یارر میرا کان تو چھوڑ دو احتسام کی ہنسی غائب ہو چکی تھی۔

رامین نے ہنستے ہوئے احتسام کا کان چھوڑ دیا' یہ بدلہ تھا میری ناک دبانے کا۔

رامین تیزی سے اٹھ کر ڈریسنگ کی طرف بڑھی اور جویلری اتارنے لگی۔

"احتسام نے رامین کے گرد بازوں کا حصار بنا دیا

'معاف کر دو اپنے شریف چور کو"

رامین مسکرا دی' چور تو چور ہی ہوتا ہے"

"چور کبھی بھی شریف نہی ہوتا"

احتسام مسکرا دیا'

ہوتا ہے۔۔۔ میں نے کسی کا کچھ نہی چرایا کبھی۔

بس چرایا ہے تو رامین صدیق احمد کا دل چرایا ہے۔ اسی لیے میں شریف چور ہوں۔

احتسام کے جواب پر رامین مسکرا دی۔

مطلب آپ وہ والے چور نہی ہیں! میرا دل چرانے والے شریف چور ہیں۔
ہمممم۔

exponovels

تھینکس میری زندگی میں آنے کے لیے' میری زندگی کو اتنا خوبصورت بنانے کے لیے۔" رامین احتشام کے سینے میں منہ چھپائے محبت کا اظہار کر رہی تھی۔

احتشام نے اس کے ماتھے سے بندیا ہٹا کر ہونٹ رکھ دیئے۔اور رامین کی انگلی میں سونے کی خوبصورت انگوٹھی پہنا دی۔

رامین نے مسکرا کر تحفہ قبول کیا۔

خوشیوں سے بھری نئی زندگی کا آغاز ہوا تھا۔

محبت کو اپنی منزل مل ہی گئی آخر'

محبت اگر روح سے ہو تو ایک نا ایک دن مل ہی جاتی ہے۔

اگلے دن ولیمے کا فنکشن بھی خیر و عافیت سے گزر گیا۔

اسد کی فیملی بھی اس فنکشن میں شریک ہوئی۔

ثوبیہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ آئی۔

اس کی شادی چند ماہ پہلے ہی ہوئی تھی۔

دونوں سہیلیاں ایک دوسرے کے گلے لگ کر خوب اشکبار ہوئیں۔

دونوں اتنے عرصے بعد ایک دوسرے سے مل کر بہت خوش تھیں۔

گھر والوں کی محبت اور احتشام کا ساتھ پا کر رامین پھر سے جینے لگی۔

روشنی بھی بہت خوش تھی اتنی اچھی فیملی جو مل گئی تھی اسے۔

شادی کے دو ماہ بعد ہی احتشام کو آفس کی طرف سے ملائیشیا ٹرانسفر کی آفر ملی فیملی کے ساتھ۔

احتشام نے گھر والوں کو یہ خبر سنائی تو سب بہت خوش ہوئے۔

exponovels

احتسام نے رانیہ کی رخصتی کے بعد ملائیشیا شفٹ ہونے کے بارے میں فیصلہ کیا۔

خیریت سے رانیہ کی رخصتی کا وقت بھی گزر گیا۔

احتسام نے روشنی، امی اپنا اور رامین کا پاسپورٹ، ویزہ سب تیار کروالیا۔

ان کی ملائیشیا جانے کی ساری تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔

ان کی فلائٹ سے ایک دن پہلے اچانک رامین کی طبیعت خراب ہو گئی۔

احتسام رامین کو لے کر ہاسپٹل پہنچا' جہاں ان کو ایک خوشخبری ملی۔

رامین ماں بننے والی تھی' دونوں بہت خوش تھے یہ خبر سُن کر۔

دونوں اپنی ہی خوشی میں مگن چلتے آرہے تھے کہ اچانک احتسام کسی شخص سے ٹکرایا۔

احتسام سے ٹکراتے ہی وہ شخص گرتے گرتے بچا' احتسام نے اسے گرنے سے بچالیا۔

جیسے ہی اس نے چہرہ اوپر اٹھایا' احتسام کے چہرے کے آثار بدلے۔

رامین احتسام کے پیچھے جا چھپی' مظبوطی سے احتسام کا بازو تھام لیا۔

ڈر سا لگنے لگا' کہی پھر سے یہ شخص اِن دونوں کو جدا نا کر دے۔

احتسام نے رامین کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے تحفظ کا احساس دلایا۔

احتسام نے رامین کو کندھے سے تھامتے ہوا اپنے برابر لا کھڑا کیا۔

سامنے اظہر ملک کھڑا تھا'

بکھرے بال، بڑھی ہوئی شیو، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے۔

وہ آنکھیں جو کبھی اس چہرے کی رونق ہوتی تھیں' وہ آنکھیں آج مدھم پڑ چکی تھیں۔

آج آنکھوں پر سیاہ چشمہ بھی نہی تھا۔

exponovels

پرانے سے کپڑے'

وہ بہت بیمار لگ رہا تھا۔

مہنگے کپڑے، مہنگے شوق سب کچھ برباد ہو چکا تھا۔

اس کا غرور ختم ہو چکا تھا۔

احتسام اور رامین کو ساتھ دیکھ کر اس کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

اس نے رامین کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔

مجھے معاف کر دو رامین!

رامین نے حیرت زدہ نگاہوں سے اظہر کی طرف دیکھا۔

'تو کیا یہ شخص اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا'

اس کا غرور ٹوٹ چکا تھا۔

وہ نظریں جھکائے دونوں ہاتھ رامین کے سامنے جوڑے کھڑا تھا۔

رامین کو قدرت کے انصاف پر یقین آ گیا۔

احتسام چلیں یہاں سے' رامین احتسام کا ہاتھ تھامتے ہوئے آگے بڑھی۔

احتسام بھی اس کے ساتھ چل پڑا۔

نہیں رامین تم ایسے نہیں جا سکتی مجھے معاف کیے بنا!

وہ تیزی سے ان کے راستے میں آ رُکا۔

مجھے معاف کرنا ہی ہو گا تمہیں رامین۔

ایسے نہیں جانے دوں گا میں تم دونوں کو یہاں سے'

exponovels

"جب سے تم گھر سے گئی ہو میرا ایک بھی دن سکون سے نہی گزرا'

کہاں کہاں نہی ڈھونڈا میں نے تمہیں'

تمہارے جانے کے بعد جب ماما کو پتہ چلا کہ میں نے تمہیں طلاق دے دی ہے تو وہ یہ صدمہ برداشت نہی کر سکیں۔

ان کو شدید قسم کا ہارٹ اٹیک ہوا' تین دن آئی سی یو میں ایڈمٹ رہنے کے بعد وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔

ماما کی دیتھ کے چند دن بعد ڈیڈ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔

وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

فیکٹری کا سارا بوجھ میرے سر پر آ گیا' میں نے کبھی انٹرسٹ لیا ہو تا تو بزنس سنبھالتا نا۔

دن بدن میں قرضوں میں ڈوبتا چلا گیا'

نقصان پر نقصان ہو تا چلا گیا۔

فیکٹری کو لاوارثوں کی طرح چھوڑ دیا میں نے'

میری راتیں شراب خانوں میں گزرنے لگیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میں بیمار رہنے لگا'

اور میری لاپرواہی کی وجہ سے مجھ سے فیکٹری چھین لی گئی۔

فیکٹری کو بیچ کر بھی سارا قرضہ نا اتار سکا میں۔

پھر آخر کار گھر، گاڑیاں سب بیچنا پڑا مجھے اور میں بھکاریوں کی طرح سڑک پر آ گیا"

جس دن میرے سر سے چھت چھین گئی اس دن مجھے یہ سمجھ میں آیا کہ یہ سب تمہارے ساتھ کی گئی ناانصافیوں کا نتیجہ ہے۔

exponovels

تب سے ہی تمھے پاگلوں کی طرح ڈھونڈ تا پھر رہا ہو۔

تمہارے گھر بھی گیا وہاں تالا لگا ہوا تھا۔

رامین ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔

"میں تمہیں معاف نہی کروں گی ملک اظہر"

تم اسی لائق ہو'تم نے میری زندگی کو برباد کر کے رکھ دیا بھگتو اب!

احتسام چلیں یہاں سے!

رامین تیزی سے وہاں سے آگے بڑھ گئی۔

اظہر جلدی سے احتسام کے سامنے آ رکا'

احتسام۔۔۔!

احتسام نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید بولنے سے روک دیا۔

"ہم تو دوست تھے نا اظہر؟

پھر کیوں کیا تم نے ایسا میرے ساتھ؟

احتسام کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں۔

"میں نے تمہیں معاف کیا'احتسام خود کو سنبھالتے ہوئے بولا۔

آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کیا۔

رامین معاف کر دے گی تمہیں'اپنا انجام تم بھگت رہے ہو۔

احتسام ایک آخری نظر اظہر پر ڈالتے ہوئے رامین کی طرف بڑھا۔

رامین دیوار کی طرف رُخ موڑے آنسو بہا رہی تھی۔

exponovels

احتسام نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو رامین آنسو صاف کر کے مسکراتے ہوئے احتسام کی طرف پلٹی۔

چلیں۔۔احتسام نے مسکراتے ہوئے رامین کا ہاتھ تھام لیا۔

رامین نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔

دونوں مسکراتے ہوئے گاڑی کی طرف چل پڑے۔

گھر پہنچے تو امی اور روشنی سو چکی تھیں۔

احتسام رامین کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف چل پڑا۔

رامین کچھ دکھانا ہے تمہیں'

کیا۔۔؟

احتسام نے اپنے کمرے کے ساتھ والے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

اتنے مہینوں میں رامین اس کمرے کو بھول ہی چکی تھی۔

احتسام نے جیب سے چابی نکال کر کمرے کا دروازہ کھولا۔

رامین کو اندر جانے کو بولا'

رامین اندر داخل ہوئی تو احتسام نے کمرے کی لائٹ آن کرتے ہوئے دروازہ بند کر دیا۔

سامنے کا منظر دیکھ کر رامین پر حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹا۔

احتسام، اسد اور اظہر کی بے شمار تصویریں دیواروں پر لگی ہوئی تھیں۔

بچپن سے لے کر جوانی تک کی تینوں کی شرارتیں ان تصویروں میں قید تھیں۔

ان کی دوستی کتنی گہری تھی'ان کی آنکھوں کی چمک سے ہی اندازہ ہو رہا تھا۔

تینوں ایک ساتھ کندھوں سے کندھے ملائے ان تصویروں میں سمائے تھے۔

exponovels

رامین نے سوالیہ نظروں سے احتسام کی طرف دیکھا۔

"بچپن کے دوست تھے ہم تینوں۔

اظہر نے دوستی میں بے ایمانی کر دی۔

ہم تینوں ایک دوسرے سے کوئی بات نہی چھپاتے تھے۔

اسد نے تمہارا ذکر کر دیا اظہر کے سامنے!

جب فیکٹری میں تمہارا اظہر سے ٹکراو ہوا۔

اس کے بعد وہ تمہارے گھر تک پہنچا'اسد کی نظروں سے چھپا نہی تھا۔

اسد نے مجھے کچھ نہی بتایا'

مگر جب میں نے تمہارے پاس اظہر کا فون دیکھا اور مجھے تم نے سب بتایا اظہر کے بارے میں تو مجھے حیرانگی بھی ہوئی اور غصہ بھی آیا۔

میں نے اظہر کے آفس میں کال کی'جانتا تھا وہ آفس میں ہی ہو گا اس وقت۔

اور حسبِ توقع فون اسی نے اٹھایا۔

میں نے اظہر سے جب اس سارے معاملے کے بارے میں پوچھا تو وہ غصے سے پھٹ پڑا۔

کہنے لگا تم رامین تک کیسے پہنچے اور میرا فون تمہارے پاس کیسے؟

میں نے اسے وارن کیا کہ رامین سے دور رہے'مگر وہ غصے سے سیخ پا ہو گیا۔

اس نے مجھ سے ضد لگانی شروع کر دی'اور پھر تم سے نکاح کر لیا اس نے!

وہ بچپن سے ہی ایسا تھا ضدی،ایک بار جو کام کرنے کا ٹھان لے کر کے ہی چھوڑ تا تھا۔

چاہے اس کے لیے غلط طریقہ ہی کیوں نا استعمال کرنا پڑے۔

exponovels

وہ سگریٹ بھی پیتا تھا'اور شراب بھی۔

ہم نے بہت بار سمجھایا اسے مگر وہ ہماری ایک نہی سنتا تھا۔اپنی ضد منوا کر چھوڑتا تھا۔لیکن مجھے یہ نہی پتہ تھا کہ ایک دن اس کی یہ ضد منوانے کی عادت میری خوشیاں نگل جائے گی۔دوست ہو کر وہ میرا دشمن بن گیا' مجھ سے شرط لگائی کہ تمہیں مجھ سے جیت کر دکھائے گا۔

"وہ شرط تو جیت گیا مگر دوستی ہار گیا" رامین نے احتسام کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

احتسام رامین کو دیکھ کر مسکرا دیا اور دونوں کمرے سے باہر نکل آئے۔کمرے کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔

صبح احتسام نے امی کو جب خوشخبری سنائی تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا ہی نہی رہا۔

سب کو فون کر کے بتانے لگیں۔

رانیہ اور ہانیہ بھی بھاگی آئیں'

***

ان سب کو ائیرپورٹ چھوڑ کر سب اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

رات دس بجے وہ لوگ ائیرپورٹ سے ملائیشیا کے لیے روانہ ہو گئے۔

کمپنی کی طرف سے ان فلیٹ دیا گیا۔چند دن بعد احتسام نے روشنی کا ایڈمیشن کروا دیا سکول میں۔

وہ بہت ڈر رہی تھی سکول جاتے ہوئے احتسام اور رامین نے اسے یقین دلایا کہ اس کی چچی یہاں نہی آ سکتیں۔

یہ ملاِیشیا ہے پاکستان نہی'

آہستہ آہستہ روشنی میں خود اعتمادی پیدا ہونے لگی'اور وہ خوشی خوشی سکول جانے لگی۔

احتسام آفس میں مصروف رہتا سارا دن شام کو تھکا ہارا گھر آتا۔

exponovels

رامین اور احتسام کی امی سارا دن گھر میں بور ہوتی رہتیں۔ پھر ایک دن رامین کو خیال آیا کیوں نا کپڑے ڈیزائننگ کا کام شروع کردوں۔ مصروف ہو جاوں گی دل بھی لگا رہے گا۔

رامین نے یہ آئیڈیا احتسام اور امی کے سامنے رکھا' دونوں نے اس کا ساتھ دیا۔ رامین کے بنائے گئے ڈیزائن مختلف کمپنیز کو پسند آئے۔ یوں رامین ایک ڈیزائیز بن گئی۔

چند ماہ بعد اللہ نے ان کو ایک ننھی پری سے نوازا۔ جس کا نام انہوں نے نبیرہ رکھا۔

"نبیرہ مطلب جنت کا پھل۔

نبیرہ سب کی آنکھ کا تارا بن گئی۔ سارا دن دادو کے پاس رہتی اور جیسے ہی رامین گھر آتی اس سے چپک جاتی۔ اور احتسام کی تو جان بستی ہے نبیرہ میں'

جیسے ہی گھر آتا نبیرہ کو ڈھونڈنے لگ جاتا اگر وہ سوئی بھی ہوتی تو اسے گود میں اٹھا کر جگا دیتا۔

جب رونے لگتی تو رامین یا امی کو تھما دیتا۔

زندگی اچھی گزر رہی تھی۔

"رامین کو اس کا پرنس مل گیا"

"مشکل وقت جتنا بھی ہو آخر کار گزر ہی جاتا ہے' بس اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے اور ہمت نہی ہارنی چاہیے۔

****

ختم شد

exponovels

For more visit (exponovels.com)

''''''''''''''''''''''''''''''''''''''سبق''''''''''''''''''''''''''''''''

"اس کہانی سے ہمیں یہ سبق حاصل ہوا کہ ماں باپ کو کبھی اپنی اولاد کے ساتھ زبردستی نہی کرنی چاہیے' اولاد کو اعتماد میں لے کر ان کے مستقبل کا فیصلہ کریں۔

بیٹی کے مستقبل کے لیے اچھا داماد ڈھونڈنا درست ہے مگر دولت کی خواہش کرنا غلط ہے۔

دولت انسان کو اندھا کر دیتی ہے 'اور برائی پر پردہ ڈال دیتی ہے۔،،

یہی غلطی رامین کے ماں باپ سے ہوئی دولت کی لالچ میں انہوں نے اظہر کی برائی پر یقین نہی کیا۔اور نتیجہ آپ سب کے سامنے ہے۔

"ہر چمکنے والی چیز سونا نہی ہوتی"

اس کہاوت کی سمجھ آچکی ہو گی آپ سب کو۔

اظہر کا آنکھوں پر گلاسز لگانا بھی آپ سب کی ذہانت کا امتحان تھا۔سب کو یہی لگا کہ اظہر ہی پرنس ہے۔

100٪ میں سے 20٪ ریڈرز نے سہی جواب دیا کہ احتشام پرنس ہے۔

باقی سب نے اظہر کو ہی پرنس سمجھا صرف اس بنا پر کہ وہ گلاسز لگاتا تھا

میں نے کہا تھا کہ ہر چمکنے والی چیز سونا نہی ہوتی 'اسی طرح ضروری نہی کہ آنکھیں چھپانے والا ہی پرنس ہو

"یہ کہانی اپنے اختتام کو پہنچی"

exponovels